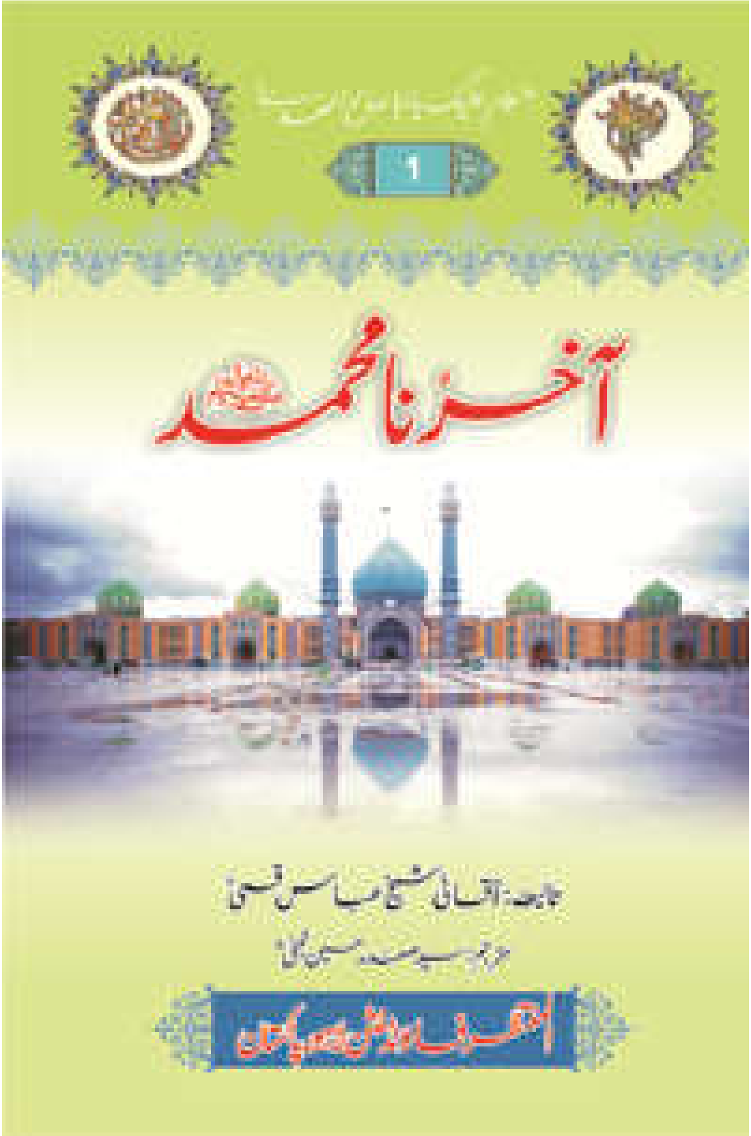
آخرنا محمد

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب	اُخِرُنَا مُحَمَّدٌ علیہ السلام
تالیف	ثقۃ المحدثین آقائی شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ	مولانا سید صفدر حسین نجفی رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب و تصحیح	قلب علی سیال
کمپوزنگ	الحمد گرافکس لاہور۔ فضل عباس سیال
ناشر	المنتظر فاؤنڈیشن
تاریخ اشاعت	2014ء

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی

LG-3 بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

فون: 0321-4971214/0423-7361214

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض ناشر

مکرمی ومحترمی جناب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ

دنیا میں موجود ظلم وجبر کی چکی میں پسنے والے عدل وانصاف سے محروم ہر باضمیر انسان کے پورے وجود سے ایک صدا بلند ہو رہی ہے۔ کہ ''ایک روز آئے گا جب باطل پر حق کو فتح حاصل ہو گی اور پھر ظلم اور بے عدالتی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ دن ضرور آئے گا، مگر کب آئے گا، زمانہ اس نجات دہندے ''صاحب الزمان'' کی آمد کا منتظر ہے۔ ''المنتظر فاؤنڈیشن'' اپنی حقیر وعاجزانہ جدوجہد کے نتیجہ میں اُس عظیم نجات دہندے کے وجودِ ذیشان کی حقیقتوں کو جدید نشر واشاعت کے ذریعے نمایاں کرنے کی متمنی ہے۔ خداوند عالم ادارہ کی اس انکسارانہ سعی کو قبول فرمائے۔

زیرِ نظر کتاب ''اٰخِرُنَا مُحَمَّدٌ علیہ السلام'' مولانا سید صفدر حسین نجفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''احسن المقال'' سے ایک حصہ لیا گیا ہے۔ جس میں امام آخرالزمانؑ کے حالات زندگی اور انکے کمالات وفضائل کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

''المنتظر فاؤنڈیشن'' کے پلیٹ فارم سے کتابِ ھذا مؤمنین کی خدمتِ اقدس میں پیش کی جارہی ہے۔ ادارہ نے کتاب ھذا کی اشاعت میں پوری توجہ سے کام لیا ہے، تاہم اس بارے میں آپ کی ہمدردانہ آراء ہمارے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ حسبِ سابق آپ ہماری اس مفید علمی پیشکش کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

والسلام

المنتظر فاؤنڈیشن

فہرست مضامین

حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام 11
پہلی فصل 11
حضرت صاحب الزماں علیہ السلام کی ولادت باسعادت اور آنحضرتؑ کی والدہ کے حالات
اور آپؑ کے بعض اسماء والقاب شریفہ اور شمائل مبارکہ کا بیان 11
حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے اسماء اور القاب 28
پہلا۔ بقیۃ اللہ 28
دوسرا۔ حجۃ اللہ 28
تیسرا۔ خلف اور خلف صالح 29
چوتھا۔ شرید 29
پانچواں۔ غریم 30
چھٹا۔ قائم 31
ساتواں۔ م ح م د صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 32
آٹھواں۔ مہدی صلوات اللہ 33
نواں۔ ماء معین 33
دوسری فصل 36
حضرت صاحب الزماں علیہ السلام کے کچھ خصائص کا ذکر 36
پہلی خصوصیت 36
دوسری خصوصیت 36
تیسری خصوصیت 36
چوتھی خصوصیت 37

پانچویں خصوصیت	37
چھٹی خصوصیت	37
ساتویں خصوصیت	37
آٹھویں خصوصیت	37
نویں خصوصیت	38
دسواں خصوصیت	38
گیارہویں خصوصیت	38
بارہواں خصوصیت	39
چودہویں خصوصیت	39
پندرہویں خصوصیت	40
سولہویں خصوصیت	41
سترہویں خصوصیت	41
اٹھارویں خصوصیت	41
انیسویں خصوصیت	41
بیسویں خصوصیت	42
اکیسویں خصوصیت	43
بائیسویں خصوصیت	43
تیئسویں خصوصیت	43
چوبیسویں خصوصیت	43
پچیسویں خصوصیت	44
چھبیسویں خصوصیت	44
ستائیسویں خصوصیت	44

اٹھائیسویں خصوصیت	44
انیتسویں خصوصیت	44
تیسویں خصوصیت	45
اکتیسویں خصوصیت	45
بیتسویں خصوصیت	45
تنتیسویں خصوصیت	45
چونیتسویں خصوصیت	46
پیتسویں خصوصیت	46
چھتیسویں خصوصیت	47
سیتسویں خصوصیت	47
اڑتیسویں خصوصیت	47
انتالیسویں خصوصیت	47
چالیسویں خصوصیت	48
اکتالیسویں خصوصیت	48
بیالیسویں خصوصیت	48
تنتالیسویں خصوصیت	49
چوالیسواں خصوصیت	49
پینتالیسواں خصوصیت	49
چھیالیسویں خصوصیت	50
تیسری فصل	51
بارہویں امام حضرت حجت علیہ السلام کے وجود کے اثبات اور آپؑ کی غیبت کے بیان میں	51
چوتھی فصل	65

حضرت صاحب الزماں علیہ السلام سے صادر ہونے والے معجزات باہرات وخوارق عادات 65

پہلا معجزہ 65

دوسرا معجزہ 66

تیسرا معجزہ 68

چوتھا معجزہ 69

پانچواں معجزہ 70

چھٹا معجزہ 71

ساتواں معجزہ 73

آٹھواں معجزہ 78

نواں معجزہ 80

دسواں معجزہ 82

گیارہواں معجزہ 83

بارہواں معجزہ 84

تیرہواں معجزہ 85

چودہواں معجزہ 86

پندرہواں معجزہ 89

پانچویں فصل 92

امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں غیبت کبریٰ کے زمانہ میں جانے والوں کے واقعات و قصص اور حکایات کا ذکر 92

پہلا واقعہ: اسماعیل ہرقلی کا واقعہ ہے۔ 92

دوسرا واقعہ: کہ جس میں رقعہ استغاثہ کرنے کا ذکر ہے۔ 98

تیسرا واقعہ: سید محمد جبل عامل کا حضرات علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہونا۔ 100

چوتھا واقعہ: سید عطوہ حسنی کا آنجنابؑ کی ملاقات سے مشرف ہونا۔ 103
پانچواں واقعہ: دعائے عبرات کا تذکرہ۔ 104
چھٹا واقعہ: امیر اسحاق استرآبادی کا ہے۔ 106
ساتواں واقعہ: جو دعائے فرج پر مشتمل ہے۔ 109
آٹھواں واقعہ: شریف عمر بن حمزہ کا حضرت علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہونا 115
نواں واقعہ: ابو راجح حمامی کا ہے۔ 119
دسواں واقعہ: اس کاشی بیمار کا ہے کہ جس نے حضرت سلام اللہ علیہ کی برکت سے شفا پائی 121
گیارہواں واقعہ: انار اور بحرین کے ناصبی وزیر کا ہے۔ 123
بارہواں واقعہ: ایک شیعہ کا ایک سنی سے مناظرہ کرنا ہے۔ 128
تیرہواں واقعہ: شیخ حر عاملی کا آنجناب سلام اللہ علیہ کی برکت سے اپنی بیماری سے شفا پانا 132
چودہواں واقعہ: حضرتؑ سے مقدس اردبیلی کی ملاقات کا واقعہ 133
پندرہواں واقعہ: آخوند ملا محمد تقی مجلسی کا واقعہ۔ 134
سولہواں واقعہ: گل و خرابات کا واقعہ۔ 137
سترہواں واقعہ: شیخ قاسم کا آنحضرتؑ کی ملاقات سے مشرف ہونا 138
اٹھارہواں واقعہ: ایک سنی مذہب شخص کا آنحضرتؑ سے استغاثہ کرنا اور آپؑ کا اس۔۔ 139
انیسواں واقعہ: سید علامہ بحر العلوم کا مکہ میں حضرت سے ملاقات کرتا 142
بیسواں واقعہ: سرداب مطہر میں سید بحر العلوم کا واقعہ۔ 143
اکیسواں واقعہ: حضرت کا بوڑھے باپ کی خدمت کی تاکید کرنا 145
بائیسواں واقعہ: شیخ حسین آل رحیم کا آنحضرت کی ملاقات سے مشرف ہونا۔ 149
تیئیسواں واقعہ: آنحضرتؑ کا عنیزہ کے عربوں کو زائرین کے راستہ سے ہٹانا۔ 153
چھٹی فصل 160
چند وظائف و تکالیف کا تذکرہ کہ جو بندگان خدا امام عصر علیہ السلام کی نسبت رکھتے ہیں 160

پہلی خبر	160
دوسری خبر	164
تیسری خبر	169
چوتھی خبر	170
پانچویں خبر	171
چھٹی خبر	171
ساتویں خبر	172
آٹھویں خبر	174
حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے بعض علامات ظہور کا بیان	182
پہلی علامت	182
دوسری علامت	183
تیسری علامت	184
چوتھی علامت	186
پانچویں علامت	186
چھٹی علامت	186
ساتویں علامت	188
آٹھویں علامت	188
نویں علامت	188
دسویں علامت	189
علامات غیر حتمی	189
حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے چار نُواب کا ذکر	204

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام

پہلی فصل

حضرت صاحب الزماں علیہ السلام کی ولادت باسعادت اور آنحضرتؑ کی والدہ کے حالات اور آپؑ کے بعض اسماء والقاب شریفہ اور شمائل مبارکہ کا بیان

علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں فرمایا ہے کہ آپؑ کی تاریخ ولادت میں زیادہ مشہور یہ ہے کہ آپؑ کی ولادت ۲۵۵ھ ہجری میں ہوئی، بعض نے ۵۶، اور بعض نے ۵۸، بھی کہی ہے، اور مشہور یہ ہے کہ ولادت کا دن جمعہ کی رات پندرہ ماہ شعبان تھی اور بعض نے آٹھ شعبان بھی کہی ہے اور اس میں اتفاق ہے کہ آپؑ کی ولادت سرمن رای (سامرہ) میں ہوئی اور نام وکنیت میں رسول اکرمؐ کے ساتھ موافق ہیں، اور زمان غیبت میں آنجنابؑ کا نام لینا جائز نہیں ہے اور اس کی حکمت معلوم نہیں، اور آپؑ کے القاب شریفہ مہدی، خاتم، منتظر، حجۃ اور صاحب ہیں۔

ابن بابویہ اور شیخ طوسی نے سند ہائے معتبر کے ساتھ بشر بن سلیمان بردہ فروش (غلام بیچنے والا) سے روایت کی ہے جو کہ ایوب انصاری کی اولاد میں سے اور امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکری علیہم السلام کے خاص شیعوں میں سے ہے اور شہر سامرہ میں ان کے پڑوس میں رہتا تھا وہ کہتا ہے کہ ایک دن کافور امام علی نقی علیہ السلام کا خادم میرے پاس آیا

اور مجھے بلا کر لے گیا، جب میں آپؑ کی خدمت میں گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تم انصار کی اولاد میں سے ہو، ہم اہل بیتؑ کی ولایت ومحبت رسول خداؐ کے زمانہ سے لے کر اب تک تم میں موجود ہے، اور ہمیشہ تم ہمارے محل اعتماد رہے ہو اور میں اختیار کرتا اور مشرف کرتا ہوں ایسی فضلیت کے ساتھ کہ جس کی وجہ سے تو ہمارے باقی شیعوں سے ہماری ولایت میں سبقت لے جائے، اور تجھے دوسرے رازوں سے مطلع کرنا چاہتا ہوں اور ایک کنیز کے خریدنے کے لیے بھیجتا ہوں، پس آپ نے ایک عمدہ خط رومی خط وزبان میں لکھا اور اس پر اپنی مہر شریف لگائی اور ایک تھیلی نقدی کی نکالی کہ جس میں دوسوبیس اشرفیاں تھیں، فرمایا یہ خط اور رقم لے لو اور بغداد چلے جاؤ اور فلاں چاشت کے وقت پل پر جاؤ، جب قیدیوں کی کشتیاں ساحل پر پہنچیں تو ان کشتیوں میں کچھ کنیزیں دیکھو گے اور کچھ خریدار امراء بنی عباس کے وکیل اور تھوڑے سے عرب نوجوان نظر آئیں گے جو قیدیوں کے گرد جمع ہوں گے، پس دور سے سارا دن اس بردہ فروش پر نگاہ رکھنا کہ جس کا نام عمر بن یزید ہے یہاں تک کہ جب وہ خریداروں کے لیے ایسی کنیز ظاہر کرے کہ جس کے فلاں فلاں صفات ہیں اور آپؑ نے اس کے تمام اوصاف بیان کئے، اور اس نے گاڑھا ریشمی لباس پہنا ہوگا اور وہ اس سے انکار کرے گی کہ مشتری اس کی طرف دیکھیں اور اسے ہاتھ لگائیں اور تو سنے گا کہ پردہ کے پیچھے سے اس کی رومی آواز بلند ہوگی تو سمجھنا کہ وہ رومی زبان میں کہہ رہی ہے، ہائے افسوس کہ میری حرمت ضائع ہورہی ہے پس ایک خریدار کہے گا کہ میں تین سو اشرفی اس کنیز کی قیمت دیتا ہوں، کیونکہ اس کی پاکدامنی اس کے خریدنے میں میری زیادہ رغبت کا باعث ہوئی ہے تو وہ کنیز اسے عربی زبان میں کہے گی، اے جوان اگر تو سلیمان بن داؤد کی شان وشوکت میں بھی ظاہر ہو اور اس کی حکومت حاصل کرے تب بھی میں تیری طرف راغب نہیں ہوں گی، اپنا مال ضائع نہ کر اور میری قیمت ادا نہ کر۔

پس وہ بردہ فروش کہے گا کہ تیرا کیا چارہ کروں کہ تو کسی خریدار پر راضی نہیں ہوتی

بالآخر تیرے بیچنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے تو وہ کنیز کہے گی تجھے کیا جلدی ہے، البتہ ایک خریدار آئے گا کہ جس کی طرف میرا دل مائل ہوگا اور مجھے اس کی وفاداری اور دیانت پر اعتماد ہوگا، پس اس وقت تم اس کنیز کے مالک کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ میرے پاس اک شریف اور بزرگ شخص کا خط ہے کہ جسے اس نے بڑی ملاطفت وشفقت کے ساتھ لغت روم میں لکھا ہے کہ جس میں اس نے اپنے کرم وسخاوت اور بزرگی کا ذکر کیا ہے اور یہ خط اس کنیز کو دے دو تا کہ وہ اسے پڑھے اور اگر اس خط لکھنے والے پر راضی ہو جائے تو میں اس کی طرف سے وکیل ہوں کہ یہ کنیز میں اس کے لیے خریدوں۔

بشیر بن سلیمان کہتا ہے کہ جو کچھ حضرتؑ نے فرمایا تھا وہ سب واقع ہوا اور جو کچھ آپؑ نے مجھ سے فرمایا تھا مین نے اس پر عمل کیا اور جب اس کنیز نے خط پڑھا تو رونے لگی اور عمرو بن یزید سے کہنے لگی کہ مجھے اس خط لکھنے والے کے ہاتھ بیچ دو اور اس نے بڑی بڑی قسمیں کھائی کہ اگر مجھے اس کے پاس فروخت نہ کیا تو میں خود کو ہلاک کر دوں گی، پھر میں نے اس کے ساتھ اس کی قیمت کے سلسلہ میں بہت سے باتیں کیں، یہاں تک کہ وہ اس قیمت پر راضی ہوگیا جو امام علی نقی علیہ السلام نے مجھے دی تھی، پس میں نے وہ رقم اس کے سپرد کی اور کنیز کو لے لیا اور وہ کنیز بڑی خوش تھی، وہ میرے ساتھ اس حجرہ میں آئی جو میں نے بغداد میں لیا ہوا تھا، جس وقت وہ اس کمرے میں پہنچی تو اس نے حضرت کا خط نکالا اور اس کے بوسے لیتی اور اس کو آنکھوں پر ملتی اور چہرے پر رکھتی اور اپنے جسم پر ملتی تھی، پس میں نے از روئے تعجب کہا کہ تو اس خط کو بوسہ دیتی ہے کہ جس کے لکھنے والے کو تو نہیں پہچانتی۔

وہ کنیز کہنے لگی اے عاجز اور اولاد اوصیاء وانبیاء کی بزرگی کی کم معرفت رکھنے والے تو اپنے کان میرے حوالے کر دے اور دل کو میری باتیں سننے کے لیے فارغ کر تا کہ میں تجھے اپنے حالات کی تفصیل بتاؤں۔

میں ملیکہ دختر یشوعائے فرزند قیصر بادشاہ روم ہوں اور میری والدہ شمعون بن حمون بن صفا وصی حضرت عیسیٰؑ کی اولاد میں سے ہے، میں تجھے اک عجیب چیز کی خبر دیتی ہوں، واضح ہو کہ میرے دادا قیصر نے چاہا کہ میرا عقد اپنے بھتیجے سے کردے اور اس وقت میری عمر تیرہ سال تھی، پس اس نے اپنے قصر و محل میں حواریین عیسیٰؑ کی اولاد علماء و نصاریٰ اور ان کے عباد میں سے تین سو افراد جمع کئے اور صاحبان قدر و منزلت میں سے سات سو اشخاص اور امرء لشکر اور افسران عسکر اور بزرگان فوج اور سرداران قبائل میں سے چار ہزار نفر اکٹھے کئے اور حکم دیا کہ اس تخت کو حاضر کیا جائے کہ جسے اس نے اپنی سلطنت کے زمانہ میں مختلف قسم کے جواہرات سے مرصع کیا تھا اور اس تخت کو چالیس پایہ پر درست اور کھڑا کیا گیا تھا اور اپنے بتوں اور صلیبیوں کو اونچی جگہ پر رکھ دیا اور اپنے بھتیجے کو تخت پر بیٹھنے کے لیے بھیجا، جب قسیسین نے انجیلیین اپنے ہاتھ میں اٹھائیں تاکہ انہیں پڑھیں تو بت اور صلیبیں سرنگوں ہو کر زمین پر گر پڑیں اور تخت کے پائے خراب ہوئے اور تخت زمین پر گر گیا اور بادشاہ کا بھتیجا تخت سے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا تو قسیسین کے رنگ متغیر ہو گئے اور وہ کانپنے لگے، اور ان میں سے جو بزرگ تھا اس نے میرے دادا سے کہا کہ اے بادشاہ ہمیں معاف کر ایسے امر سے کہ جس سے کئی نحوستیں رونما ہوئیں اور جو دلالت کرتا ہے کہ دین مسیحی بہت جلدی زائل ہو جائے گا، پس میرے جد نے اس کام کو فال بد سمجھا اور علماء و قسیسین سے کہا کہ اس تخت کو دوبارہ اس کی جگہ پر رکھو اور صلیبیں اپنے مقام پر قرار دو اور اس برگشتہ روزگار بدبخت کے بھائی کو حاضر کرو تاکہ اس لڑکی کی اس سے شادی کروں تاکہ اس بھائی کی نحوست کو دور کرے۔

جب ایسا کیا گیا تو اس کے بھائی کو تخت کی طرف لے چلے اور قسیسین نے انجیل پڑھنی شروع کی تو دوبارہ پہلے والی کیفیت ظاہر ہوئی تو اس برادر کی نحوست اس برادر کے برابر ہو گئی، لیکن وہ اس کے راز کو نہ سمجھ سکے کہ یہ ایک سرور کی سعادت ہے نہ کہ ان دو

بھائیوں کی نحوست ہے، پس لوگ منتشر ہو گئے اور میرے دادا غمناک حالت میں حرم سرا میں واپس آ گئے اور خجالت کے پردے آویزاں کئے۔

جب رات ہوئی تو میں سو گئی اور عالم خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیحؑ اور شمعون اور کچھ حوارین میرے دادا کے قصر میں جمع ہوئے اور نور کا ایک منبر نصب کیا جو رفعت و بلندی میں آسمان سے باتیں کرتا تھا اور وہاں اس کو رکھا کہ جہاں میرے دادا نے تخت رکھا تھا پس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وصی و داماد علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام اور کچھ افراد آئمہ اور اپنے فرزندوں کے ساتھ آئے اور اس قصر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور کیا۔

پس حضرت مسیحؑ بقدوم ادب از روئے تعظیم و اجلال حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لیے آگے بڑھے اور اپنی باہیں آنجنابؐ کی گردن میں ڈال دیں تو حضرت رسالتؐ پناہ نے فرمایا اے روح اللہ ہم اس لیے آئے ہیں کہ ملیکہ آپؑ کے وصی شمعون کی بیٹی کی اپنے فرزند سعادتمند کے لیے خواستگاری کریں اور آپؐ نے اشارہ کیا ماہ برج امامت وخلافت حضرت امام حسن عسکریؑ کی طرف جو فرزند ہیں اس بزرگوار کے جن کا خط تو نے مجھے دیا ہے، پس حضرتؑ نے حضرت شمعون کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ دونوں جہانوں کے شرف و بزرگی نے تیرا رخ کیا ہے، اپنے رحم کو رحم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پیوند کر دے، پس شمعون نے عرض کیا کہ میں نے کر دیا۔

پس حضرت رسول اکرمؐ نے خطبہ انشاء کیا اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ مل کر میرا عقد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ کر دیا اور حضرت رسولؐ (فرزندان رسولؐ) حواریوں کے ساتھ گواہ ہوئے۔

جب میں اس خواب سعادت مآب سے بیدار ہوئی تو قتل کے خوف سے میں نے وہ خواب اپنے دادا سے بیان نہ کیا اور اس خزینہ کو اپنے سینہ میں پنہاں رکھا اور اس خورشید

فلک امامت کی محبت کی آگ میرے سینہ میں روز بروز شعلہ زن ہوتی رہی اور سرمایہ صبر و اقرار میرا بادفنا کے حوالے ہوگیا، یہاں تک کہ کھانا پینا میرے لیے حرام ہوگیا اور ہر روز میرا چہرہ اور بدن زرد دولاغر ہوتا گیا اور چھپے عشق کے آثار باہر آشکار ہونے لگے، پس روم کے شہروں میں کوئی طبیب ایسا نہیں تھا کہ جسے میرے دادا نے میرے علاج کے لیے نہ بلایا ہو اور اس سے میرا علاج نہ پوچھا ہو، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جب وہ میرے دکھ کے علاج سے مایوس ہوا تو ایک دن مجھ سے کہنے لگا اے میرے نور چشم آیا تیرے دل میں دنیا کی کوئی خواہش ہے جسے میں عمل میں لے آؤں۔

میں نے کہا دادا جان میں کشائش کے دروازے اپنے اوپر بند پاتی ہوں، اگر آزار و تکلیف ان مسلمان قیدیوں سے جو آپ کی قید میں ہیں دور کردیں اور ان کی زنجیریں بیڑیاں کھول دیں اور انہیں آزاد کردیں تو مجھے امید ہے کہ جناب مسیحؑ اور ان کی والدہ مجھے عافیت وصحت بخشیں گی۔

جب اس نے ایسا ہی کیا تو میں نے کچھ اپنے سے صحت کا اظہار کیا اور تھوڑا سا کھانا کھایا تو وہ خوشحال وشاد ہوا اور اب مسلمان قیدیوں کی عزت واحترام کرنے لگا پس چودہ راتوں کے بعد میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ عالمین کی عورتوں میں سے بہترین عورت فاطمہ علیہا السلام مجھے دیکھنے کے لیے تشریف لائیں اور جناب مریمؑ ایک ہزار حوران جنت کے ساتھ ان کی خدمت میں تھیں پس جناب مریمؑ نے مجھے کہا کہ یہ خاتون بہترین خواتین اور تیرے شوہر امام حسن عسکریؑ کی جدہ ماجدہ ہیں پس میں ان کے دامن سے لپٹ گئی اور رونے لگی اور شکایت کی کہ امام حسنؑ نے مجھ پر جفا کی اور مجھے دیکھنے سے انکار کرتے ہیں۔

پس آپؑ نے فرمایا کہ کس طرح میرا بیٹا تجھے دیکھنے آئے، حالانکہ تو خدا کے ساتھ شرک کرتی ہے اور عیسائی مذہب کی پیروکار ہے اور یہ میری بہن مریم بنت عمران خدا

کی بارگاہ میں بیزاری چاہتی ہیں تیرے دین و مذہب سے اگر تیرا دل چاہتا اور اس طرف ہے کہ خداوند مریم تجھ سے خوش ہو اور امام حسن عسکری علیہ السلام تجھے ملنے اور دیکھنے آئیں تو پھر کہہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ۔

جب میں نے یہ دو طیب و پاک کلمات کہے تو جناب سیدۃ النساءؑ نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور میری دلداری فرمائی اور فرمایا کہ اب میرے بیٹے کے آنے کی منتظر رہ کہ میں اسے تیرے پاس بھیجوں گی، پس میں بیدار ہوئی تو کلمہ طیبہ شہادتیں کو ورد زبان بنایا اور حضرتؑ کی ملاقات کا انتظار کرنے لگی۔

جب آئندہ رات ہوئی تو آپؑ کا خورشید جمال طالع ہوا میں نے کہا کہ اے میرے محبوب میرے دل کو اپنی محبت میں قید کرنے کے بعد کیوں اپنے حسن و جمال کی جدائی میں مجھ پر اتنی جفا کرتے رہے۔

فرمایا میرے آنے میں تاخیر کا سبب سوائے اس کے اور کوئی نہ تھا کہ تو مشرک تھی اب جو مسلمان ہوگئی ہے میں ہر رات تیرے پاس رہوں گا، یہاں تک کہ خداوند عالم مجھے اور تجھے ظاہراً ایک جگہ اکٹھا کر دے اور اس ہجر و جدائی کو وصال میں تبدیل کرے، پس اس رات سے لے کر اب تک ایک رات بھی ایسی نہیں گزری کہ میرے درد ہجران اور جدائی کا شربت وصال سے دوا نہ فرماتے ہوں۔

بشر بن سلیمان نے کہا کہ تو قیدیوں میں کیسے آ گئی، کہنے لگی ایک رات مجھے امام حسن عسکری علیہ السلام نے بتایا کہ فلاں روز تیرا دادا ایک لشکر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجے گا، پھر اس کے پیچھے خود بھی جائے گا تو خود کو کنیزوں اور خدمتگاروں میں اس طرح داخل کر لینا کہ تجھ کو پہچان نہ سکیں اور اپنے دادا کے پیچھے چلی آنا اور فلاں راستہ سے جانا میں نے ایسا کیا تو مسلمانوں کے لشکر کا طلایہ (گشتی دستہ) ہمارے قریب سے گزرا اور وہ ہمیں قید کر کے لے گیا اور میرا آخری معاملہ وہ تھا جو تو نے دیکھا اور اب تک سوائے

تیرے کسی کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ میں بادشاہ روم کی بیٹی ہوں اور اس بوڑھے شخص نے کہ میں جس کے مال غنیمت کے حصہ میں آئی تھی مجھ سے میرا نام پوچھا تو میں نے کہا کہ میرا نام نرجس ہے، وہ کہنے لگا کہ یہ کنیزوں والا نام ہے۔

بشر نے کہا کہ یہ تعجب ہے کہ تم اہل فرنگ (اہل یورپ) ہونے کے باوجود زبان عربی بہت اچھی جانتی ہو، وہ کہنے لگی چونکہ میرے دادا کو مجھ سے بہت محبت تھی، لہذا وہ چاہتا تھا کہ مجھے آداب حسنہ سکھائے، اس بناء پر اس نے ایک مترجم عورت جو انگریزی اور عربی زبانیں جانتی تھی مقرر کی جو ہر صبح و شام آتی اور مجھے عربی زبان سکھاتی تھی، یہاں تک کہ میری زبان پر یہ لغت روانی سے جاری ہوگئی۔

بشر کہتا ہے کہ میں اسے سامرہ لے گیا اور امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دیا، حضرتؑ نے اس کنیز سے فرمایا کہ کس طرح خداوند عالم نے تجھے دین اسلام کی عزت اور دین نصاریٰ کی ذلت اور محمدؐ و آل محمدؐ کا شرف و بزرگی دکھائی ہے تو وہ کہنے لگی اے فرزند رسولؐ میں وہ چیز کس طرح آپؑ کی خدمت میں بیان کروں کہ جسے آپؑ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

پس حضرتؑ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھے عزت بخشوں اور تیرا احترام رکھوں، کون سی چیز تیرے نزدیک بہتر ہے آیا تجھے دس ہزار اشرفی دوں یا شرف ابدی کی بشارت دوں۔

اس نے کہا کہ میں شرف بشارت چاہتی ہوں اور مال کی مجھے ضرورت نہیں۔

حضرتؑ نے فرمایا تجھے بشارت ہو ایسے فرزند کی جو مشرق و مغرب عالم کا بادشاہ ہوگا، اور زمین کو عدل و داد سے پُر کرے گا بعد اس کے کہ وہ ظلم و جور سے پر ہوگی۔

وہ کہنے لگی کہ یہ فرزند کس سے عالم وجود میں آئے گا، فرمایا اس شخص سے کہ جس کے لیے حضرت رسالت مآبؐ نے خواستگاری کی تھی، پھر آپؐ نے اور حضرت مسیحؑ اور ان

کے جانشین نے کس کے ساتھ تیرا عقد کیا تھا، اس نے کہا کہ آپ کے فرزند حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے۔

آپؑ نے فرمایا کیا اسے پہچانتی ہو کہنے لگی کہ جس رات سے میں بہترین خواتین کے ہاتھ پر اسلام لائی ہوں کوئی ایسی رات نہیں گزری کہ آپؑ مجھے دیکھنے کے لیے نہ آئے ہوں۔

پس حضرت نے کافور خادم کو بلایا اور فرمایا جاؤ اور میری بہن حکیمہ خاتون کو بلاؤ، جب جناب حکیمہ خاتون آئیں تو حضرتؑ نے فرمایا یہ وہی کنیز ہے کہ جس کے متعلق میں کہتا تھا، حکیمہ خاتون نے اسے بغل گیر کیا اور بہت نوازش وشفقت فرمائی اور خوش ہوئیں۔

پس حضرتؑ نے فرمایا اے رسولؐ کی بیٹی اسے اپنے گھر لے جاؤ اور واجبات اور مستحبات اسے سکھاؤ کہ یہی حضرت حسن عسکری علیہ السلام کی بیوی اور صاحب الامرؑ کی ماں ہے۔

کلینی وابن بابویہ وسید مرتضیٰ اور ان کے علاوہ باقی ذی قدر محدثین نے سند ہائے معتبر کے ساتھ حکیمہ خاتون سے روایت کی ہے کہ ایک دن امام حسن عسکری علیہ السلام میرے گھر تشریف لائے اور انہوں نے تیز نگاہ نرجس خاتون کی طرف کی، پس میں نے عرض کیا کہ اگر آپ کو اس کی خواہش ہو تو اسے آپ کی خدمت میں بھیج دوں، فرمایا اے پھوپھی جان میرا تیز نظر سے اس کی طرف دیکھنا تعجب کی بناء پر ہے، کیونکہ عنقریب خداوند عالم اس سے ایسا فرزند پیدا کرے گا جو عالم کو عدالت سے پر کرے گا، بعد اس کے کہ وہ ظلم وجور سے پر ہوگا۔

میں نے کہا کہ اسے آپؑ کے پاس بھیج دوں فرمایا اس سلسلہ میں میرے والد گرامی سے اجازت لے لیں، حکیمہ خاتون کہتی ہے کہ میں نے اپنے کپڑے پہنے اور اپنے بھائی امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں ان کے گھر گئی جب میں سلام کر کے بیٹھ گئی تو بغیر اس کے کہ میں کوئی بات کرتی حضرتؑ نے ابتداً فرمایا۔

اے حکیمہ نرجس کو میرے بیٹے کے پاس بھیج دو، میں نے عرض کیا اے میرے سید و سردار میں اسی لیے حاضر خدمت ہوئی ہوں کہ اس معاملہ میں آپؑ سے اجازت لوں۔

آپؑ نے فرمایا اے بزرگوار صاحب برکت خدا چاہتا ہے کہ تمہیں اس ثواب میں شریک کرے اور خیر و سعادت کا عظیم حصہ تمہیں کرامت ہوئے، تبھی تو تمہیں اس جیسے معاملہ میں واسطہ قرار دیا ہے، حکیمہ کہتی ہے کہ میں فوراً اپنے گھر واپس آ گئی اور اس معدن فتوت و سعادت کے زفاف کا اہتمام اپنے گھر میں کیا اور چند دنوں کے بعد اس سعد اکبر کو اس زہرہ منظر کے ساتھ خورشید انور یعنی ان کے والد مطہر کے گھر لے گئی اور کچھ دنوں کے بعد اس آفتاب مطلع امامت نے مغرب عالم بقاء میں غروب کیا اور ماہ برج خلافت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام امامت میں ان کے جانشین ہوئے اور میں ہمیشہ ان کے والد کے زمانہ کی مقررہ عادت کے ماتحت اس امام البشرؑ کی خدمت میں حاضری دیتی۔

پس ایک دن نرجس خاتون میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ اے خاتون معظم اپنے پاؤں آگے کیجئے تاکہ میں آپ کے پاؤں سے جوتا اتاروں۔

میں نے کہا کہ اب تم خاتون اور میری مالک ہو میں اب کبھی تمہیں اپنے پاؤں سے جوتا نہیں اتارنے دوں گی اور نہ کوئی خدمت کرنے دوں گی، بلکہ میں تمہاری خدمت کروں گی اور اس کو اپنے اوپر منت و احسان سمجھوں گی، جب امام حسن عسکری علیہ السلام نے میری بات سنی تو فرمایا کہ اے پھوپھی جان خدا تمہیں جزائے خیر دے، پس میں آپؑ کی خدمت میں غروب آفتاب تک رہی پھر میں نے اپنی کنیز کو آواز دی کہ میرے کپڑے لے آؤ تاکہ میں واپس جاؤں، حضرتؑ نے فرمایا کہ اے پھوپھی جان آج رات ہمارے پاس رہیں، کیونکہ آج رات اس فرزند گرامی قدر کو پیدا ہونا ہے کہ جس سے خداوند عالم زمین کو علم و ایمان و ہدایت کے ساتھ بعد اس کے کہ وہ کفر و ضلالت کی اشاعت سے مردہ ہو چکی ہو گی زندہ کرے گا۔

میں نے عرض کیا اے میرے سید وسردار وہ بچہ کس سے پیدا ہوگا مجھے نرجس میں کوئی آثار حمل نظر نہیں آتے تھے، فرمایا نرجس ہی سے پیدا ہوگا نہ کہ کسی اور سے۔

پس میں نے نرجس کی پشت وشکم کو ٹٹولا اور دیکھا تو کوئی اثر مجھے نظر نہ آیا تو میں واپس گئی اور عرض کیا، حضرتؑ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب صبح ہوگی تو اس میں اثر حمل ظاہر ہوگا اور اس کی مثال والدہ موسیٰؑ جیسی ہے کہ ولادت کے وقت تک کوئی نضیر اس میں ظاہر نہ ہوا، اور کوئی شخص اس کے حالات سے مطلع نہ ہوا، کیونکہ فرعون حاملہ عورتوں کے شکم حضرت موسیٰؑ کی تلاش میں چاک کر دیتا تھا، اور اس فرزند کی حالت بھی اس امر میں حضرت موسیٰؑ سے مشابہ ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہم اوصیاء انبیاء کا حمل شکم میں نہیں بلکہ پہلو میں ہوتا ہے اور رحم سے نہیں بلکہ اپنی ماؤں کی ران سے پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ ہم نور الٰہی ہیں، اس نے گندگی اور نجاست کو ہم سے دور کر رکھا ہے۔

حکیمہ کہتی ہے کہ میں نرجس کے پاس گئی اور یہ حالت اس کو بتائی وہ کہنے لگی اے خاتون معظم میں اپنے میں کوئی اثر محسوس نہیں کرتی، پس میں رات وہیں رہی اور افطار کر کے نرجس کے قریب لیٹ گئی اور ہر گھڑی اس کی خبر گیری کرتی رہی اور وہ اپنی جگہ سوئی رہی اور ہر لحظہ میری حالت بڑھتی جاتی تھی، اور اس رات باقی راتوں کی نسبت زیادہ میں نماز اور تہجد کے لیے اٹھی اور نماز تہجد ادا کی، جب میں نماز وتر میں پہنچی تو نرجس بیدار ہوئی اور وضو کر کے نماز تہجد بجا لائی، جب میں نے نگاہ کی تو صبح کاذب طلوع کر چکی تھی، پس قریب تھا کہ میرے دل میں اس وعدہ کے متعلق شک پیدا ہو جو حضرتؑ نے فرمایا کہ اچانک امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے کمرے سے آواز دی کہ شک نہ کرو اب اس کا وقت قریب آ گیا ہے۔

پس اس وقت میں نے نرجس میں کچھ اضطراب کا مشاہدہ کیا، پس میں نے اسے

سینے سے لگایا اور اس پر اسماء خدا پڑھے، دوبارہ آپؑ نے آواز دی کہ اس پر سورہ انا انزلنا کی تلاوت کرو، پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے، وہ کہنے لگی کہ مجھ میں اس کا اثر ظاہر ہو چکا ہے جو میرے مولا نے فرمایا ہے۔

پس جب میں نے سورہ انا انزلنا فی لیلۃ القدر پڑھنا شروع ی تو میں نے سنا کہ وہ بچہ شکم مادر میں میرے ساتھ پڑھتا ہے، اور اس نے مجھ کو سلام کیا تو میں ڈر گئی، حضرتؑ نے آواز دی کہ قدرت خدا پر تعجب نہ کرو، کیونکہ وہ ہمارے بچوں کو حکمت سے گویا کرتا ہے اور ہمیں بڑے ہوتے ہی زمین میں اپنی حجت قرار دیتا ہے۔

پس جب حضرت امام حسنؑ کی گفتگو ختم ہوئی تو نرجس میری آنکھوں سے غائب ہوگئی، گویا میرے اور اس کے درمیان پردہ حائل ہوگیا، پس میں فریاد کرتی ہوئی دوڑ کر امام حسنؑ کے پاس گئی، حضرتؑ نے فرمایا اے پھوپھی واپس جاؤ اسے پانی جگہ پاؤ گی۔

جب میں واپس آئی تو وہ پردہ ہٹ چکا تھا اور نرجس میں میں نے ایسا نور دیکھا کہ جس نے میری نگاہوں کو خیرہ کر دیا اور حضرت صاحب الامرؑ کو دیکھا کہ وہ قبلہ رخ سجدہ میں زانو کے بل پڑے ہیں، اور اپنی شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف بلند کی ہوئی ہیں اور کہہ رہے ہیں اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ان جدی رسول الله وان ابی امير المومنين وصی رسول الله پھر آپؑ نے ایک ایک امام کا نام لیا، یہاں تک کہ اپنے نام پر پہنچے تو فرمایا، اللهم انجبرلی وعدی واتمم لی امری و ثبت وطاتی واملاء الارض بی عدلا وقسطاً، یعنی خداوند جو نصرت کا وعدہ تو نے مجھ سے کیا ہے اسے پورا فرما اور میرے امر خلافت و امامت کو تمام کر اور میرا استیلاء اور دشمنوں سے انتقام لینا ثابت کر دے اور میرے ذریعہ سے زمین کو عدل و داد سے پر کر دے۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جب صاحب الامرؑ پیدا ہوئے تو آپؑ سے ایسا نور ساطع ہوا جو آفاق آسمان پر پھیل گیا اور میں نے سفید پرندے دیکھے جو آسمان پر پھیل

گیا اور میں نے سفید پرندے دیکھے جو آسمان سے نیچے آئے اور وہ اپنے پر و بال حضرتؑ کے سر و چہرہ و بدن سے ملتے اور پرواز کر جاتے۔

پس حضرت امام حسن عسکریؑ نے مجھے آواز دی کہ اے پھوپھی میرے فرزند کو میرے پاس لے آؤ، جب میں نے انہیں دیکھا تو انہیں ختنہ شدہ، ناف بریدہ اور پاک و پاکیزہ پایا، ان کے دائیں بازو پر لکھا تھا **جآء الحق وزھق الباطل ان لاباطل کان زھوقاً** حق آیا اور باطل محو ہو گیا اور بیشک باطل محو ہونے والا ہے اور اس کے لیے بقاء و ثبات نہیں، پس حکیمہ کہتی ہیں کہ جب میں اس فرزند ار جمند کو حضرتؑ کے پاس لے گئی تو اس کی نگاہ اپنے باپ پر پڑی تو سلام کیا، پس حضرتؑ نے اس کو اٹھایا اور اپنی زبان مبارک اس کی دونوں آنکھوں اور اس کے منہ اور دونوں کانوں پر پھیری اور اسے اپنے ہاتھ کی بائیں ہتھیلی پر بٹھا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اے بیٹا قدرت الٰہی سے بات کرو، پس صاحب الامرؑ نے اعوذ باللہ کے بعد کہا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَنُرِيۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَنَجۡعَلَهُمۡ اَٮِٕمَّةً وَّنَجۡعَلَهُمُ الۡوٰرِثِيۡنَ ۙ‏ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَنُرِىَ فِرۡعَوۡنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوۡدَهُمَا مِنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَحۡذَرُوۡنَ ﴿۶﴾

یہ آیہ شریفہ حدیث معتبرہ کی بناء پر حضرتؑ اور آپؑ کے آباء کرام کی شان میں نازل ہوئی ہے، اور اس کا ظاہری ترجمہ یہ ہے۔ کہ

''ہم منت و احسان رکھنا چاہتے ہیں ان لوگوں پر کہ جنہیں ستمگروں نے زمین میں کمزور کر دیا ہے، اور ہم انہیں دین کا

پیشوا قرار دیتے ہیں اور انہیں زمین کا وارث بناتے ہیں اور انہیں زمین میں تمکین و غلبہ بخشتے ہیں اور ہم فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو ان آئمہ سے وہ چیز دکھائیں گے جس سے وہ ڈرتے تھے۔''

پھر حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ نے حضرت رسالت مآبؐ امیر المومنین اور اپنے والد گرامی تک تمام آئمہ پر صلوات بھیجی، پس اس وقت بہت سے پرندے آپؑ کے سرہانے جمع ہو گئے تو آپؑ نے ان میں سے ایک پرندہ کو آواز دی کہ اس بچہ کو اٹھا لو اور اس بچہ کی اچھی طرح حفاظت کرنا اور چالیس دن میں ایک مرتبہ ہمارے پاس لے آنا، وہ پرندہ حضرتؑ کو لے کر آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور باقی پرندوں نے بھی اس کے پیچھے پرواز کی۔

پس حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجھے اس کے سپرد کرتا ہوں کہ موسیٰ کی والدہ نے حضرت موسیٰ کو جس کے سپرد کیا تھا، پس نرجس خاتون رونے لگیں تو آپؑ نے فرمایا خاموش رہو اور گریہ نہ کرو، کیونکہ یہ تمہارے علاوہ کسی کے پستان سے دودھ نہیں پئے گا اور بہت جلدی اسے تیرے پاس لوٹا دیں گے کہ جس طرح کہ موسیٰؑ کو مادر موسیٰؑ کی طرف پلٹا دیا تھا جس طرح کہ خدا فرماتا ہے کہ پس میں نے موسیٰ کو اس کی ماں کی طرف پلٹا دیا تا کہ اس کی ماں کی آنکھیں روشن ہوں۔

پس حکیمہ نے پوچھا کہ یہ پرندہ کون تھا کہ صاحب الامرؑ کو آپؑ نے جس کے سپرد کیا ہے، فرمایا کہ وہ روح القدس ہے جو کہ آئمہ علیہم السلام کے ساتھ موکل ہے جو انہیں خدا کی طرف سے موفق کرتا ہے اور خطاء سے ان کی نگاہداری کرتا ہے اور انہیں علم کے ساتھ زینت دیتا ہے۔

حکیمہ کہتی ہیں کہ جب چالیس دن گزر گئے تو میں حضرتؑ کی خدمت میں گئی جب

وہاں پہنچی تو دیکھا کہ ایک بچہ گھر کے اندر چل پھر رہا ہے تو میں نے عرض کیا اے میرے سید وسردار یہ دو سال کا بچہ کس کا ہے، حضرتؑ نے تبسم کیا اور فرمایا کہ اولاد انبیاء و اوصیاء جب امام ہوں تو وہ دوسرے بچوں سے مختلف نشو ونما پاتے ہیں اور وہ ایک ماہ کا بچہ دوسرے ایک سالہ بچے کی طرح ہوتا ہے اور وہ شکم مادر میں بات کرتے ہیں، اور قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور ان کی شیر خوارگی کے زمانہ میں ملائکہ ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور ہر صبح وشام ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

پس حکمیہ فرماتی ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ میں میں چالیس دن میں ایک مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتی، یہاں تک کہ میں نے حضرتؑ کی وفات سے چند دن پہلے ان سے ملاقات کی تو انہیں مکمل مرد کی شکل وصورت میں دیکھ کر نہ پہچان سکی اور اپنے بھتیجے سے عرض کیا کہ یہ شخص کون ہے، کہ آپؑ مجھے فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس بیٹھوں ،فرمایا یہ نرجس کا بیٹا ہے اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور میں عنقریب تمہارے درمیان سے جانے والا ہوں تم اس کی بات کو قبول کرنا اور اس کے حکم کی اطاعت کرنا۔

پس چند دنوں کے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے عالم قدس کی طرف کوچ کیا، اور اب میں ہر صبح وشام حضرت صاحب الامرؑ سے ملاقات کرتی ہوں اور جس چیز کا میں ان سے سوال کرتی ہوں وہ مجھے اس کی خبر دیتے ہیں اور کبھی میں سوال کرنے کا ارادہ کرتی ہوں اور وہ مجھے سوال کرنے سے پہلے جواب دے دیتے ہیں۔

اور دوسری روایت میں وارد ہوا ہے ،حکمیہ خاتون کہتی ہیں کہ میں حضرت صاحب الامرؑ کی ولادت کے تین دن بعد ان کی ملاقات کی مشتاق ہوئی تو میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے مولا کہاں ہیں ،فرمایا میں نے اسے اس کے سپرد کیا ہے جو ہماری اور تمہاری نسبت اس کا حق دار واولیٰ ہے، یعنی اس کا زیادہ حق دار ہے، جب ساتواں دن ہو تو پھر ہمارے پاس آنا، اور جب میں

ساتواں دن گئی تو میں نے ایک گھوارہ دیکھا، میں دوڑ کر گھوارے کے پاس گئی تو اپنے مولا کو چودھویں کے چاند کی طرح دیکھا۔

آپؑ نے تبسم فرمایا، پس حضرتؑ نے آواز دی کہ میرے بیٹے کو میرے پاس لے آؤ، جب میں انہیں آپؑ کے پاس لے گئی تو آپؑ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں پھیری اور فرمایا اے بیٹا بات کرو۔

حضرت صاحب الامرؑ نے شہادتین پڑھے اور رسالت پناہؐ اور باقی آئمہ صلوات اللہ علیہم پر صلوات پڑھی اور بسم اللہ پڑھ کر گزشتہ آیت کی تلاوت فرمائی، پس امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ پڑھو اے بیٹا وہ کچھ خداوند عالم نے اپنے انبیاء پر نازل فرمایا۔

پس آپؑ نے صحف آدمؑ سے شروع کیا اور زبان سرہانی میں اسے پڑھا اور کتاب ادریسؑ و کتاب نوحؑ و کتاب ہودؑ و کتاب صالحؑ و صحف ابراہیمؑ و تورات موسیٰؑ و زبور وداؤدؑ و انجیل عیسیٰؑ اور میرے جد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن پڑھا، پھر انبیاء کے واقعات بیان کئے۔

پھر امام عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس امت کا مہدی عطاء فرمایا اور ایک فرشتہ بھیجا تا کہ اسے سراپردہ عرش رحمانی میں لے جائیں،تو خداوند عالم نے اسے خطاب کیا کہ مرحباء تجھے اے میرے بندے کہ تجھے میں نے اپنے دین کی مدد اور اپنے امر شریعت کے اظہار کے لیے خلق کیا ہے،تو ہے میرے بندوں میں سے ہدایت یافتہ، میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں، کہ تیری اطاعت پر لوگوں کو ثواب دوں گا اور تیری نافرمانی پر عقاب کروں گا، اور تیری شفاعت و ہدایت کی وجہ سے اپنے بندوں کو بخشوں گا اور تیری مخالفت کی بناء پر انہیں سزا دوں گا، اے دو فرشتو اسے اس کے باپ کے پاس واپس لے جاؤ اور میری طرف سے اسے سلام پہنچانا اور کہنا کہ یہ میری حفظ

اور حمایت کی پناہ میں ہے میں دشمنوں کے شر سے اس کی حفاظت کروں گا، یہاں تک کہ اسے ظاہر کر کے حق کو اس کی وجہ سے بر پا اور اس سے باطل کو سرنگوں کروں گا اور دین حق میرے ہی لیے خالص ہوگا۔ (تمام ہوا جو کچھ کہ ہم نے جلاء العیون سے نقل کیا ہے)

اور حق الیقین میں بھی حضرتؑ کی ولادت شریف اسی کیفیت سے چند اور روایات کے ساتھ نقل کی ہے، منجملہ ان کے فرماتے ہیں کہ محمد بن عثمان عمروی نے روایت کی ہے کہ جب ہمارے آقا صاحب الامرؑ پیدا ہوئے تو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرے والد کو بلایا اور فرمایا کہ دس ہزار رطل جو کہ تقریباً ایک ہزار من ہوتا ہے (ایک من تقریباً چھ تولہ ہوتا ہے) کھانا اور دس ہزار رطل گوشت بنی ہاشم اور دوسرے لوگوں پر صدقہ کرو، اور بہت سے گوسفند عقیقہ کے لیے ذبح کریں۔

اور نسیم و ماریہ حضرت حسن علیہ السلام کی کنیزیں روایت کرتی ہیں جب حضرت قائم علیہ السلام پیدا ہوئے تو انہوں نے دو زانو بیٹھ کر انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی اور چھینک لی اور فرمایا، الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد وآلہ، پھر فرمایا ظالموں کا یہ گمان ہے کہ حجت خدا برطرف ہو جائے گی، اگر مجھے خدا بولنے کی اجازت دے دے تو شک باقی نہیں رہے گا۔

نیز نسیم روایت کرتی ہے کہ میں حضرتؑ کی ولادت سے ایک رات بعد آپؑ کی خدمت میں گئی تو مجھے چھینک آ گئی، آپؑ نے فرمایا یرحمک اللہ، میں بہت خوش ہوئی، پس آپؑ نے فرمایا کیا تجھے چھینک کے سلسلہ میں خوشخبری دوں، میں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا چھینک تین دن تک موت سے امان ہے۔

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے

اسماء اور القاب

واضح ہو کہ ہمارے شیخ ثقتہ الاسلام نوری نے کتاب نجم ثاقب میں حضرتؑ کے ایک سو بیاسی نام بیان کئے ہیں اور ہم یہاں ان میں سے چند اسماء کے ساتھ برکت حاصل کرتے ہیں۔

پہلا۔ بقیۃ اللہ

روایت ہوئی ہے کہ جب حضرتؑ خروج کریں گے تو پشت مبارک خانہ کعبہ کے ساتھ لگا لیں گے اور تین سو تیرہ مرد اکھٹے ہو جائیں گے، اور پہلی بات جو آپؑ کریں گے وہ یہ آیت ہوگی۔ بقية الله خير لكم ان كنتم مومنين۔ خدا کی باقی ماندہ حجت تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم مومن ہو۔

اس وقت فرمائیں گے کہ میں ہوں بقیۃ اللہ اس کی حجت اور تم پر اس کا خلیفہ، پس ہر سلام کرنے والا آپ کو اس طرح سلام کرے گا، السلام و عليك يا بقية الله فى ارضه

دوسرا۔ حجۃ اللہ

یہ آپؑ کے مشہور القاب میں سے ہے کہ بہت سے ادعیہ اور اخبار مین آپؑ کا اسی نام سے تذکرہ کیا گیا ہے اور محدثین نے زیادہ تر اسے بیاں کیا ہے اگر چہ اس لقب میں باقی آئمہ بھی شریک ہیں اور وہ تمام کے تمام خداوند عالم کی طرف سے مخلوق کے اوپر حجت

ہیں، لیکن اس طرح آنجنابؑ کے ساتھ مخصوص ہوگیا کہ اخبار وروایات میں جہاں بغیر قرینہ اورشاہد کے ذکر ہو وہاں حضرتؑ ہی مراد ہوں گے اور حجتہ اللہ کا معنی ہے غلبہ یا سلطنت خدا کی مخلوق پر، کیونکہ غلبہ وسلطنت دونوں کے واسطہ سے ظہور پذیر ہوں گے اور آپؑ کا نقش خاتم انا حجتہ اللہ ہے۔

تیسرا۔خلف اورخلف صالح

خلف اور خلف صالح کے اس لقب کے ساتھ آئمہ علیہم السلام کی زبان پر بارہا آپؑ کا ذکر ہوا، اور خلف سے مراد جانشین ہے، اور حضرتؑ تمام گزشتہ انبیاء واوصیاء کے جانشین اور ان کے تمام علوم وصفات وحالات وخصائص کے مالک تھے، مواریث الہیہ کہ جو ان میں سے ایک دوسرے تک پہنچتی رہیں وہ سب آپؑ میں اور آپؑ کے پاس جمع تھیں اورمعروف حدیث لوح میں مذکور ہے جو کہ جابر نے صدیقہ طاہرہ علیہا السلام کے پاس دیکھی تھی حضرت امام حسن عسکریؑ کے ذکر کے بعد کہ اس وقت میں اس کو کامل کروں گا اس کے بیٹے خلف کے ساتھ جو کہ تمام عالمین کے لیے رحمت ہے، کمال صفوت آدمؑ ورفعت ادریسؑ وسکینہ نوحؑ وحلم، ابراہیمؑ وشدت موسیؑ وبہار عیسیٰؑ اورصبر ایوبؑ اس میں ہے۔

اور مفضل کی مشہور حدیث میں ہے کہ جب آنجنابؑ ظہور فرمائیں گے تو دیوار کعبہ سے ٹیک لگائیں گے اور فرمائیں گے اے گروہ خلائق آگاہ ہو جو چاہتا ہے کہ آدمؑ وشیثؑ کو دیکھے تو میں آدم وشیث ہوں، اور اسی طرح ذکر کریں گے نوحؑ وسام وابراہیمؑ واسماعیلؑ وموسیٰ ویوشعؑ وشمعونؑ ورسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باقی آئمہ علیہم السلام کو۔

چوتھا۔شرید

شرید بارہا زبان ائمہ علیہم السلام میں خصوصاً جناب امیر المومنین اور جناب باقرؑ کی زبان پر اس لقب کے ساتھ آپؑ کا ذکر ہوا ہے اور شرید کا معنی ہے راندہ شدہ اس

مخلوق منکوس سے کہ جس نے نہ آنجنابؑ کو پہچانا ہے اور نہ ان کے وجود کی نعمت کی قدر کی ہے اور نہ ہی شکر گزاری، اور آپؑ کے اداء حق کے مقام میں آئے ہیں، بلکہ ان کے پیشرو آنجنابؑ پر غلبہ وتسلط سے مایوس ہو جانے اور ان کے اخلاف کا ذریت طاہرہ کے قتل وقلع قمع کرنے کے بعد زبان وقلم کی مدد سے لوگوں کے دلوں سے ان کے نفی وطرد کے مقام پر اتر آئے اور آپؑ کے اصل وجود کی نفی اور پیدا نہ ہونے پر دلیلیں قائم کرنے لگے اور دلوں سے ان کی یاد کو محو کرنے لگے ہیں اور خود آنجنابؑ نے علی بن مہزیار سے فرمایا کہ میرے والد نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں منزل وقیام نہ کروں، مگر زمین کی ایسی جگہ میں کہ جو تمام جگہوں کی نسبت زیادہ مخفی اور دور ہو اپنے امر کو پوشیدہ رکھنے اور اپنے محل و مقام کو اہل ضلالت کے مکر وفریب سے محکم کرنے کے لیے، یہاں تک کہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا اے بیٹا تم پر لازم ہے کہ زمین کی پوشیدہ جگہ میں ہمیشہ رہائش ختیار کرو، کیونکہ خدا کے اولیاء میں سے ہر ایک ولی کے لیے غلبہ کرنے والا دشمن اور نزاع کرنے والی ضد موجود ہے۔

پانچواں۔غریم

غریم جو کہ حضرتؑ کے القاب خاصہ میں سے ہے اور اخبار وروایات میں اس لفظ کا اطلاق آپؑ پر شائع ہے اور غریم کا معنی قرض خواہ بھی ہے اور وہ بھی ہے کہ جس کے ذمہ قرض ہو اور ظاہراً یہاں پہلا معنی مراد ہے اور یہ لفظ حضرتؑ سے تعبیر کرنے میں لفظ غلام (نوخیز) کی طرح ہے از روئے تقیہ، کیونکہ شیعہ حضرات جب چاہتے کہ کوئی مال آپؑ کی خدمت میں یا آپؑ کے وکلاء کے ہاں بھیجیں یا وصیت کریں یا آنجنابؑ کی طرف سے کسی سے مطالبہ کریں تو آپؑ کو اس لقب سے پکارتے تھے، اور آپؑ زیادہ ارباب زراعت وتجارت وحرفت وصنعت سے طلب گار تھے، جیسا کہ محمد بن صالح کے حالات میں

امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب کے تذکرے میں گزر چکا ہے۔

علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے غریم بمعنی مقروض ہو، اور اس لقب کے ساتھ آپؑ کا نام لینا شخص مدیون ومقروض کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہو جو کہ اپنے آپ کو اپنے قرضوں کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے یا چونکہ لوگ آپ کو تلاش کرتے ہیں تا کہ حضرتؑ سے علوم وشرائع اخذ کریں اور آپ تقیہ کی وجہ سے اس سے گریز کرتے ہیں، پس حضرت غریم مستنصر ہیں صلوات اللہ علیہ۔

چھٹا۔ قائم

قائم یعنی فرمان الٰہی میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے والا، کیونکہ آپؑ شب وروز فرمان الٰہی کے لیے مہیا ہیں کہ صرف اشارہ پر ظہور فرمائیں گے اور روایت ہے کہ آپؑ کو قائم کا نام اس لیے دیا گیا ہے، کیونکہ آپؑ حق کے ساتھ قیام کریں گے اور صقر بن بابی دلف کی روایت ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آنجنابؑ کو قائم کیوں کہتے ہیں۔

فرمایا چونکہ وہ امامت کے ساتھ قیام کریں گے بعد اس کے کہ اس کا ذکر خاموش ہو جائے گا اور اکثر لوگ جو آپؑ کی امامت کے قائل تھے مرتد ہو جائیں گے۔

ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اے فرزند رسولؐ کیا آپ سب قائم بحق نہیں ہے، فرمایا ہاں ہم سب قائم بحق ہیں، میں نے عرض کیا پھر کیوں حضرت صاحب الامرؑ کو قائم کہتے ہیں۔ فرمایا کہ جب میرے جدامجد حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ملائکہ نے درگاہ الٰہی میں صدائے گریہ و نالہ بلند کیا اور کہنے لگے، خداوندا اور اے ہمارے سید و آقا کیا تو اپنے برگزیدہ اور اپنے پسندیدہ پیغمبرؐ اور بہترین خلق کے قتل کی پروا نہیں کرے گا۔

پس حق تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے ملائکہ قرار پکڑو کہ مجھے اپنے عزت

وجلال کی قسم ہے کہ ضرور میں ان سے انتقام لوں گا، اگر چہ کئی ایک ازمنہ اور صدیوں کے بعد ہو، پس اللہ تعالیٰ نے ان سے حجاب اٹھا دیئے اور اولاد امام حسین علیہ السلام کے انوار انہیں دکھائے تو ملائکہ انہیں دیکھ کر خوش ہوئے، پس ان میں سے ایک نور کو انہوں نے دیکھا کہ جوان کے درمیان کھڑے ہو کر نماز میں مشغول تھا تو خداوند عالم نے فرمایا کہ میں اس قائم کے ذریعہ ان سے انتقام لوں گا۔

فقیر کہتا ہے کہ چھٹی فصل میں اس اسم مبارک کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کے سلسلہ میں گفتگو ہو گی۔

ساتواں۔م ح م د صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

م ح م د صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ اسم اصلی ہے حضرتؑ کا جیسا کہ اخبار متواتر خاصہ و عامہ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میرا ہمنام ہے۔

اور خبر لوح مستفیض میں حضرتؑ کا نام اسی طرح ضبط ہوا ہے، ابوالقاسم محمد بن حسن ھو حجۃ اللہ القائم لیکن مخفی نہ رہے، بمقتضائے اخبار کثیرہ معتبرہ حضرتؑ کے ظہور موفور السرور تک مجالس و محافل میں اس اسم مبارک کا حرام ہے اور یہ حکم حضرتؑ کے خصائص میں سے ہے اور قدماء امامیہ فقہاء و متکلمین اور محدثین کے نزدیک مسلم ہے، یہاں تک کہ شیخ اقدام حسن بن موسیٰ نوبختی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم خائص مذہب امامیہ میں سے ہے اور خواجہ نصیر الدین طوسی کے زمانہ تک کسی سے اس سلسلہ میں اختلاف نقل نہیں ہوا، لیکن یہ مرحوم جواز کے الغمہ کے زمانہ میں اور شیخ بہائی کے زمانہ میں یہ مسئلہ نظری ہو گیا اور فضلاء کے درمیان محل تشاجر و بحث قرار پایا۔ یہاں تک کہ اس میں علیحدہ رسائل لکھے گئے مثلاً شرعۃ التسمیہ محقق واماد کا اور رسالہ تحریم التسمیہ سلیمان ماخوری کا اور کشف التعمیہ ہمارے شیخ حر عاملی رضوان علیہم وغیر ذلک اور تفصیلی گفتگو نجم ثاقب میں موجود ہے۔

آٹھواں ۔ مہدی صلوات اللہ

مہدی صلوات اللہ جو کہ تمام فرق اسلامیہ میں آپ کے اسماء والقاب سے زیادہ مشہور ہے۔

نواں ۔ ماء معین

ماء معین یعنی روئے زمین پر ظاہر وجاری ہونے والا پانی، کمال الدین اور عینت طوسی میں حضرت باقر علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا کہ آیۃ شریفہ قل ارئیتم ان اصبح ماءکم غورافمن یاتیکم بماء معین، اور کہہ دو کیا تم نے دیکھا ہے کہ اگر تمہارا پانی زمین کے اندر چلا جائے تو تمہارے لیے جاری پانی کون لے کر آئے گا، پس آپؑ نے فرمایا کہ یہ آیت قائم علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی ہے، خداوند عالم فرماتا ہے کہ اگر تمہارا امام تم سے غائب ہو گیا ہے اور تمہیں معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے، پس کون ہے جو لے آئے گا، تمہارا امام ظاہر جو تمہارے لیے آسمان وزمین اور خداوند عالم کے حلال وحرام کی خبریں لے کر آئے گا، اس وقت آپؑ نے فرمایا کہ اس کی تاویل ابھی تک نہیں آئی اور ضروری ہے کہ اس کی تاویل آئے اور اس مضمون کے قریب قریب چند دوسری روایات غیبت نعمانی اور تاویل آلات میں موجود ہیں اور آپؑ کی وجہ شبہ پانی سے جو کہ ہر چیز کی حیات کا سبب ہے ظاہر ہے، بلکہ وہ حیات وزندگی جو اس وجود معظم کی برکت سے حاصل ہوتی ہے اور ہوگی وہ اس حیات سے جو پانی سے حاصل ہوتی ہے کئی رتبے اعلیٰ اتم واشد اور زیادہ دائمی ہے، بلکہ خود پانی کی حیات آنجنابؑ کی وجہ سے ہے، اور کمال الدین میں جناب باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آیت شریفہ اعلموان اللہ یحییٰ الارض بعد موتھا۔ جان لو کہ خدا زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا، فرمایا یعنی خداوند عالم حضرت قائم علیہ السلام کی وجہ سے زمین کو اس کے اہل کفر کی بناء پر مردہ ہونے کے بعد

زندہ کرے گا اور کافر مردہ ہے۔

اور شیخ طوسی کی روایت کی بناء پر آیت مذکورہ میں خداوند عالم قائم آل محمد علیہ السلام کی وجہ سے زمین کی اس کے مرنے کے بعد اصلاح کرے گا، یعنی اس کے اہل ملک کے ظلم وجور کے بعد۔

مخفی نہ رہے، چونکہ ایام ظہور میں لوگ اس چشمہ فیض الٰہی سے سہولت وآسانی کے ساتھ فیض حاصل کریں گے مثل اس پیاسے کے جو نہر جاری وخوش گوار کے کنارے پر ہو اور بہرہ در ہوں گے تو اس کے لیے سوائے چلو میں پانی لینے کے اور کوئی حالت منتظرہ نہیں ہے، لہذا آنجناب ؑ کو ماء معین سے تعبیر کیا گیا ہے اور غیبت کے دنوں میں خدا کا لطف خاص مخلوق سے ان کے برے کردار کی بناء پر اٹھ گیا ہے، لہذا اب رنج وتعجب وعجز ولابہ اور تفرع وانابہ کے ساتھ آنجناب ؑ سے فیض حاصل ہوسکتا ہے اور کوئی چیز لی جاسکتی ہے اور کوئی علم سیکھا جاسکتا ہے، مثل اس پیاسے کے جو کہ گہرے کنوئیں سے پانی لینا چاہتا ہے وہ صرف آلات واسباب کے ذریعہ ہی زحمت کے ساتھ پانی حاصل کرسکتا اور پیاس کی آگ بجھا سکتا ہے، لہذا آپ ؑ کو بئر معطلہ سے (وہ کنواں کہ جس کو ترک کردیا گیا ہو) تعبیر کیا گیا ہے، اور اس مقام پر اس سے زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔

باقی رہے آپ ؑ کے شمائل ونقش ونگار، تو روایت ہوئی ہے کہ آپ ؑ سب سے زیادہ حضرت رسول اکرم ؐ سے شباہت رکھتے ہیں خلق وخُلق میں اور جو کچھ روایات سے آپ ؑ کے شمائل ونقش ونگار میں جمع ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آپ ؑ سفید سرخی مائل اور گندم گوں ہیں کہ جس میں شب بیداری کی وجہ سے زردی پیدا ہوگئی ہے آپ ؑ کی پیشانی فراخ سفید اور تاباں ہے اور آپ ؑ کے ابرو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، بینی مبارک باریک ودراز ہے کہ جس کے وسط میں کچھ جھکاؤ ہے اور آپ ؑ کا چہرہ عمدہ ہے اور آپ ؑ کے رخساروں کا نور ریش مبارک اور سر کے بالوں کی سیاہی پر چھایا ہوا ہے، آپ ؑ کے چہرہ پر گوشت زیادہ نہیں اور

آپؑ کے دائیں رخسار پر ایک تل ہے جو چمکتے ہوئے ستارے کی مانند نظر آتا ہے وعلی راسہ فرقین وفرتین کانہ الف بین واوین، آپ کے سر کی مانگ دوطرف کی زلفوں میں اس طرح ہے جیسے دو داؤں کے درمیان لفظ الف اور آپ کے دندان مبارک کے درمیان فاصلہ ہے آپؑ کی آنکھیں سیاہ سرگین ہیں، اور آپؑ کے سر میں ایک علامت ہے دونوں کندھوں کی درمیانی جگہ چوڑی ہے، اور شکم سے لے کر پنڈلی تک کا حصہ ان کے جد مبارک امیرالمومنین کی طرح ہے، اور وارد ہوا ہے کہ مہدیؑ اہل جنت کے طاؤس ہیں، آپؑ کا چہرہ چودہویں کا چمکتا ہوا چاند ہے اور آپؑ کے بدن اطہر پر نور کا لباس پہنایا گیا ہے، آنجنابؑ پر جامہ ہائے قدسیہ وخلعتہائے نورانیہ ربانیہ ہیں جو کہ شعاع انوار فیض وفضل احدیث سے چمک رہے ہیں اور رنگ و لطافت میں گل بابونہ کی طرح اور ارغوانی ہیں کہ جن پر شبنم پڑی ہو اور اس کی زیادہ سرخی کو ہوے ماند کر دیا ہو، اور آپؑ کا قد مبارک بید مشک درخت کے شاخہ بان کی طرح یا ساقہ ریحان کی مانند ہے نہ حد سے زیادہ طویل اور نہ زمین سے ملا ہوا کوتاہ ہے، بلکہ آپؑ کا قد وقامت معتدل اور سر مبارک مدور ہے، آپؑ کے دائیں رخسار پر خال ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مشک کا ٹکڑا عنبرین زمین پر ہو، آپؑ کی ہیت کذائی اتنی اچھی اور عمدہ ہے کہ کسی آنکھ نے اتنی معتدل اور مناسب ہیت نہ دیکھی ہوگی۔

صلی اللہ علیہ وعلی آباء الطاہرین۔

دوسری فصل

حضرت صاحب الزماں علیہ السلام کے کچھ خصائص کا ذکر

پہلی خصوصیت

آپؑ کے ظل و شج کے عالم اظلہ میں انوار ائمہ علیہم السلام کے درمیان امتیاز حاصل کرنا۔ (یہ ذوات مقدسہ اس ظاہری وجود میں آنے سے پہلے عالم بالا کے مقامات عالیہ میں کسی خاص ہیئت وشکل میں رہتے تھے کہ جسے لفظ شج وظل کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے، مترجم) جیسا کہ کئی ایک اخبار معراجیہ وغیرہ میں ہے کہ آنجنابؑ کا نور انوار ائمہ کے درمیان باقی کواکب اور ستاروں کے درمیان ستارہ درخشدہ کی طرح چمکتا تھا۔

دوسری خصوصیت

شرافت نسب، کیونکہ ایک تو آپؑ اپنے تمام آباؤ اجداد کے نسب کی شرافت کے حامل ہیں کہ جن کا نسب اشراف انساب ہے، اور دوسرا یہ کہ آپؑ کا نسب یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ وہ ماں کی طرف سے قیصرہ روم اور جناب شمعون وصی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچتا ہے کہ جن کا نسب بہت سے انبیاء واوصیاء سے جا ملتا ہے۔

تیسری خصوصیت

دوفرشتوں کا آپؑ کو ولادت کے دن سراپردہ عرش میں لے جانا اور خداوند عالم کا ان سے خطاب کرنا کہ مرحباء ہے تیرے لیے اے میرے بندے جو نصرت دین کے لیے اور میرے امر کے اظہار کے لیے ہے اور میرے بندوں کا مہدی ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ تیری وجہ سے لوں گا اور تیری وجہ سے دوں گا اور تیری وجہ سے بخشوں گا۔الخ

چوتھی خصوصیت

بیت الحمد، روایت ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام کے لیے ایک مکان ہے کہ جسے بیت الحمد کہتے ہیں اور اس میں ایک چراغ ہے جو آپؑ کی ولادت کے دن سے لے کر تلوار کے ساتھ خروج کرنے کے دن تک روشن رہے گا اور وہ بجھتا نہیں ہے۔

پانچویں خصوصیت

رسول خداؐ کی کنیت اور حضرتؑ کے نام کا جمع ہونا مناقب میں روایت ہے کہ میرا نام رکھو، لیکن کنیت نہ رکھو۔

چھٹی خصوصیت

آنجنابؑ کے نام لینے کی حرمت وممانعت جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

ساتویں خصوصیت

زمین پر وصایت وحجت کا حضرتؑ پر ختم ہونا۔ (نہ آپؑ کے بعد کوئی وصی بنی ہے اور نہ حجت خدا ہے)

آٹھویں خصوصیت

روز ولادت سے پردہ غیبت میں رہنا اور روح القدس کے سپرد ہونا اور عالم نور

وفضائے قدس میں آپؑ کی تربیت ہونا کہ آپؑ کے اجزاء میں سے کوئی جز قذارت وکثافت اور بنی آدم وشیاطین کے معاصی اور نافرمانیوں سے ملوث نہیں ہے، اور موانست ومجالست ملاءاعلیٰ وارواح مقدسہ سے حاصل ہے۔

نویں خصوصیت

کفار ومنافقین صناق کے ساتھ معاشرت ومصاحبت کا نہ ہونا بسبب خوف وتقیہ اوران سے مدارات کے روز ولادت سے لے کر آج تک کسی ظالم کا ہاتھ آپؑ کے دامن تک نہیں پہنچ سکا اور کسی کافر ومنافق کے ساتھ آپؑ کی مصاحبت وہمنشینی نہیں ہوئی اور آپؑ ان کے منازل اور رہائش گاہوں سے کنارہ کش ہیں۔

دسواں خصوصیت

کسی جبار کی بیعت کا آپؑ کی گردن میں نہ ہونا۔ اعلام الوری میں حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس کی گردن میں اس کے زمانہ کے سرکش کی بیعت نہ ہو، مگر قائم کہ جس کے پیچھے روح اللہ عیسیٰؑ بن مریم نماز پڑھیں گے (معلوم ہے کہ اس سے مراد وہ اصلاحی بیعت نہیں، اس لیے کہ ویسی بات تو کوئی معصوم غیر معصوم کی نہیں کرسکتا چاہے وہ نیک و پارسا ہی کیوں نہ ہو چہ جائے کہ بنی امیہ اور بنی عباس کے بادشاہ کہ جن کا فسق اور ظلم وستم **اظھر من الشمس وابین من الامس** ہے تو مراد یہ ہے کہ ظاہراً کسی بادشاہ کا تسلط ان پر رہتا تھا جب وہ ظالم بادشاہ چاہتے، ان پر ظلم وستم کرتے قید میں رکھتے اور بالآخر انہیں زہر سے شہید کر دیتے، اس قسم کا تسلط حضرت حجتؑ کے اوپر کسی کو کسی وقت بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ مترجم

گیارہویں خصوصیت

آپؑ کی پشت مبارک پر اس قسم کی علامت کا ہونا کی جیسی جناب رسالت مآبؐ

کی پشت مبارک پر تھی کہ جسے مہر نبوت کہتے ہیں اور شاید یہاں ارشاد مہر امامت وختم وصایت کی طرف ہو۔

بارہواں خصوصیت

حق تعالیٰ کا آنجنابؑ کو کتب سماویہ اور اخبار معراجیہ میں باقی اوصیاء میں سے ان کے لقب کے ساتھ بلکہ کئی القاب کے ساتھ مخصوص قرار دینا اور ان کا نام نہ لینا۔

تیرہویں آیات غریبہ اور علامات سماویہ وارضیہ کا آپؑ کے ظہور موخور امیر ور کے وقت ظاہر ہونا جو کہ کسی حجت کے تولد وظہور کے موقعہ پر ظاہر نہیں ہوئیں، بلکہ کتاب کافی میں جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے آیۃ شریفہ **سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق**۔

یعنی عنقریب ہم انہیں آفاق واطراف میں اور ان کے نفوس میں آیات ونشانیاں دکھائیں گے تا کہ ان کے لیے روشن ہوجائے کہ وہ حق ہے، کہ تفسیر تفسیر ان آیات وعلامات کے ساتھ فرمائی جو حضرتؑ کے ظہور سے قبل ہوں گی اور میں حق کی تفسیر خروج قائم علیہ السلام سے فرمائی اور فرمایا کہ وہ خدا کی طرف سے حق ہے کہ جسے خلق دیکھے گی اور آنجنابؑ کا خروج ضروری ہے اور وہ آیات وعلامات بہت سی ہیں، بلکہ بعض نے ذکر کیا ہے کہ وہ چارسو کے قریب ہیں۔

چودہویں خصوصیت

ظہور کے ساتھ ندائے آسمانی کا آپؑ کے نام کے ساتھ آنا جیسا کہ بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے اور علی بن ابراہیم قمی نے آیۃً شریفہ **واستمع یوم ینادالمناد من مکان قریب** (کان دھر کے سننا جب منادی نزدیک کے مکان سے ندا کرے) کی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ منادی جناب قائم

اوران کے وہ علیہا السلام کا نام لے کر ندا کرگا اور غیبت نعمانی میں جناب باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے ایک خبر میں فرمایا کہ پس منادی آسمان سے قائم علیہ السلام کے ساتھ ندا کرے گا، پس وہ شخص سنے گا جو مشرق میں ہے اور وہ جو مغرب میں ہے، ہرسویا ہوا بیدار ہوجائے گا اور ہر کھڑا ہوا بیٹھ جائے گا اور ہر بیٹھا ہوا اس کی آواز کے خوف سے کھڑا ہوجائے گا، اور فرمایا کہ وہ آواز جبریل کی ہوگی جو کہ جمعہ کی رات ماہ مبارک رمضان کی تئیس (۲۳) تاریخ کو دے گا اور اس سلسلہ میں بہت سی روایات ہیں جو کہ حد تواتر سے بڑھی ہوئی ہیں اور ان میں سے بعض میں اس کو حتمیات (جس کا ہونا ٹل نہیں سکتا) میں شمار کیا گیا ہے۔

پندرہویں خصوصیت

افلاک و آسمان کا تیز رفتار کو چھوڑ کر سست حرکت کو اپنا لینا، جیسا کہ شیخ مفید نے ابوبصیر سے حضرت باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک طویل حدیث میں جو کہ حضرت قائمؑ کی سیر دسلوک کے متعلق ہے، یہاں تک فرمایا کہ پس سات سال تک یہ حکومت رہے گی کہ جس میں ان کا ہر سال تمہارے ان دس سالوں کی مقدار میں ہوگا، اس وقت خدا جسے چاہیے گا زندہ کرے گا۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا قربان جاؤں وہ سال کس طرح طولانی ہوجائیں گے فرمایا کہ خداوند عالم فلک کو آہستگی اور کم رفتاری کا حکم دے گا، پس اس بناء پر دن اور سال طویل ہوجائیں گے۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ اگر فلک میں تبدیلی اور تغیر پیدا ہوجائے تو فاسد ہوجائے، فرمایا یہ زندیقوں کا قول ہے، باقی رہے مسلمان تو ان کے لیے اس قول کے ماننے کا کوئی سبب نہیں جب کہ خداوند عالم نے چاند کو اپنے پیغمبرؐ کے لیے دو ٹکڑے کیا اور یوشع بن نون کے لیے سورج واپس پلٹایا اور قیامت کے دن کے طویل

ہونے کی خبر دی ہے اور یہ کہ وہ ان سالوں میں سے کہ جنہیں تم شمار کرتے ہو ہزار سال کے برابر ہے۔

سولہویں خصوصیت

مصحف امیر المومنینؑ کا ظاہر ہونا کہ جسے آپؑ نے رسول خداؐ کی وفات کے بعد جمع کیا تھا بغیر تغیر وتبدل کے جو کہ تمام ان چیزوں کا حامل ہے جو آپؐ پر اعجاز کے طور پر نازل ہوئی تھیں، پس آپؑ نے اسے صحابہ کے سامنے پیش کیا تھا تو انہوں نے اس پر اعتراض کیا، پس آپؑ نے اسے مخفی کر دیا اور وہ اپنی حالت پر باقی ہے یہاں تک کہ وہ حضرتؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوگا، اور مخلوق کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اسے پڑھیں اور حفظ کریں۔ اور چونکہ موجودہ قرآن سے اس کی ترتیب مختلف ہے کہ جس سے وہ مانوس ہیں تو اس کا یاد کرنا مکلفین کی تکالیف مشکلہ میں سے ہوگا۔

سترہویں خصوصیت

سفید بادل کا حضرتؑ کے سر پر سایہ کرنا اور اس میں منادی کا ندا کرنا اس طرح کہ ثقلین (جن وانس) لقین (یورب پچھّم والے) اسے سنیں گے کہ یہ ہیں مہدی آل محمد علیہم السلام جو زمین کو عدل وانصاف سے پر کریں جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے پر ہے، اور یہ ندا اس ندا کے علاوہ ہے جو چودہویں خصوصیت میں گزر چکی ہے۔

اٹھارویں خصوصیت

ملائکہ اور جناب کا آپؑ کے لشکر میں ہونا اور آپؑ کے انصار کے سامنے ان کا ظاہر ہونا یعنی نظر آنا۔

انیسویں خصوصیت

طول روزگار وگردش لیل ونہار وسیر فلک دوار کا آپؑ کے بدن، مزاج، اعضاء وجوارح قوی وصورت اور ہیئت پر تصرف نہ کرنا کہ باوجود اس طویل عمر کے جواب تک ایک ہزار پچانوے سال گزر چکے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ ظہور تک کس سن کو پہنچیں گے جب ظہور فرمائیں گے تو چالیس سال کے مرد کی شکل میں ہوں گے اور وہ گزشتہ طویل عمر انبیاء اور غیر انبیاء کی طرح نہیں ہوں گے کہ جن میں سے ایک بڑھاپے کا تیر ہدف ہے کہ ان هذا بعلی شیخا، میرا یہ شوہر بوڑھا ہے۔ اور دوسرا نوحہ گری کرتے ہوئے انی وهن العظم منی واشتعل الراس شیباً (یعنی میری ہڈی کمزور اور سر سفید ہو چکا ہے) اپنے بڑھاپے کی کمزوری پر نالہ وفغان کر رہا ہے۔

شیخ صدوق نے ابو الصلت ہروی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کیا کہ آپؑ کے قائمؑ کی علامت خروج کے وقت کیا ہو گی۔

فرمایا اس کی علامت یہ ہے کہ بوڑھے کے سن میں اور جوان کی صورت میں ہوں گے یہاں تک کہ دیکھنے والا حضرتؑ کو گمان کرے گا کہ آپؑ چالیس سالہ یا چالیس سے کم عمر کے ہیں۔

بیسویں خصوصیت

جانوروں کے درمیان جو ایک دوسرے سے اور ان کے اور انسانوں کے درمیان جو وحشت ونفرت ہے اس کا نہ رہنا اور ان کے درمیان سے عداوت کا اٹھ جانا جس طرح کہ ہابیل کے قتل ہونے سے پہلے یہی کیفیت تھی، حضرت امیر المومنینؑ سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر ہمارا قائم خروج کرے تو درندوں اور باقی جانوروں کے درمیان صلح ہو جائے، یہاں تک کہ ایک عورت عراق وشام کے درمیان سفر کرے گی تو اس کا پاؤں سبزہ پر ہی پڑے گا اور اس کے اوپر اس کی مکمل زینت کا سامان ہو گا، کوئی درندہ اسے ہیجان میں نہیں لائے گا اور نہ اسے وہ ڈرائے گا۔

اکیسویں خصوصیت

وفات پا جانے والوں میں سے ایک جماعت کا آپؑ کے ہم رکاب ہونا۔ شیخ مفید نے نقل کیا ہے کہ ستائیس افراد قوم موسیٰؑ میں سے اور سات اصحاب کہف اور یوشع بن نون و سلمان و ابوذر و ابو دجانہ انصاری و مقداد مالک اشتر آنجنابؑ کے انصار میں سے ہوں گے اور یہ لوگ مختلف شہروں میں حاکم ہوں گے اور روایت ہوئی ہے کہ جو شخص چالیس صبح کو دعائے عہد **اللھم رب النور العظیم** پڑھے تو وہ آپؑ کے انصار میں سے ہوگا۔ اور اگر وہ شخص حضرتؑ کے ظہور سے پہلے مر گیا تو خداوند عالم اسے اس کی قبر سے نکالے گا تا کہ وہ حضرتؑ کی خدمت میں رہ سکے۔

بائیسویں خصوصیت

زمین کا ان خزانوں اور ذخیروں کو باہر نکالنا جو اس میں چھپے ہوئے اور اس کے سپرد کئے گئے ہیں۔

تیئیسویں خصوصیت

بارش گھاس درختوں میوہ جات اور باقی نعمتوں کی زیادتی اور فراوانی اس حد تک کہ زمین کی حالت اس وقت دوسرے اوقات کی نسبت بدل جائے گی اور اس پر خدا کا یہ قول صادق آئے گا کہ **یوم تبدل الارض غیر الارض**۔ جب کہ یہ زمین دوسری زمین سے بدل جائے گی۔

چوبیسویں خصوصیت

لوگوں کی عقول کا آپؑ کے وجود مبارک سے مکمل ہو جانا اور آپؑ کا ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنا اور کینہ وحسد کا ان کے دلوں سے چلے جانا جو کہ ہابیل کے قتل کے دن سے لے

کراب تک بنی آدم کی طبیعت ثانوی بن چکا ہے اوران مین علم وحکمت کی زیادتی اورعلم القاء ہوگا مومنین کے دلوں میں، پس کوئی مومن محتاج نہیں ہوگا اس علم کا جواس کے بھائی کے پاس ہے اوراس وقت اس آیت کی تاویل ظاہر ہوگی۔ **لعن الله کلا من سعته** خداوند عالم سب کواپنی وسعت سے بے پرواہ کردے گا۔

پچیسویں خصوصیت

حضرتؑ کے اصحاب کی آنکھوں اور کانوں میں فوق العادۃ قوت کا ہونا اس حد تک کہ وہ چار فرسخ کے فاصلہ پر حضرتؑ سے دور ہوں گے اور حضرتؑ ان سے گفتگو کریں گے تو وہ نہیں سنیں گے اور حضرتؑ کو دیکھیں گے۔

چھبیسویں خصوصیت

حضرتؑ کے اصحاب وانصار کا طویل العمر ہونا روایت ہوئی ہے کہ آنجنابؑ کی سلطنت میں ایک شخص اتنی زندگی گزارے گا کہ اس کے ہاں ہزار فرزند پیدا ہوں گے۔

ستائیسویں خصوصیت

حضرتؑ کے انصار کے بدن سے آفات اور بلاؤں اور کمزوری کا دور ہونا۔

اٹھائیسویں خصوصیت

حضرتؑ کے اعوان وانصار میں سے ہر ایک کو چالیس مرد کی قوت دیئے جانا اور ان کے دلوں کا لوہے کے ٹکڑے کی طرح ہوجانا کہ اگر وہ اس قوت سے پہاڑ کو اکھاڑنا چاہیں تو اکھاڑ سکیں گے۔

انیتسویں خصوصیت

لوگوں کا آپؑ کے نور جمال کی وجہ سے سورج اور چاند کی روشنی سے مستغنی

ہوجانا، چنانچہ آیۃ شریفہ واشرقت الارض بنور ربھا (زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھی) کی تفسیر میں روایت ہوئی ہے کہ مربی زمین امام زمانہ صلی اللہ علیہ وعلی آبائہ ہیں۔

تیسویں خصوصیت

رسول خداؐ کے رائت وعلم کا آنجنابؑ کے پاس ہونا۔

اکتیسویں خصوصیت

حضرت رسول اکرمؐ کی زرہ کا صرف آپؑ کے بدن پر فٹ ہونا اور آپؑ کے بدن پر اس طرح ہونا کہ جس طرح سرکار رسالتؐ کے بدن مبارک پر تھی۔

بیتسویں خصوصیت

حضرتؑ کے لیے مخصوص بادل کا ہونا جو کہ خداوند عالم نے آپؑ ہی کے لیے ذخیرہ کر رکھا ہے کہ جس میں رعد وبرق ہوگی اور آپؑ اس پر سوار ہوں گے تو وہ آپؑ کو سات آسمانوں اور سات زمینوں کے راستوں میں لے جائے گا۔

تنتیسویں خصوصیت

کفارہ ومشرکین ومنافقین کی طرف سے تقیہ اور خوف کا اٹھ جانا اور خدا کی بندگی وعبادت کا میسر ہونا اور امور دین ودنیا میں نواہس الہیہ اور فرامین سماویہ کے ماتحت چلنا اور مخالفین کے خوف سے ان میں سے بعض احکام سے دستبردار ہونے اور اعمال ناشائستہ ظالمین کی مطابقت میں ارتکاب کرنے کے بغیر جیسا کہ خداوند عالم نے اپنے کلام بلاغت نظام میں وعدہ فرمایا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ

قَبۡلِهِمۡ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِينَهُمُ الَّذِي ارۡتَضَىٰ لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ أَمۡنًا ۚ يَعۡبُدُونَنِي لَا يُشۡرِكُونَ بِي شَيۡـًٔا ۚ

وعدہ دیا ہے خداوند عالم نے ان لوگوں کو جوتم میں سے ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہیں کہ البتہ ضرور وہ انہیں خلیفہ بنائے گا جس طرح کہ ان سے پہلے کے لوگوں کو خلیفہ بنا چکا ہے، البتہ ضرور ان کے لیے تمکین دے گا، ان کے اس دین کو جو اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور البتہ ان کے لیے خوف کو امن سے بدل دے گا، وہ صرف میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک قرار نہیں دے گا۔

چونتیسویں خصوصیت

تمام زمین کو مشرق سے لے کر مغرب تک برو بحر خشک وتر آباد وغیر آباد اور کوہ دشت کو آپؑ کی سلطنت کا گھیر لینا اور کوئی جگہ ایسی نہیں ہوگی کہ جس میں آپؑ کا حکم جاری اور فرمان نافذ نہ ہو اور اس سلسلہ میں روایات متواترہ ہیں ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا اور اس کے لیے سر تسلیم خم کر لیا، انہوں نے جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمین میں ہیں، چاہ ورغبت سے یا مجبوراً اور کراہت کرتے ہوئے۔

پینتسویں خصوصیت

تمام روئے زمین کا عدل وانصاف سے پر ہونا، چنانچہ کم ہی کوئی خبر الٰہی یا بنوی خاصہ یا عامہ سے ہوگی کہ جس میں حضرت مہدی علیہ السلام کا ذکر ہو، اور اس کے ساتھ یہ

بشارت اور یہ منقبت آنجنابؑ کی مذکور نہ ہو۔

چھتیسویں خصوصیت

حضرتؑ کا لوگوں کے درمیان علم امامت کے ذریعہ حکم کرنا اور مثل حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے حکم کرنے کے گواہ شاہد کسی سے نہ مانگنا۔

سینتسویں خصوصیت

وہ مخصوص احکام لانا جو حضرتؑ کے زمانہ تک ظاہر اور جاری نہیں ہوئے، مثلاً زنا کار بوڑھے اور زکوۃ نہ دینے والے کو قتل کر دیں گے، اور عالم ذر کے ایک بھائی کی دوسرے بھائی کو میراث دیں گے۔ یعنی ہر دو اشخاص کہ جن کے درمیان عالم ذر میں عقد مواخات (بھائی چارہ) پڑھا گیا ہے، وہ یہاں ایک دوسرے کی میراث لیں گے۔
اور شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ آپ اس بیس سالہ نوجوان کو قتل کر دیں گے کہ جس نے علم دین اور احکام مسائل نہ سیکھے ہوں گے۔

اڑتیسویں خصوصیت

تمام مراتب علم کا خارج ہونا جیسا کہ قطب راوندی نے خرائج میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ علم کے ستائیس حروف ہیں، پس تمام وہ جو انبیاء لے کر آئے وہ دو حرف تھے اور اب تک لوگ ان دو حرف کے علاوہ کچھ نہیں جانتے، پس جب ہمارے قائم علیہ السلام خروج کریں گے تو وہ پچیس کو لائیں، یہاں تک کہ ان تمام ستائیس حروف کو منتشر فرمائیں گے۔

انتالیسویں خصوصیت

حضرتؑ کے اصحاب و انصار کے لیے آسمان سے تلواریں لانا۔

چالیسویں خصوصیت

جانوروں کا حضرتؑ کے انصار کی اطاعت کرنا۔

اکتالیسویں خصوصیت

پانی اور دودھ کی دونہروں کا ہمیشہ کے لیے کوفہ کی پشت سے جو کہ آپؑ کا دارالسلطنت ہوگا سنگ موسیٰ سے نکلنا جو کہ آپؑ کے پاس ہوگا، چنانچہ کتاب خرائج میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب قائم علیہ السلام خروج کریں گے اور مکہ کا ارادہ فرمائیں گے تو کوفہ کا رخ کریں گے، اور آپؑ کا منادی ندا دے گا کہ آگاہ رہو کوئی شخص کھانا پینا ساتھ نہ لے اور حجر موسیٰؑ ساتھ لیں گے کہ جس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہوئے تھے، پس جس منزل میں اتریں گے تو اس پتھر کو نصب کر دیں گے تو اس سے چشمے جاری ہو جائیں گے پس جو بھوکا ہوگا وہ اس سے سیر ہوگا اور جو پیاسہ ہوگا وہ سیراب ہوگا اور وہ ان کا زادوتوشہ ہوگا، یہاں تک کہ نجف میں وارد ہوں گے جو کوفہ کی پشت پر ہے، اور جس وقت پشت کوفہ میں اتریں گے تو ہمیشہ کے لیے اس پتھر سے پانی اور دودھ جاری ہو جائے گا، پس جو بھوکا ہوگا وہ سیر اور جو پیاسا ہوگا وہ سیراب ہوگا۔

بیالیسویں خصوصیت

حضرت عیسیٰؑ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے حضرت مہدیؑ کی نصرت و مدد کے لیے اترنا اور حضرتؑ کے پیچھے نماز پڑھنا جیسا کہ بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے، بلکہ خداوند عالم نے اسے آنجنابؑ کے مدائح اور مناقب میں شمار کیا ہے چنانچہ حسن بن سلیمان حلی کی کتاب مختصر میں ایک طویل خبر میں مروی ہے کہ خداوند عالم نے رسول اکرمؐ سے شب معراج فرمایا کہ میں نے تجھے یہ عطاء کیا ہے کہ اس کی صلب یعنی علی علیہ السلام سے گیارہ مہدی پیدا کروں گا جو سب تیری ذریت میں سے ہوں گے جو باکرہ بتول سے ہوں

گے، اوران میں سے آخری مردوہ ہوگا کہ جس کی اقتداء میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نماز پڑھیں گے، وہ زمین کو عدل سے پر کردے گا، جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے پر ہوگی اس کے ذریعہ سے ہلاکت سے نجات دوں گا اور گمراہی سے ہدایت کروں گا اور اندھے پن سے عافیت بخشوں گا اوراس سے مریض کوشفادوں گا۔

تنتالیسویں خصوصیت

دجال کوقتل کرنا جوکہ اہل قبیلہ کے لیے عذاب الٰہی ہوگا، جیسا کہ تفسیر علی بن ابراہیم میں باقرؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے آیہ شریفہ **قل هو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم** (کہہ دو کہ وہ قادر ہے کہ عذاب تمہارے اوپر سے بھیجے) کے لفظ عذاب کی تفسیر دجال اور صیحہ (آسمانی پکار) سے کی ہے اور فرمایا جو نبی بھی آیا اس نے دجال کے فتنہ سے ڈرایا ہے۔

چوالیسواں خصوصیت

سات تکبیروں کا کسی کی نماز جنازہ پر حضرت امیرالمومنینؑ کے آپؑ کے علاوہ جائز نہ ہونا، جیسا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی شہادت کی حدیث میں آپؑ کے امام حسن علیہ السلام کو وصیت کرنے میں ذکر ہو چکا ہے۔

پینتالیسواں خصوصیت

آپؑ کی تسبیح مہینہ کی اٹھارہ تاریخ سے لے کر آخر ماہ تک ہونا، واضح ہو کہ حجج طاہرہ کے لیے مہینہ کے دنوں میں تسبیح مقرر ہے، رسول اکرمؐ کی تسبیح مہینہ کی پہلی تاریخ میں، حضرت امیرالمومنینؑ کی مہینہ کی دوسری میں اور جناب فاطمہؑ کی مہینہ کی تیسری تاریخ کو، اوراسی ترتیب کے ساتھ باقی آئمہ علیہم السلام کی تسبیح ہے امام رضاؑ تک، کیونکہ آپؑ کی تسبیح مہینہ کی دسویں اور گیارہوں کو ہے، اور حضرت جواد علیہ السلام کی بارہویں اور

تیرہویں کو اور حضرت ہادیؑ کی چودھویں اور پندرہویں کو ہے، اور حضرت عسکریؑ کی تسبیح سولہویں اور سترہویں تاریخ کو ہے، اور حضرت حجتہ اللہؑ کی تسبیح اٹھارہویں سے لے کر مہینہ کی آخری تاریخ تک ہے اور وہ یہ ہے۔

سبحان الله عدد حلقه سبحان الله رضا نفسه سبحان الله مداد كلماته سبحان الله زنه عرشه والحمد لله مثل ذلك۔

چھیالیسویں خصوصیت

جبابرہ کی سلطنت اور ظالموں کی حکومت کا دنیا میں آنجنابؑ کے وجود کے سبب سے منقطع ہونا کہ پھر دنیا میں کوئی بادشاہ نہیں ہوگا، اور آنحضرتؑ کی حکومت و سلطنت قیامت یا باقی آئمہ علیہم السلام کی رجعت یا ان کی اولاد کی بادشاہی سے متصل ہوگی، اور منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام بار ہا اس بیت شعر کے ساتھ مترنم ہوئے۔

لكل اناس دولته يرقبونها
ودولتنا في آخر الدهر يظهر

تم لوگوں کے لیے ایک حکومت ہے کہ جس کا وہ انتظار کرتے رہتے ہیں اور ہماری حکومت زمانہ کے آخر میں ظاہر ہوگی۔

تیسری فصل

بارہویں امام حضرت حجت علیہ السلام کے وجود کے اثبات اور آپؑ کی غیبت کے بیان میں

اور ہم یہاں اس بیان پر اکتفا کرتے ہیں جو علامہ مجلسی نے کتاب حق الیقین میں ذکر کیا ہے اور جو تفصیل کا طالب ہے وہ نجم ثاقب اور دوسری کتب کی طرف رجوع کرے، فرماتے ہیں کہ معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت مہدیؑ کے خروج کی احادیث خاصہ اور عامہ نے بطریق متواترہ روایت کی ہیں، جیسا کہ جامع الاصول میں صحیح بخاری و مسلم و ابو داؤد ترمذی میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس خدا کے حق کی قسم کہ میری جان جس کے قبضہ قدرت میں ہے وہ وقت قریب ہے کہ جب فرزند مریم نازل ہو جو کہ حاکم عادل ہے، پس وہ نصاریٰ کی صلیبیوں کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ کی برطرف کر دے گا، یعنی ان سے سوائے اسلام کے کوئی چیز قبول نہیں کرے گا، اور اتنا مال فراوان کر دے گا کہ مال دینے والے دیں گے اور کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔

پھر راوی کہتا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب کہ فرزند مریم تمہارے درمیان نازل ہوگا، اور تمہارا امام مہدیؑ تم میں سے ہوگا۔

اور صحیح مسلم میں جابر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلسل میری امامت کا ایک گروہ حق پر مقاتلہ و جہاد کرے گا اور قیامت تک

غالب رہے گا، جب عیسیٰؑ بن مریم نازل ہوں گے تو ان کا امیر اس سے کہے گا آؤ (اے عیسیٰ) تمہاری اقتدا میں نماز پڑھیں وہ کہیں گے کہ نہیں، بلکہ تم ایک دوسرے پر امیر ہو اس لیے کہ خداوند عالم نے اس امت کو محترم گرامی قدر قرار دیا ہے۔

ابو مسند ابوداؤد ترمذی میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی ہوا تو بھی خداوند عالم اس دن کو اتنا طویل کردے گا کہ اس دن ایک شخص کو میرے اہل بیتؑ میں سے مبعوث کرے گا کہ جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا جو کہ زمین کو عدالت سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے پر ہوگئی ہوگی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ دنیا ختم نہیں ہوگی جب تک کہ عرب کا بادشاہ میرے اہل بیتؑ میں سے نہ ہوجائے کہ جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

اور ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی رہ جائے تو خداوند عالم اس دن کو طولانی کردے گا، یہاں تک کہ میرے اہل بیتؑ میں سے ایک شخص بادشاہ ہوگا کہ جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور سنن ابوداؤد میں علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ اگر زمانہ میں صرف ایک دن باقی رہ جائے تو پھر بھی میرے اہل بیتؑ میں سے خدا ایک شخص کو خدا مبعوث کرے گا جو کہ زمین کو عدل و داد سے پر کرے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جوار سے پر ہوگی۔

نیز سنن ابوداؤد میں ام سلمہ سے روایت ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ مہدیؑ میری عترت میں سے اولاد فاطمہؑ میں سے ہوگا۔

ابوداؤد و ترمذی نے ابوسعید خرری سے روایت کی ہے آپؐ نے فرمایا کہ مہدیؑ میری اولاد میں سے کشادہ جبیں اور کشیدہ بینی ہوگا اور زمین کو عدالت سے پر کرے گا جس طرح ظلم و جور سے پر ہوگی اور وہ سات سال تک حکومت کرے گا، اور پھر روایت کرتے ہیں کہ ابوسعید نے کہا ہمیں خوف ہوا تھا کہ کہیں پیغمبرؐ کے بعد بدعتیں پیدا ہوجائیں، پس ہم

نے حضرتؑ کی خدمت میں سوال کیا،

فرمایا میری امت میں مہدیؑ ہوگا جو خروج کرے گا، اور پانچ سال یا سات سال یا نو سال حکومت کرے گا پس اس کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا کہ اے مہدی

سنن ترمذی میں ابو اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت امیرؑ نے ایک دن اپنے بیٹے حسینؑ کی طرف دیکھا پھر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید و سردار قوم ہے، جیسا کہ رسول خداؐ نے اس کا نام سید رکھا ہے اور اس کے صلب سے ایک شخص نکلے گا جس کا نام تمہارے نبی والا ہوگا اور ان کے ساتھ خلقت و خلق میں مشابہ ہوگا، اور وہ زمین کو عدالت سے پر کر دے گا۔

حافظ ابو نعیم نے جو کہ عامہ کے مشہور محدثین میں سے ہے، چالیس احادیث ان کے صحاح سے روایت کی ہیں جو کہ حضرتؑ کے صفات، حالات، نام و نسب پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے ایک روایت علی بن ہلال سے اس کے باپ نے کی ہے، وہ کہتا ہے کہ میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپؐ رحلت فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ علیہ السلام ان کے سرہانے بیٹھی گریہ کر رہی تھیں جب جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے رونے کی آواز بلند ہوئی تو سرکار رسالتؐ نے ان کی طرف سر اٹھایا اور فرمایا اے میری حبیبہ فاطمہؑ تیرے رونے کا سبب کیا ہے، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا مجھے خوف ہے کہ آپؐ کی امت کہیں میری حرمت کی رعایت نہ کرے تو حضرتؐ نے فرمایا اے میری حبیبہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدا مطلع ہوا زمین پر (مطلع ہونا، جھانک کر دیکھنا) اور اس میں سے تیرے باپ کو انتخاب کیا، پس اسے اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا، پھر دوبارہ مطلع ہوا اور تیرے شوہر کو چنا اور مجھ پر وحی کی کہ میں تیری شادی اس سے کر دوں، اے فاطمہؑ خداوند عالم نے ہمیں سات ایسی خصلتیں عطاء فرمائی ہیں جو کہ ہم سے پہلے نہ کسی کو دی ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دے گا۔

میں ہوں خاتم انبیاء اور خدا کے نزدیک زیادہ گرامی قدر اور خدا کی مخلوق میں

سے اس کے ہاں زیادہ محبوب، اور میں تیرا باپ ہوں اور میرا وصی بہترین اوصیاء ہے اور وہ ان میں سے خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور وہ تیرا شوہر ہے اور ہمارا شہید بہترین شہدا ہے اور خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور وہ حمزہ تیرے باپ اور شوہر کا چچا ہے اور ہم میں سے وہ ہے کہ جسے خداوند عالم نے دو پر عنایت کئے ہیں کہ جن کے ذریعہ وہ جنت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کر کے جہاں چاہتا ہے جاتا ہے، اور وہ تیرے باپ کا چچازاد اور تیرے شوہر کا بھائی ہے اور ہم میں سے اس امت کے دو سبط ہیں اور وہ دونوں تیرے بیٹے حسنین علیہم السلام ہیں اور وہ جوانان جنت کے سردار ہیں اور اس خدائے حق کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔ اے فاطمہؑ اس خدا کے حق کی قسم کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ سے اس امت کا مہدیؑ ہوگا۔ (یعنی حسنؑ کی شہزادی امام زین العابدینؑ کی زوجہ تھیں کہ جن سے نسل آئمہ چلی، لہذا بعد کے امام دونوں بھائیوں کی اولاد ہیں) اور وہ اس وقت ظاہر ہوگا جب دنیا حرج ومرج سے پر ہوگی۔ اور فتنے ظاہر ہو چکے ہوں گے اور راستے مسدود ہوں گے، اور لوگ ایک دوسرے کو لوٹ رہے ہوں گے نہ بڑا بوڑھا چھوٹے پر رحم کرے گا، اور نہ چھوٹا بڑے کی تعظیم کرے گا، پس خدا اس وقت ان کی اولاد میں سے ایسے شخص کو بھیجے گا، جو ضلالت و گمراہی کے قلعوں اور ان دلوں کو جو حق سے غافل ہوں گے فتح کرے گا اور جو آخری زمانہ میں دین خدا کے ساتھ قیام کرے گا، جس طرح کہ میں نے قیام کیا ہے، اور زمین کو عدل وداد سے پر کرے گا، جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے پر ہوگی، اے فاطمہؑ غم نہ کرو اور گریہ نہ کرو، کیونکہ خداوند عالم میری نسبت تجھ پر زیادہ رحیم اور مہربان ہے، بسبب اس قدرومنزلت کے جو تجھے میرے ہاں حاصل ہے اور اس محبت کی بناء پر جو تیری میرے دل میں ہے، اور خدا نے تیری شادی کی ہے اس شخص کے ساتھ جس کا حسب ونسب سب سے بڑا ہے اور جس کا منصب سب سے گرامی تر ہے، اور جو رعیت پر سب لوگوں سے زیادہ رحیم وکریم ہے اور

برابر تقسیم کرنے میں سب سے زیادہ عادل ہے اور جو احکام الٰہیٰ کو سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہے اور میں نے خدا سے سوال کیا ہے کہ تم میرے اہل بیتؑ میں سے سب سے پہلے آکر مجھ سے ملحق ہو، اور علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فاطمہؑ اپنے باپ کے بعد صرف پچھتر دن زندہ رہ کر اپنے باپؐ سے جا ملحق ہوئیں۔

مولف کہتا ہے کہ رسول خداؐ نے مہدی کو حسنین علیہما السلام دونوں کی طرف نسبت دی ہے، کیونکہ آپؑ ماں کی طرف سے امام حسن علیہ السلام کی نسل سے ہیں، کیونکہ امام محمد باقر علیہ السلام کی والدہ امام حسن علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔

چند اور احادیث بھی روایت کی ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہے، اور دارقطنی نے جو کہ مشہور محدثین عامہ میں سے ہے، اس حدیث طولانی کو ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ حجرتؐ نے فرمایا کہ ہم میں سے ہے اس امت کا مہدیؑ کہ جس کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے، پھر آپؐ نے امام حسینؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اس امت کا مہدیؑ اس سے پیدا ہوگا اور نیز ابونعیم نے حذیفہ اور ابوامامیہ باہلی سے روایت کی ہے کہ مہدیؑ کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے اور ان کے چہرے کی دائیں طرف سیاہ فال ہے، اور عبدالرحمن کی روایت کے مطابق ان کے دندان مبارک کشادہ ہیں اور عبداللہ بن عمر کی روایت کے مطابق ان کے سر پر بادل سایہ کرے گا اور ان کے سر کے اوپر ایک فرشتہ ندا کرے گا کہ یہ مہدیؑ اور خدا کا خلیفہ ہے، پس اس کی اتباع کرو، اور جابر بن عبداللہ اور ابوسعید کی روایت کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور صاحب کفایۃ الطالب محمد بن یوسف شافعی نے جو کہ علماء عامہ میں سے ہیں، ظہور مہدیؑ اور ان کی صفات و علامت کے سلسلہ میں ایک کتاب لکھی ہے جو کہ پچیس ابواب پر مشتمل ہے، اور اس نے کہا ہے کہ میں نے تمام روایات غیر شیعہ طریق سے روایت کی ہیں، اور کتاب شرح السنہ حسین بن سعید بغوی (جو کہ کتب

مشہورہ معتبرہ عامہ میں سے ہے) کا ایک قدیم نسخہ اس حقیر کے پاس موجود ہے کہ جس پر ان علماء کے اجازت لکھے ہیں اوراس میں پانچ احادیث ان کے صحاح میں سے روایت کی ہیں اور حسینؑ بن مسعود فرا نے کتاب مصابیح میں (جو کہ اس وقت عامہ میں متداول ہے) پانچ احادیث خروج مہدیؑ کے سلسلہ میں روایت کی ہیں اور بعض علماء شیعہ نے عامہ کے کتب معتبرہ سے ایک سوچھپن احادیث اس سلسلہ میں نقل کی ہیں اور کتب شیعہ میں ایک ہزار سے زیادہ احادیث ہیں، حضرت مہدیؑ کی ولادت اور ان کی غیبت اور یہ کہ وہ بارہویں امام ہیں اور وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں، اوران میں سے بہت سی احادیث اعجاز کے ساتھ مقرون ہیں کہ جنہوں نے بارہویں امام تک آئمہ علیہم السلام کی ترتیب اور حضرتؑ کی ولادت کے مخفی اموراور یہ کہ آپؑ کے لیے وہ دوغیبتیں ہیں جن میں سے دوسری پہلی کی نسبت زیادہ طویل ہوگی اور یہ کہ حضرت مخفیانہ طور پر پیدا ہوں گے باقی خصوصیات کے ساتھ خبر دی ہے اور یہ تمام مراتب ومراحل واقع ہو چکے ہیں اور جو کتابیں ان اخبار پر مشتمل ہیں، معلوم ہے کہ وہ سالہا سال ان مراتب کے ظہور سے پہلے تصنیف ہوئی ہیں ۔ پس یہ روایات تواتر سے قطع نظر کرتے ہوئے چند در چند جہات سے مفید علم ویقین ہیں، نیز حضرت کی ولادت اور بہت سے لوگوں کا اس ولادت باسعادت سے مطلع ہونا اور بہت سے لوگوں کا اصحاب ثقات میں سے حضرتؑ کو ولادت سے لے کر غیبت تک اوراس کے بعد دیکھنا معلوم ہے، اور کتب معتبرہ خاصہ وعامہ میں مذکور ہے، جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ ذکر کیا جائے گا، اور صاحب فصول المہمہ ومطالب السول وشواہد النبوہ وابن خلکان اور بہت سے مخالفین نے اپنی کتب میں حضرت کی ولادت اور باقی خصوصیات کہ جنہیں شیعوں نے روایت کیا ہے نقل کی ہیں، پس جس طرح حضرتؑ کے اباء اطہارؑ کی ولادت معلوم ہے اس طرح آپؑ کی ولادت بھی معلوم ہے اور وہ استبعادات و مخالفین پیش کرتے ہیں آپؑ کی طویل غیبت خفاء ولادت اورآپؑ کے طول عمر شریف کے

متعلق وہ کچھ مفید نہیں کیونکہ وہ امور جو براہین قاطعہ سے ثابت ہو چکے ہیں ان کی صرف استبعاد سے نفی نہیں کی جا سکتی جس طرح کہ کفار قریش معاد کا انکار صرف استبعاد کی بناء پر کرتے تھے کہ بوسیدہ ہڈیاں جو کہ خاک ہو چکی ہوں یہ کس طرح زندہ ہوں گی، حالانکہ اس کی مثالیں اور نظریں گزشتہ امتوں میں بہت گزر چکی ہیں اور احادیث خاصہ وعامہ میں وارد ہوا ہے کہ جو کچھ امم سابقہ میں ہو چکا ہے وہ اس امت میں ہوگا، یہاں تک کہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ کہ جن کے نام مشہور ہیں وہ حضرتؑ کی ولادت باسعادت پر مطلع ہوئے۔

مثلاً حکیمہ خاتون اور وہ دائی جو سامرہ میں آپؑ کے ہمسایہ میں رہتی تھی اور ولادت کے بعد سے لے کر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات تک بہت سے لوگ حضرتؑ کی خدمت میں پہنچے اور وہ معجزات جو آپؑ کی ولادت کے وقت نرجس خاتون میں ظاہر ہوئے۔ وہ حد وعدد احصاء وشمار سے زیادہ ہیں، اور انہیں کتاب بحار الانوار وجلاء العیون اور دوسرے رسائل میں بیان کیا ہے، نیز حق الیقین میں فرماتے ہیں کہ شیخ صدوق محمد بن بابویہ نے سند صحیح کے ساتھ احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں چاہتا تھا کہ حضرت سے سوال کروں کہ آپؑ کے بعد امام کون ہوگا اس سے پہلے کہ میں سوال کرتا، حضرت نے فرمایا اے احمد خداوند عالم نے جس دن سے آدمؑ کو خلق فرمایا ہے اس سے لے کر اب تک زمین کو کبھی حجت سے خالی نہیں رکھا اور قیامت تک ایسے شخص سے خالی نہیں رکھے گا جو خلق خدا پر حجت ہوگا اور اس کی برکت سے اہل زمین سے بلا اور مصیبتوں کو دور کر دے گا اور آسمان سے بارش نازل کرے گا اور زمین کی برکتیں اگائے گا۔

میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ پس آپؑ کے بعد امام و خلیفہ کون ہوگا، حضرتؑ اٹھے اور گھر کے اندر گئے اور باہر آئے تو آپؑ کے دوش مبارک پر چودھویں

کے چاند کی مانند تین سالہ بچہ تھا آپؑ نے فرمایا اے احمد یہ ہے امامؑ میرے بعد، اگر یہ نہ ہوتا کہ تو خدا اور حجج کے نزدیک گرامی قدر ہے تو میں تجھے وہ نہ دکھاتا، اس بچہ کا نام اور کنیت حضرت رسول اکرمؐ کے نام وکنیت کے مطابق ہے اور یہ زمین کو عدل وانصاف سے پُرکرے گا جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے پر ہوگی، اے احد اس کی مثال اس اُمت میں خضر وذوالقرنین جیسی ہے، خدا کی قسم وہ غائب ہوگا، ایسا غائب ہونا کہ اس کی غیبت کی وجہ سے ہلاکت اور گمراہی سے نجات نہیں کرے گا مگر وہ شخص کہ جسے خداوند عالم اس کی امامت پر ثابت قدم رکھے گا اور خدا اسے توفیق دے گا کہ وہ اس کی تعجیل فرج کی دعا کرے۔

میں نے عرض کیا کہ کیا کوئی معجزہ اور علامت ظاہر ہوسکتی ہے کہ جس سے میرا دل مطمئن ہوجائے، پس اس بچے نے نطق کیا اور فصیح عربی زبان میں فرمایا کہ میں ہوں زمین میں بقیۃ اللہ اور دشمنان خدا سے انتقام لینے والا۔

احمد کہتا ہے کہ میں شادمان وخوشحال حضرتؑ کی بارگاہ سے باہر آیا، دوسرے دن میں حضرتؑ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ میرا سرور عظیم ہے اس احسان وانعام پر جو آپؑ نے مجھ پر فرمایا ہے، اب یہ بیان فرمائیں کہ جو خضر وذوالقرنین کی سنت اس حجت خدا میں ہوگی وہ کیا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا اے احمد وہ سنت طویل غیبت ہے۔

میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ اس کی غیبت طویل ہوجائے گی۔

فرمایا ہاں میرے پروردگار کے حق کی قسم وہ اتنی طویل ہوگی کہ بہت سے ان لوگوں کو جو اس کی امامت کے قائل ہوں گے دین سے روگردان کردے گی اور دین حق پر باقی نہیں رہے گا، مگر وہ شخص کہ جس سے خداوند عالم نے میثاق کے دن عہد اور ہماری ولایت کا میثاق لے لیا ہے اور قلم صنعت کے ساتھ اس کے دل پر ایمان لکھ دیا ہے، اور اے روح ایمان کے ساتھ موید قرار دیا ہے اے احمد یہ چیز خدا کے امور عجیبہ میں سے ہے اور اس کے مخفی رازوں میں سے

ایک راز ہے اوراس کے غیوب میں سے ایک غیب ہے پس لازم سمجھواس کو جو میں نے تجھے عطا کیا ہے اور شکر گزار افراد میں سے ہوجا تا کہ قیامت کے دن علیین میں ہماری رفاقت تجھے حاصل ہو، نیز یعقوب بن منفوس (منقوش) سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؑ ایک تخت پوش پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کی دائیں طرف ایک کمرہ تھا کہ جس کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا ہوا تھا۔

میں نے عرض کیا اے میرے سید و آقا آپؑ کے بعد صاحب امر امامت کون ہے تو فرمایا کہ پردہ اٹھاؤ اور جب میں نے پردہ ہٹایا تو ایک بچہ باہر نکلا کہ جس کا قد پانچ بالشت تھا اور تقریباً آٹھ یا دس سالہ معلوم ہوتا تھا، جبیں کشادہ چہرہ سفید آنکھیں چمکدار ہاتھ قوی و مغبوط گھٹنے گندھے ہوئے اور اس کے دائیں رخسار پر فال (تل) اور سر پر زلفیں تھیں، وہ آکر باپ کے زانو پر بیٹھ گیا۔

حضرتؑ نے فرمایا یہ ہے تمہارا امام، پھر وہ بچہ کھڑا ہو گیا اور حضرتؑ نے فرمایا اے فرزند گرامی جاؤ وقت معلوم تک جو تمہارے ظہور کے لیے مقرر ہوا ہے۔ پس میں اس کی طرف دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ حجرہ میں داخل ہو گیا پس حضرتؑ نے فرمایا اے یعقوب دیکھو اس حجرہ میں کون ہے، میں اس میں گیا اور پھرا لیکن مجھے وہاں کوئی نظر نہ آیا۔

نیز سند صحیح کے ساتھ محمد بن معویہ و محمد بن ایوب اور محمد بن عثمان عمروی سے روایت ہے وہ سب کہتے ہیں کہ حضرت عسکری علیہ السلام نے اپنا بیٹا حضرت صاحب الامرؑ ہمیں دیکھایا اور ہم آپؑ کے مکان پر حاضر چالیس افراد تھے اور آپؑ نے فرمایا کہ میرے بعد یہ تمہارا امام اور تم پر میرا خلیفہ ہے اس کی اطاعت کرنا اور میرے بعد منتشر نہ ہوجانا، ورنہ اپنے دین میں ہلاک ہوجاؤ گے اور آج کے بعد اسے نہیں دیکھ سکو گے پس ہم آپؑ کی خدمت سے باہر نکلے اور چند دنوں کے بعد حضرت عسکری علیہ السلام نے دنیا سے رحلت فرمائی۔

نیز حق الیقین میں فرمایا ہے کہ شیخ صدوق و شیخ طوسی وطبرسی اور دوسرے علماء نے اسناد صحیح کے ساتھ محمد بن ابراہیم بن مہز یار سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے بیس حج اس ارادہ سے کئے کہ شائد حضرت صاحب الامرؑ کی خدمت میں پہنچوں، لیکن کامیابی نہ ہوئی ایک رات میں اپنے بستر پر سویا ہوا تھا کہ میں نے آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اے مہز یار کے بیٹے اس سال حج پر آؤ تا کہ اپنے امام زمانہؑ کی خدمت میں پہنچو، پس میں خوشحال اور فرحناک بیدار ہوا اور مسلسل عبادت میں مشغول رہا یہاں تک کہ صبح طالع ہوئی ،نماز صبح ادا کی اور ساتھی کی تلاش میں باہر نکلا، مجھے چند ساتھی مل گئے اور راستہ پر ہولیا۔

جب میں کوفہ میں پہنچا تو بہت جستجو کی ،لیکن مجھے کوئی خبر نہ مل سکی، پھر مکہ معظّمہ کی طرف متوجہ ہوا اور بہت کچھ جستجو کی اور ہمیشہ امید و ناامیدی میں متردد و متفکر تھا یہاں تک کہ ایک رات میں مسجد الحرام میں اس انتظار میں تھا کہ کعبہ کے گرد خلوت ہو تو مشغول طواف ہوں اور تضرع و ابتہال سے بخشندہ لازوال سے سوال کروں کہ مجھے میرے کعبہ مقصود تک راہنمائی کرے جب خلوت ہوئی اور میں طواف میں مشغول ہوا تو اچانک ایک جوان ملیح خوش رو و خوشبو کو طواف میں دیکھا کہ جس نے دو یمنی چادریں پہن رکھی تھیں، ایک کمر سے باندھی ہوئی تھی اور دوسری دوش پر ڈالے تھا اور اس رواء کا دامن دوسرے کندھے پر ڈالا ہوا تھا جب میں اس کے قریب پہنچا تو وہ میری طرف ملتفت ہوا اور فرمایا کہ کس شہر کے رہنے والے ہو، میں نے عرض کیا کہ اہواز کا، فرمایا ابن الخضیب کو پہچانتے ہو میں نے کہا کہ وہ رحمت الہی میں پہنچ گیا ہے۔

فرمایا خدا اس پر رحمت کرے وہ دنوں کو روزے رکھتا تھا اور راتوں کو عبادت کرتا تھا اور قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا تھا، اور قرآن مجید کی تلاوت زیادہ کرتا تھا اور ہمارے شیعوں اور موالیوں میں سے تھا فرمایا علی بن مہز یار کو پہچانتے ہو، میں نے کہا کہ وہ تو میں ہوں فرمایا خوش آمدی اے ابوالحسن ،فرمایا اس علامت کا کیا ہوا جو تمہارے اور حضرت امام حسن عسکریؑ کے

درمیان تھی میں نے کہا کہ وہ میرے پاس ہے، فرمایا وہ میرے لیے باہر نکالو، پس میں نے اس بہترین انگوٹھی کو نکالا کہ جس پر محمد و علی نقش کیا گیا تھا اور دوسری روایت ہے کہ یا اللہ و یا محمدؐ و یا علیؑ اس پر نقش تھا، جب اس پر اس کی نگاہ پڑی تو اتنا گریہ کیا کہ اس کے کپڑے تر ہو گئے کہنے لگا خدا آپ پر رحم کرے اے ابو محمد آپ امام ما و آئمہ علیہم السلام کے فرزند اور ایک امام کے باپ تھے، حق تعالیٰ نے آپؑ کو آپ کے آباؤ اجداد کے ساتھ فردوس اعلیٰ میں ساکن کیا ہے۔

پھر اس نے کہا کہ حج کے بعد تمہارا کیا مقصد و مطالب ہے میں نے کہا کہ فرزند امام حسن عسکریؑ کو تلاش کرتا پھرتا ہوں، کہنے لگے کہ تو اپنے مقصد کو پہنچ گیا اور انہوں نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے اپنی رہائش گاہ میں جاؤ اور سفر کی تیاری کرو اور اس کو مخفی رکھو اور جب رات ایک تہائی گزر جائے پس شعب بن عامر کی طرف آنا تو اپنے مقصد تک پہنچ جاؤ گے۔

ابن مہزیار کہتا ہے کہ میں اپنے مکان کی طرف واپس گیا اور اسی خیال میں رہا یہاں تک کہ رات ایک تہائی گزر گئی، پس میں سوار ہو کر شعب بنی عامر کی طرف گیا جب میں شعب میں پہنچا تو اس جوان کو وہاں پایا، جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ خوش آمدی اور خوشا حال تیرے کے تجھے ملازمت و حضوری کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ پس میں اس کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ منیٰ و عرفات سے آگے نکل گیا، رجب عقبہ طائف کے نیچے پہنچے تو کہنے لگا کہ اے ابوالحسن سواری سے اترو اور نماز کی تیاری کرو، پس میں نے اس کے ساتھ ہی نماز تہجد ادا کی اور صبح طالع ہوئی تو میں نے نماز صبح مختصراً پڑھی، پس اس نے سلام پھیرا اور نماز کے بعد سر سجدہ میں رکھا اور اپنا چہرہ خاک پر ملا اور سوار ہو گیا، میں بھی سوار ہوا یہاں تک کہ ہم عقبہ کے اوپر پہنچ گئے تو اس نے کہا ذرا دیکھو کوئی چیز تمہیں نظر آتی ہے میں نے بقعہ سبز و خرم (سبزہ زار عمدہ) دیکھا کہ جس میں بہت زیادہ گھاس تھی، کہنے لگا کہ ریت کے ٹیلے کے اوپر دیکھو کوئی چیز تمہیں نظر آتی ہے جب میں نے نگاہ کی تو بالوں سے بنا ہوا ایک خیمہ میں

نے دیکھا کہ جس کے نور نے تمام آسمان اور اس وادی کو روشن کر رکھا تھا، تو کہنے لگا کہ آرزؤں اور امیدوں کا منتہی وہاں ہے، تیری آنکھیں روشن ہوں جب عقبہ سے نکلے تو کہنے لگا کہ سواری سے اتر آؤ، کیونکہ یہاں ہر سخت ذلیل ہو جاتا ہے جب میں سواری سے نیچے اترا تو اس نے کہا کہ اونٹ کی مہار سے ہاتھ اٹھالو اور اسے چھوڑ دو، میں نے کہا کہ ناقہ کو کس کے سپرد کروں، کہنے لگا کہ یہ وہ حرم ہے کہ جس میں داخل نہیں ہوتا، مگر خدا کا ولی اور اس سے باہر نہیں جاتا مگر خدا کا ولی۔ پس میں اس کی خدمت میں روانہ ہوا، یہاں تک کہ خیمہ مطہرہ و منورہ کے قریب پہنچ گئے تو اس نے مجھ سے کہا کہ یہاں ٹھہر جاؤ جب تک کہ میں تمہارے لیے اجازت نہ لے لوں، تھوڑی دیر کے بعد باہر آیا اور کہنے لگا خوشا حال تیرا کہ تجھے اجازت دے دی گئی۔

جب میں خیمے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرتؑ ایک نمدے پر بیٹھے ہیں کہ جس کے اوپر چمڑے کا ایک فرش بچھا ہے اور پوست کے تکیے سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔

میں نے سلام کیا تو میرے سلام سے بہتر جواب عنایت فرمایا، میں نے چہرہ دیکھا جو چودہویں کے چاند کی طرح تھا جو کہ طیش وسفاہت سے مبراء ومنزہ نہ بہت اونچے قد کے تھے اور نہ کوتاہ قد، البتہ قد مبارک تھوڑا سا طول کی طرف مائل تھا، کشادہ پیشانی باریک کشیدہ ابرو جو کہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے، آنکھیں سیاہ اور کشادہ تھیں اور بینی کشیدہ اور رخسار مبارک ہموار تھے ابھرے ہوئے نہیں تھے، انتہائی حسن و جمال میں اور آپؑ کے دائیں رخسار پر خال تھا مثل مشک کے ٹکڑے کے جو چاندی کے اوپر رکھا ہو، اور آپؑ کے موئے عنبر بوئے سر سیاہ اور کان کی کنوتی کے قریب تک تھے اور آپؑ کی پیشانی نورانی سے درخشاں ستارے کی طرح نور انتہائی سکینہ ووقار وحیاء وحسن لقاء میں ساطع تھا، پس آپؑ نے ایک ایک شیعہ کے حالات مجھ سے پوچھے۔

میں نے عرض کیا کہ یہ حضرات بنی عباس کی حکومت کے ماتحت انتہائی مشقت و

ذلت وخواری کی زندگی بسر کر رہے ہیں، فرمایا ایک دن آئے گا جب تم ان کے مالک ہو گے اور یہ لوگ تمہارے ہاتھوں ذلیل ہوں گے، پھر فرمایا کہ میرے والد نے مجھ سے عہد لیا کہ میں زمین کی کسی جگہ میں نہ رہوں مگر وہ جگہ جو زیادہ مخفی اور زیادہ دور ہوتا کہ اہل ضلالی اور متمردین جہاں کے مکائداورفریب کاریوں سے ایک طرف رہوں جب تک کہ خداوند عالم ظہور کی رفعت واجازت دے، اور مجھ سے فرمایا تھا اے بیٹا خداوند عالم اہل بلادوطبقات عبادکوکسی حجت وامام سے خالی نہیں رکھتا کہ جس کی لوگ پیروی کریں، اور خدا کی حجت اس کی وجہ سے تمام ہو، اے فرزند گرامی تو وہ ہے کہ جسے خداوند عالم نے حق کے پھیلانے اور باطل واعداء دین کے گرانے اور گمراہوں کی آگ کے شعلوں کو بجھانے کے لیے پیدا کیا ہے پس زمین کی پوشیدہ جگہوں میں رہائش اختیار کرواور ظالموں کے شہروں سے دور رہواور تمہیں تنہائی سے وحشت نہ ہواور یہ جان لوکہ اہل اطاعت واخلاص کے دل تمہاری طرف مائل ہوں گے جس طرح کہ پرندے اپنے آشیانہ کی طرف پرواز کرتے ہیں، اور یہ لوگوں کے چند گروہ ہیں کہ جو بظاہر مخالفین کے ہاتھوں ذلیل ہیں، لیکن خدا کے نزدیک گرامی اور عزیز ہیں اور وہ اہل قناعت ہیں، اور انہوں نے اہل بیتؑ کے دامن سے تمسک کیا ہوا ہے اور ان کے آثار سے دین کا انتباہ کرتے ہیں اور حجت ودلیل کے ذریعہ اعداء دین کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور خدا نے انہیں مخصوص قرار دیا ہے اس چیز کے ساتھ کہ مخالفین دین سے جو ذلتیں برداشت کرتے ہیں ان پر صبر کریں۔ تاکہ وہ دار قرار میں عزت ابدی کے ساتھ فائز ہوں، اے فرزند اپنے امور کے مصادر وموارد پر صبر کرو، یہاں تک کہ خداوند عالم تمہاری حکومت کے اسباب میسر فرمائے، اور زرد قسم کے علم اور سفید جھنڈے حطیم وزمزم کے درمیان تیرے سر پر لہرائیں اور فوج درفوج صاحب خلوص وصفا حجراسود کے قریب تمہارے پاس آئیں اور تمہاری بیعت حجراسود کے گرداگرد کریں، یہ ایسی جماعت ہوگی کہ جن کی طینت نفاق کی آلودگی سے اور جن کے دل نجاست و

شقاق و اختلاف سے پاک و پاکیزہ ہوں گے، اوران کی طبائع دین کے قبول کرنے کے لیے نرم ہوں گی اور گمراہ لوگوں کے فتنوں کو دور کرنے کے لیے سخت پتھر ہوں گے، اس وقت ملت و دین کے گلستان آراستہ ہوں گے اور صبح حق درخشان ہوگی اور خداوند عالم تمہارے ذریعہ سے ظلم وطغیان کو زمین سے دور کرے گا، اور بہجت امن وامان اطراف جہاں میں ظاہر ہوگی اور شرائع دین مبین کے طیور و مرغ اپنے آشیانوں کی طرف پلٹ آئیں گے اور فتح وظفر کے بادل بساتین ملت کو سرسبز شاداب کریں گے۔

پھر حضرتؑ نے فرمایا جو کچھ اس مجلس ونشست میں گزرا ہے اسے پنہاں رکھنا اور کسی کے سامنے ظاہر نہ کرنا مگر وہ لوگ جو اہل صدق ووفا وامانت ہوں۔

ابن مہز یار کہتا ہے کہ میں چند دن حضرتؑ کی خدمت میں رہا اور مشکل مسائل حضرتؑ سے پوچھے اس وقت آپؑ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی کہ میں اپنے اہل وعیال کی طرف واپس جاؤں، الوداع کے دن پچاس ہزار درہم سے زیادہ جو میرے پاس تھے وہ بطور ہدیہ حضرتؑ کی خدمت میں لے گیا اور بہت اصرار اور التماس کیا کہ اسے قبول فرمالیں، آپؑ نے تبسم کیا اور فرمایا کہ اس مال سے اپنے وطن کو واپس جاتے ہوئے اعانت طلب کرنا، کیونکہ سفر دراز تجھے درپیش ہے اور بہت سی دعائیں میرے حق میں فرمائیں اور میں اپنے وطن واپس آ گیا۔

چوتھی فصل

حضرت صاحب الزماں علیہ السلام سے صادر ہونے والے معجزات باہرات وخوارق عادات

معلوم رہے کہ آپؑ کے وہ معجزات جو زمانہ غیبت صغریٰ میں نقل ہوئے ہیں جب کہ خواص ونواب کا آپؑ کے ہاں جانا تھا تو وہ بہت ہیں، لیکن چونکہ اس کتاب میں بسط کی گنجائش نہیں لہذا ان میں سے قلیل کے ذکر پر اکتفاء کی جاتی ہے۔

پہلا معجزہ

شیخ کلینی وقطب راوندی اور دوسرے اعلام نے بیان کیا ہے، اہل مدائن کے ایک شخص سے وہ کہتا ہے کہ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ حج کے لیے گیا اور ہم موقف عرفات میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے قریب ایک جوان بیٹھا تھا کہ جس نے ایک لنگ اور ردا پہن رکھی تھی کہ جن کی ہم نے ایک سو پچاس دینار قیمت لگائی کہ اتنے میں پڑیں گے اور اس کے پاؤں میں زرد رنگ کا جوتا تھا اور اس پر سفر کا اثر ظاہر نہیں تھا پس ایک سائل نے ہم سے سوال کیا کہ جسے ہم نے رد کر دیا وہ اس جوان کے پاس گیا اور اس سے سوال کیا تو جوان نے زمین سے کوئی چیز اٹھا کر دے دی تو سائل نے اس کو بہت دعا دی، جوان اٹھ کر کھڑا ہوا اور ہماری نظروں سے غائب ہو گیا، ہم سائل کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ اس جوان نے تجھے کیا دیا کہ تو نے ڈھیر ساری دعائیں دیں تو اس نے ہمیں سونے کے ٹکڑے دکھائے جو ریت کی طرح دانہ دار تھے، جب اس کا وزن کیا تو وہ بیس مثقال تھا۔

میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہمارے امامؑ اورمولا ہمارے پاس تھے اور ہم نہیں جانتے تھے، کیونکہ ان کے اعجاز سے ہی سنگریزے سونا ہوئے ہیں پھر ہم تمام میدان عرفات میں پھرے تو انہیں نہ پایا، اہل مکہ و مدینہ میں سے جو گروہ ان کے گرد تھا ان سے ہم نے پوچھا کہ یہ شخص کون تھا وہ کہنے لگا یہ علوی جوان ہے جو ہر سال پا پیادہ حج کے لیے آتا ہے۔

دوسرا معجزہ

قطب راوندی نے خرائج میں حسن مسترق سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں ایک دن حسن بن عبداللہ حمدان ناصر الدولہ لہ مجلس میں بیٹھا تھا اور وہاں ناحیہ حضرت صاحب الامرؑاوران کی غیبت کے متعلق گفتگو ہونے لگی اوران باتوں کا استخزااور تمسخراڑاتا تھا، اسی حالت میں میرا چچا حسین اس مجلس میں آیا اور میں پھر وہی باتیں کرنے لگا تو اس نے کہا اے بیٹا میں بھی اس سلسلہ میں تیرے جیسا اعتقاد رکھتا تھا، یہاں تک کہ حکومت قم مجھے دی گئی، جب کہ اہل قم خلیفہ کے نافرمان ہو چکے تھے اور جو حاکم بھی وہاں جانا اسے قتل کر دیتے اور کسی کی اطاعت نہیں کرتے تھے، پس مجھے ایک لشکر دے کر قم کی طرف بھیج دیا گیا جب میں طرز کے علاقہ میں پہنچا تو شکار کے لیے گیا، شکار مجھ سے آگے نکلا میں اس کے پیچھے گیا اور بہت دور چلا گیا یہاں تک کہ میں نہر پر پہنچ گیا اور میں نہر کے درمیان چلنے لگا جتنا بھی جاتا اس کی وسعت بڑھتی جاتی اسی حالت میں ایک سوار نمودار ہوا جو سفید سیاہی مائل گھوڑے پر سوار تھا اس سبز خز کا عمامہ پہنے ہوئے تھا اور سوائے اس کی آنکھوں کے نیچے کا جسم نظر نہیں آتا تھا اس نے پاؤں میں دو موزے پہن رکھے تھے، مجھ سے کہا حسین اور مجھے امیر نہ کہا اور نہ کنیت کے ساتھ یاد کیا، بلکہ حقارت کے ساتھ میرا نام لیا اور فرمایا کہ کیوں ہماری ناحیہ کی عیب جوئی کرتا ہے اور اپنے مال کا خمس کیوں ہمارے اصحاب ونواب کو نہیں دیتا میں صاحب وقار اور شجاع و بہادر تھا اور کسی چیز سے نہیں ڈرتا تھا لیکن ان کی

باتوں سے کانپ گیا اور میں نے عرض کیا کہ جو کچھ آپؑ نے فرمایا ہے میرے آقا و سید وہ بجا لاؤں گا۔

فرمایا جب وہاں پہنچو تو جس طرح متوجہ ہو آسانی کے ساتھ بغیر مشقت قتال و جدال کے شہر میں داخل ہو جاؤ اور کسب کرو، جو کچھ کسب کرو تو اس کا خمس اس کے مستحق تک پہنچانا۔

میں نے عرض کیا میں نے سنا اور اطاعت کی، پھر فرمایا پس رشد و صلاح کے ساتھ جاؤ پھر اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اور چلے گئے اور میری نظروں سے غایب ہو گئے میں نہ جان سکا کہ وہ کہاں گئے، میں نے اپنے دائیں بائیں انہیں تلاش کیا لیکن نہ پایا، مجھ پر خوف طاری ہوا اور اپنے لشکر کی طرف پلٹ آیا اور یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کیا میں اسے بھول گیا جب میں قم پہنچا تو میرا خیال تھا کہ مجھے ان سے جنگ کرنی پڑے گی، لیکن اہل قم میرے استقبال کے لیے نکل آئے اور کہنے لگے جو شخص مذہب میں ہمارا مخالف ہوتا اور ہماری طرف آتا تو ہم اس سے جنگ کرتے تھے چونکہ تو ہم میں سے ہے اور ہماری طرف آیا ہے تو تیرے اور ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں، شہر میں داخل ہو کر جس طرح چاہو شہر کا انتظام کرو میں ایک مدت تک قم رہا اور بہت سا مال جمع کیا، پس امراء خلیفہ نے مجھ پر اور میرے کثیر مال پر حسد کیا اور خلیفہ کے پاس میری مذمت کی یہاں تک کہ اس نے مجھے معزول کر دیا پھر میں بغداد کی طرف واپس آ گیا میں سب سے پہلے خلیفہ کے مکان پر گیا اسے سلام کیا اور اپنے گھر پلٹ آیا اور لوگ میری ملاقات کو آ رہے تھے اس اثناء میں محمد بن عثمان عمروی آئے، وہ تمام لوگوں کے پاس سے گزر کر میری مسند پر آ بیٹھے اور میری پشتی پر تکیہ کیا، میں ان کی اس حرکت سے آگ بگولہ ہو گیا مسلسل لوگ آ جا رہے تھے اور وہ بیٹھے تھے کہ جانے کا نام ہی نہیں لیتے تھے لحظہ بہ لحظہ میرا غصہ بڑھتا جاتا تھا جب مجلس ختم ہوئی تو وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تیرے اور میرے درمیان ایک

راز ہے اسے سن لے۔

میں نے کہا کہ بتاؤ، کہنے لگے سفید سیاہی مائل گھوڑے کے سوار اور نہر والے بزرگ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔

پس وہ واقعہ مجھے یاد آیا، میں لرزنے لگا میں نے کہا کہ میں نے سنا اور اطاعت کرنے کو تیار ہوں اور اپنے اوپر ان کا احسان سمجھوں گا، پس میں اٹھ کھڑا ہوا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور انہیں اندر لے گیا، اپنے خزینوں کے دروازے کھول دیئے اور سب کا خمس ان کے سپرد کیا اور بعض اموال جو میں بھول گیا تھا وہ انہوں نے مجھے یاد دلائے اور ان کا خمس لیا۔ اس کے بعد میں نے حضرت صاحب الامرؑ کے معاملہ میں کبھی شک نہیں کیا پس حسن ناصرالدولہ نے کہا کہ جب میں نے اپنے چچا سے یہ واقعہ سن لیا تو میرے بھی دل سے شک جاتا رہا اور حضرتؑ کے متعلق یقین کرلیا۔

تیسرا معجزہ

شیخ ملوسی اور دوسرے اعلام نے علی بن بابویہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت صاحب الامرؑ کی خدمت میں عریضہ لکھا اور حسین بن روح رضی اللہ عنہ کو دیا۔ اس عریضہ میں سوال کیا تھا کہ حضرتؑ ان کے لیے دعا کریں کہ خداوند عالم انہیں فرزند عنایت کرے۔

حضرتؑ نے جواب میں لکھا کہ ہم نے دعا کی ہے خداوند عالم بہت جلد تمہیں دو نیکوکار بیٹے عطا فرمائے گا، پس بہت جلدی ایک کنیز سے دو فرزند عطا کئے ایک محمد اور دوسرے حسین، محمد نے بہت سی کتب تصنیف کیں کہ جن میں سے ایک کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' ہے اور حسین سے بہت سی محدثین کی نسل پیدا ہوئی، اور محمد فخر کیا کرتے تھے کہ میں حضرت قائم علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہوا ہوں اس کے اساتذہ اسے شاباش دیتے اور کہتے تھے کہ جو شخص حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہو وہ اس لائق ہے کہ

ایسا ہو۔

چوتھا معجزہ

شیخ طوسی نے رشیق سے روایت کی ہے کہ معتمد خلیفہ نے مجھے دو افراد کے ساتھ کسی کو بھیج کر بلوایا اور حکم دیا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے دو گھوڑے لے لے، ایک پر سوار ہو اور دوسرا اس کے پہلو میں چلائیں یعنی اس کی باگ ہاتھ میں لے لیں، اور سبکباری و آسانی کے ساتھ جلدی سامرہ میں جائیں اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا اتہ پتہ بتایا اور کہنے لگا کہ جب مکان کے دروازے پر پہنچو گے تو وہاں دروازے پر ایک سیاہ رنگ کا غلام بیٹھا ہوگا، پس مکان کے اندر چلے جانا اور مکان کے اندر جو کوئی تمہیں ملے اس کا سر میرے پاس لے آنا۔ جب ہم حضرتؑ کے دروازے پر پہنچے تو گھر کی دہلیز پر سیاہ رنگ کا غلام بیٹھا تھا اس کے ہاتھ میں آزار بند تھا کہ جسے وہ بن رہا تھا۔

ہم نے پوچھا اس مکان میں کون ہے کہنے لگا اس کا مالک، اس نے ہماری طرف کسی قسم کی توجہ نہ کی اور ہماری پروانہ کی، جب ہم مکان کے اندر داخل ہوئے تو اسے بڑا عمدہ اور صاف ستھرا پایا، سامنے ایک پردہ لٹکا ہوا دیکھا کہ جس سے بہتر کبھی نہیں دیکھا تھا گویا ابھی کاریگر کے ہاتھ سے نکلا ہو اور مکان میں کوئی شخص موجود نہیں تھا جب ہم نے پردہ اٹھایا تو ایک بہت بڑا ہال ہمیں نظر آیا گویا کہ پانی کا دریا اس کمرے میں رکا ہوا ہے اور کمرے کے آخر میں ایک چٹائی پانی کے اوپر بچھی ہوئی ہے اور اس چٹائی کے اوپر ایک مرد کھڑا ہے جو ہیبت وشکل کے لحاظ سے بہترین جوان مرد ہے اور نماز میں مشغول ہے اور وہ کسی طرح بھی ہماری طرف ملتفت نہ ہوا، احمد بن عبداللہ نے کمرے میں پاؤں رکھا تا کہ پانی میں داخل ہو تو وہ ڈوب گیا اور وہ تڑپا یہاں تک کہ میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کو باہر نکالا، وہ بیہوش ہو گیا، کچھ دیر کے بعد وہ ہوش میں آیا تو میرے دوسرے ساتھی نے اندر جانے کا ارادہ کیا، اس کی حالت بھی وہی ہوئی۔ پس میں متحیر ہو گیا اور زبان معذرت کھولی اور

میں نے کہا اے مقرب درگاہ خدا سے اور آپ سے عذر چاہتا ہوں خدا کی قسم میں نہیں جانتا تھا کہ کس کے پاس جارہا ہوں اور حقیقت حال سے مطلع نہیں تھا، اور اب خدا کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں پس وہ بالکل میری گفتگو کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور نماز میں مشغول رہے ، ہمارے دلوں میں عظیم ہیبت طاری ہوئی اور ہم واپس آ گئے معتمد ہمارا انتظار کر رہا تھا اس نے دربانوں سے کہہ رکھا تھا کہ ہم جس وقت آئیں ہمیں اس کے پاس لے جائیں پس رات کے وقت ہم پہنچے اس کے پاس گئے اور تمام واقعہ اسے کہہ سنایا۔

کہنے لگا مجھ سے پہلے تم نے کسی سے ملاقات کی ہے اور کسی سے کوئی بات کی ہے ہم نے کہا کہ نہیں، پس اس نے بڑی بڑی قسمیں کھائیں کہ اگر میں نے اس میں سے ایک لفظ بھی سنا کہ تم نے کسی کے سامنے بیان کیا ہے تو میں تم سب کی گردنیں اڑا دوں گا پس ہم یہ حکایت بیان نہ کر سکے مگر اس کے مرنے کے بعد۔

پانچواں معجزہ

جناب محمد بن یعقوب کلینی نے خلیفہ عباسی کے ایک سپاہی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں غلام خلیفہ نسیم کے ساتھ تھا جب وہ سامرہ میں آیا اور اس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کا دروازہ توڑ دیا حضرتؑ کی وفات کے بعد تو حضرت صاحب الامرؑ گھر سے نکلے اور تبرزینی (کلہاڑی) آپؑ کے ہاتھ میں تھی، آپؑ نے نسیم سے کہا کہ تم میرے مکان کے ساتھ کیا کر رہے ہو، نسیم کانپنے لگا اور کہا کہ جعفر کذاب کہتا تھا کہ آپؑ کے والد کا کوئی بیٹا نہیں ہے اب اگر یہ مکان آپؑ کا ہے تو ہم واپس چلے جاتے ہیں۔

علی بن قیس راوی حدیث کہتا ہے کہ حضرتؑ کے مکان کے خادموں میں سے ایک شخص باہر آیا تو میں نے اس سے وہ واقعہ پوچھا جو اس نے نقل کیا تھا، کیا یہ سچ ہے تو وہ کہنے لگا کہ تجھے کس نے بتایا ہے میں نے کہا کہ خلیفہ کے ایک سپاہی نے، وہ کہنے لگا کہ کوئی چیز دنیا میں چھپی نہیں رہتی۔

چھٹا معجزہ

شیخ ابن بابویہ اور دوسرے اعلام نے روایت کی ہے کہ احمد بن اسحاق جو کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے وکلا میں سے تھا، سعد بن عبداللہ کو جو کہ ثقات اصحاب میں سے ہے اپنے ساتھ حضرتؑ کی خدمت میں لے گیا، کیونکہ وہ حضرت سے چند مسائل پوچھنا چاہتا تھا، دعد بن عبداللہ کہتا ہے کہ جب ہم حضرتؑ کی خدمت میں دولت سرا کے دروازے پر پہنچے تو احمد نے اپنے اور میرے لیے اندر جانے کی اجازت طلب کی اور ہم اندر چلے گئے احمد کے ساتھ ایک ہمیانی تھی کہ جسے اس نے عباء کے نیچے چھپا رکھا تھا کہ اس ہمیانی میں سونے اور چاندی کی ایک سو ساٹھ تھیلیاں تھیں ان میں سے ہر ایک پر ایک ایک شیعہ نے اپنی مہر لگا رکھی تھی اور حضرتؑ کی خدمت میں بھیجی تھی، جب ہم امام کی خدمت میں پہنچے تو آپؑ کی گود میں ایک بچہ تھا کہ کمال حسن و جمال کی وجہ سے مشتری کی طرح تھا اور اس کے سر پر دو زلفیں تھیں اور حضرتؑ کے قریب سونے کی ایک گیند انار کی شکل کی پڑی تھی جو نگینہ ہائے زیبا اور جواہر گرانبہا سے مرصع تھی اور اکابر بصرہ میں سے کسی نے حضرتؑ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجی تھی اور حضرتؑ کے ہاتھ میں ایک خط تھا کہ جسے آپؑ لکھ رہے تھے جب وہ بچہ مانع ہوتا تو حضرتؑ وہ گیند پھینک دیتے اور بچہ اس کے پیچھے جاتا اور حضرتؑ لکھنے لگتے۔ جب احمد نے ہمیانی کھولی اور آپؑ کے پاس رکھ دی اور حضرتؑ نے اس بچہ سے فرمایا کہ یہ تمہارے شیعوں کے ہدئے اور تحفے ہیں انہیں کھول کر ان میں تصرف کرو، وہ بچہ (صاحب الامرؑ) کہنے لگا اے میرے مولا کیا یہ جائز ہے کہ میں اپنا طاہر و پاک ہاتھ حرام مال کی طرف دراز کروں، پس حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا اے اسحاق کے بیٹے جو کچھ ہمیانی میں ہے باہر نکالو تا کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام حلال و حرام کو ایک دوسرے سے الگ کر دیں۔

پس احمد نے ایک تھیلی نکالی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص کا مال ہے جو قم

کے فلاں محلہ میں رہتا ہے اوراس تھیلی میں باسٹھ اشرفیاں ہیں، پیتالیس اشرفیاں تو اس ملک کی قیمت میں سے ہیں جو اسے باپ کی طرف سے میراث میں ملا ہے اوراس نے اسے بیچا ہے اور چودہ اشرفیاں ان سات کپڑوں کی قیمت ہے جو اس نے بیچے ہیں اور تین دینار مکان کے کرایہ میں سے ہیں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا بیٹا تم نے سچ کہا ہے یہ بتاؤ کہ ان میں حرام کیا چیز ہے تاکہ اس کو باہر نکال دوں۔

فرمایا کہ اس تھیلی میں ایک اشرفی پرری کا سکہ ہے جو فلاں سال کی تاریخ میں لگایا گیا ہے اور وہ تاریخ اس سکہ پر نقش تھی اب اس کا آدھا نقش مٹ چکا ہے اور ایک دینار مقراض شدہ ناقص ہے اور وہ ڈیڑھ وانک ہے اس تھیلی میں یہی دونوں دینار حرام ہیں ان کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ماکٹ کی فلاں سال کے فلاں ماہ میں اس کے ہمسائے جولاہے کے پاس ڈیڑھ من (ایرانی) دھاگوں کی اینٹیاں تھیں کچھ دیر ان کے پاس رہیں تو چور انہیں چوری کر کے لے گئے، جب جولاہے نے کہا کہ انہیں چور لے گئے ہیں تو اس نے اس کی تصدیق نہ کی اور اس سے جرمانہ وصول کیا ایسے دھاگے جو ان سے زیادہ باریک تھے جو چور لے گئے تھے اور اسی وزن پر ان کو بن کر بیچا ہے اور یہ دونوں دینار اس کپڑے کے ہیں اور حرام ہیں۔

جب احمد نے وہ تھیلی کھولی تو دو دینار انہیں علامتوں والے نکلے جو حضرت صاحب الامرؑ نے بیان کی تھیں وہ اس نے اٹھالیے اور باقی حضرتؑ کے سپرد کر دیئے۔

پس اس نے دوسری تھیلی نکالی تو صاحب الامر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص کا مال ہے جو قم کے فلاں محلے میں رہتا ہے اوراس میں پچاس اشرفیاں ہیں ہم اس مال کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائیں گے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے پوچھا کیوں۔

فرمایا کہ یہ اشرفیاں اس گندم کی قیمت ہے جو اس کے اور زراعت کرنے والوں کے درمیان مشترک تھی اس نے اپنا حصہ زیادہ تول لیا ہے اور اس میں ان کا مال موجود ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا ہے بیٹا، پس آپؑ نے احمد سے فرمایا کہ یہ تھیلیاں اٹھالو اور وصیت کرو کہ ان کے مالکوں کو واپس کردیں، اور ہم نہیں چاہتے کیونکہ یہ حرام مال ہے یہاں تک کہ سب کو آپؑ نے اسی طرح جانچا، اور جب سعد بن عبداللہ نے چاہا کہ وہ اپنے مسائل پوچھے تو امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے نورنظر سے جو چاہتے ہو پوچھو اور آپؑ نے حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔

پس اس نے اپنے تمام مشکل مسائل پوچھے اور ان کے شافی ووافی جوابات سنے ،بعض سوالات جو اس کے دل سے محو ہوگئے تھے وہ آپؑ نے بطور اعجاز اسے یاد دلائے اور ان کے جوابات دیئے۔ (حدیث طویل ہے کہ جسے میں نے دیگر کتب میں بیان کیا ہے)

ساتواں معجزہ

شیخ کلینی وابن بابویہ اور دوسرے علماء رحمتہ اللہ علیہم نے معتبر اسناد کے ساتھ عالم مہندی سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ شہر کشمیر میں تھا جو کہ ہندوستان کا ایک شہر ہے (ہوسکتا ہے کہ کشمیر اس زمانہ میں کوئی شہر ہو، مترجم) ہم چالیس افراد تھے جو اس ملک کے بادشاہ کی دائیں طرف کرسیوں پر بیٹھے تھے ہم سب نے تورات، انجیل، زبور اور صحف ابراہیم پڑے ہوئے تھے اور ہم لوگوں کے درمیان حکم کرتے تھے اور انہیں اپنے دین کی تعلیم دیتے تھے ان کے حلال وحرام میں فتوی دیا کرتے، تمام لوگ بادشاہ اور اس کے علاوہ ہماری طرف رجوع کیا کرتے تھے۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہم نے لیا اور ہم نے کہا کہ وہ پیغمبر کہ جس کا نام کتابوں میں مذکور ہے اس کا معاملہ ہم پر مخفی ہے اور ہم پر واجب ہے کہ ہم

اس کے حالات کا تفحص کریں اس کے آثار کے پیچھے جائیں، پس سب کی رائے اس پر برقرار ہوئی کہ میں ملک سے باہر جاؤں اور ان کے لیے آنحضرتؐ کے حالات کی جستجو کروں، پس میں باہر نکلا اور بہت سا مال اپنے ساتھ لیا اور بارہ مہینے گردش کرنے کے بعد کابل پہنچا اور کچھ ترک لوگوں سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے زخمی کر دیا اور میرا مال چھین لیا، کابل کا حاکم جب میرے حالات سے باخبر ہوا تو اس نے مجھے بلخ شہر میں بھیج دیا اور اس وقت داؤد بن عباس بلخ کا والی تھا، جب اس کو یہ خبر ہوئی کہ میں دین حق کی تلاش میں ہندوستان سے نکلا ہوں اور میں نے فارسی زبان سیکھی ہے اور فقہا و متکلمین کے ساتھ مناظرے اور مباحثے کئے ہیں تو اس نے مجھے اپنے دربار میں بلایا اور فقہا و علماء کو بلایا کہ وہ مجھ سے گفتگو کریں، میں نے ان سے کہا کہ میں اپنے شہر سے نکل کر آیا ہوں تا کہ تلاش کروں اس پیغمبرؐ کو کہ جس کا نام میں نے اپنی کتب میں پڑھا ہے۔

وہ کہنے لگے کہ اس کا نام کیا ہے میں نے کہا کہ محمدؐ، وہ کہنے لگے کہ جسے تو تلاش کرتا پھرتا ہے وہ تو ہمارا پیغمبرؐ ہے میں نے آنحضرتؐ کے شرائع اور دین ان سے پوچھے تو انہوں نے بیان کئے میں نے ان سے کہا کہ یہ تو میں جانتا ہوں کہ محمد پیغمبرؐ ہے، لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ جس کو تم کہتے ہو یہ وہی ہے کہ جسے میں تلاش کر رہا ہوں، اب بتاؤ کہ وہ کہاں رہتا ہے تا کہ میں اس کے پاس جاؤں اور اس سے ان علامات و دلائل کے متعلق سوال کروں، کہ جو میرے پاس ہیں اور جو میں نے کتب میں پڑھے ہیں اگر وہی ہوا کہ جس کو میں تلاش کر رہا ہوں تو میں اس پر ایمان لے آؤں گا وہ کہنے لگے کہ وہ تو دنیا سے چلے گئے ہیں، میں نے کہا تو اس کا وصی اور خلیفہ کون ہے کہنے لگے کہ ابوبکر میں نے کہا اس کا نام بتایئے یہ تو اس کی کنیت ہے کہنے لگے کہ اس کا نام عبداللہ بن عثمان ہے اور اس کا قریش میں جو نسب ہے وہ بیان کیا۔

میں نے کہا کہ اپنے پیغمبرؐ کا نسب بیان کرو تو انہوں نے بتایا میں نے کہا یہ وہ پیغمبر

نہیں کہ جسے میں تلاش کرتا ہوں، اس کا خلیفہ تو اس کا دینی بھائی اور نسب میں اس کا چچازاد ہے اور اس کی بیٹی کا شوہر ہے اور اس کی اولاد کا باپ ہے اور روئے زمین پر اس پیغمبرؐ کا کوئی بیٹا نہیں سوائے اس شخص کی اولاد کے جو کہ اس کا خلیفہ ہے جب فقہا نے یہ باتیں مجھ سے سنیں تو وہ اچھلے اور کہنے لگے اے امیر یہ شخص شرک سے نکل کر کفر میں داخل ہو گیا ہے اور اس کا خون حلال ہے۔

میں نے کہا اے قوم میرا ایک دین ہے کہ جس سے میں متمسک ہوں اور میں اس دین سے اس وقت تک جدا نہیں ہوں گا جب تک اس سے زیادہ قوی اور محکم دین نہ پاؤں کہ جو میں رکھتا ہوں، میں پیغمبرؐ کی صفات ان کتب میں پڑھی ہیں جو خدا نے ان انبیاء پر نازل کی ہیں اور میں ہندوستان کے علاقہ سے باہر نکلا ہوں اور میں اس عزت واحترام سے جو میرے لیے تھا دست بردار ہوا ہوں اس پیغمبرؐ کی تلاش میں جب میں نے تمہارے پیغمبرؐ کے معاملہ کا اس سے تقابل کیا کہ جو تم نے بیان کیا ہے تو وہ اس کے مطابق نہیں جو میں نے کتب میں پڑھا ہے تم مجھ سے دستبردار ہو جاؤ، پس والی بلخ نے کسی کو بھیجا اور حسین بن اسلیکب کو بلایا جو امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا اور اس سے کہا کہ اس ہندوستانی شخص سے مباحثہ کرو۔

حسین نے کہا اصلحک اللہ تیرے پاس فقہا اور علماء موجود ہیں اور وہ اس کے ساتھ مناظرہ کرنے کا زیادہ شعور رکھتے ہیں۔ والی کہنے لگا کہ جس طرح میں کہتا ہوں اس کے ساتھ مناظرہ کرو اور اسے علیحدگی میں لے جاؤ اور اس کے ساتھ مدارت ونرمی سے پیش آؤ اور اچھی طرح اس کی تسلی کراؤ۔

پس حسین مجھے تنہائی میں لے گیا اور بعد اس کے کہ میں نے اسے اپنے حالات بتائے اور وہ میرے مقصد ومطلب پر مطلع ہوا تو کہنے لگا کہ وہ پیغمبر جس کو تم تلاش کر رہے ہو وہی ہے جو انہوں نے بیان کیا ہے، البتہ انہوں نے اس کا خلیفہ غلط بتایا ہے وہ پیغمبر محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اور ان کا وصی علیؑ بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہے اور وہ محمدؐ کی

بیٹی فاطمہ کا شوہر اور حسن و حسین علیہما السلام کا باپ ہے جو کہ پیغمبر محمدؐ کے نواسے ہیں۔

عالم نے کہا کہ یہی ہے وہ کہ جسے میں چاہتا تھا اور تلاش کرتا پھرتا ہوں، پس میں داؤد والی بلخ کے مکان پر گیا اور اس نے کہا کہ میں نے اسے پالیا ہے کہ جسے تلاش کر رہا تھا۔

وانا اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله

پس والی نے مجھ سے بہت نیکی اور احسان کیا اور حسین سے کہا کہ اس کی دیکھ بھال رکھنا اور اس سے باخبر رہنا، پس میں اس کے مکان پر گیا اور اس سے مانوس ہوگیا اور وہ مسائل کہ جن کا میں محتاج تھا مذہب شیعہ کے موافق نماز و روزہ اور باقی فرائض اس سے اخذ کئے اور میں نے حسین سے کہا کہ ہم نے اپنی کتب میں پڑھا ہے کہ محمدؐ خاتم انبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کا امر امامت اس کے بعد اس کے وصی و وارث و خلیفہ سے متعلق ہے اور مسلسل امر خلافت خود ان کی اولاد و القاب میں جاری و ساری ہے یہاں تک کہ دنیا ختم ہوگی، پس وصی محمدؐ کا وصی کون ہے اس نے کہا کہ امام حسن اور ان کے بعد امام حسینؑ جو دونوں فرزند ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، پس سب کو حضرت صاحب الامرؑ تک شمار کیا اور بیان کیا جو کچھ کہ حادث و واقع ہوا تھا آپؑ کے غائب ہونے کے متعلق، پس میری ہمت و ارادہ اس سے متعلق ہوا کہ میں حضرتؑ کی ناحیہ مقدسہ کو تلاش کروں شاید کہ ان کی خدمت بابرکت میں پہنچ سکوں۔

راوی کہتا ہے کہ پس عالم قم میں آیا اور ہمارے اصحاب کے ساتھ اس کی صحبت و گفتگو ہوئی تھی اور ۲۶۴ھ ہجری میں وہ ہمارے اصحاب کے ساتھ بغداد کی طرف گیا اور اس کا ایک سندھی ساتھی جو مذہب حق کی تحقیق میں اس کا رفیق کار تھا، عالم کہتا ہے کہ مجھے اپنے ساتھی کے کچھ اخلاق پسند نہ آئے، لہذا میں اس سے الگ ہوگیا اور میں بغداد سے نکل کر سامرہ پہنچا اور میں مسجد بنی عباس میں عباسیہ مسجد میں وارد ہوا اور وہاں نماز پڑھی اور میں متفکر اس امر میں تھا کہ جس کی تلاش میں میں نے کوشش کی تھی، اچانک ایک شخص میرے

پاس آیا اور کہا کہ تو فلاں شخص ہے اور مجھے اس نام سے پکارا کہ جو ہندوستان میں میرا تھا اور اس کوئی باخبر نہ تھا۔

میں نے کہا کہ ہاں، کہنے لگا کہ قبول کر اپنے مولا کا پیغام وہ تجھے بلا رہے ہیں، میں اس کے ساتھ روانہ ہوا تو مجھے غیر مانوس راستوں سے لے چلا یہاں تک کہ ہم ایک مکان اور باغ میں داخل ہوئے میں نے دیکھا کہ میرے مولا بیٹھے ہوئے اور آپؑ نے مجھ سے ہندی زبان میں فرمایا خوش آمدی اے فلاں تیرا کیا حال ہے، اور فلاں وفلاں کو کن حالات میں چھوڑا ہے یہاں تک کہ آپؑ نے ان چالیس افراد کے نام لیے جو میرے ساتھی تھے اور ہر ایک کے حالات دریافت کئے اور جو کچھ مجھ پر بیتی تھی وہ سب کچھ بیان کیا اور یہ تمام گفتگو آپؑ مجھ سے ہندی زبان میں کرتے رہے اور فرمایا کیا چاہتے ہو کہ اہل قم کے ساتھ حج پر جاؤ۔

میں نے کہا جی ہاں اے میرے آقا۔

فرمایا اس سال ان کے ساتھ نہ جاؤ، اب واپس چلے جاؤ، اگلے سال جانا پس آپؑ نے ایک سونے کی اشرفی میری طرف پھینکی جو آپؑ کے پاس پڑی تھی، فرمایا اس کو اپنے اخراجات میں صرف کرو اور بغداد میں فلاں شخص کے مکان پر جانا اور اسے کسی چیز کی اطلاع نہ دینا۔

راوی کہتا کہ اس کے بعد عالم واپس آ گیا اور حج پر نہ گیا، اس کے بعد قاصد آئے اور خبر لائے کہ اس سال حاجی عقبہ سے واپس آ گئے اور حج پر نہ گئے اور معلوم ہو گیا کہ حضرت نے اسی وجہ سے اس سال حج پر جانے سے منع کیا تھا، پس وہ خراسان کی طرف گیا دوسرے سال حج پر گیا اور خراسان کی طرف پلٹ گیا اور خراسان سے ہمارے لیے ہدیہ بھیجا اور ایک مدت تک خراسان میں رہا یہاں تک کہ رحمت الٰہی سے جا واصل ہوا۔

آٹھواں معجزہ

قطب راوندی نے جعفر بن قولویہ استاد شیخ مفید سے روایت کی ہے کہ جب قرامطہ یعنی اسماعیلیہ ملاحدہ نے کعبہ کو خراب کیا اور حجر اسود کوفہ میں لے آئے اور اسے مسجد کوفہ میں نصب کر دیا اور ۳۳۷ ہجری میں (جو کہ غیبت کبریٰ کا اوائل تھا) چاہا کہ اسے کعبہ کی طرف پلٹا دیں اور اسے اس کی جگہ پر نصب کریں تو میں نے حضرتؑ سے ملاقات کی امید پر اس سال حج کا ارادہ کیا، کیونکہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ حجر اسود کو سوائے معصوم اور امام زمانہ کے کوئی شخص نسب نہیں کر سکتا، چنانچہ رسول خداؐ کی بعثت سے پہلے جو سیلاب آیا اور اس نے کعبہ کو خراب کیا تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نصب کیا تھا اور حجاج کے زمانہ میں جب اس نے عبداللہ بن زبیر پر حملہ کرنے کے سلسلے میں کعبہ کو خراب کیا تو جس وقت اسے بنانے لگے تو جو بھی حجر کو رکھتا تھا تو وہ لرزتا اور قرار نہ پکڑتا یہاں تک کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اسے اس کی جگہ پر رکھا تو وہ برقرار ہو گیا۔

لہذا میں اس سال حج کی طرف متوجہ ہوا جب بغداد پہنچا تو سخت قسم کی بیماری نے مجھ پر حملہ کیا کہ جس سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہو گیا اور میں حج پر نہ جا سکا تو میں نے ایک شیعہ کو اپنا نائب بنایا کہ جسے ابن ہشام کہتے تھے، اور میں نے آپؑ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اسے سربمہر کیا اور اس عریضہ میں میں نے سوال کیا تھا کہ میری مدت عمر کتنے سال ہے اور میں اس بیماری سے شفایاب ہوں گا کہ نہیں، اور میں نے ابن ہشام سے کہا کہ میرا مقصد یہ ہے کہ یہ رقعہ اس شخص کے ہاتھ میں دینا کہ جو حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھے اور اس کا جواب لے آنا اور تجھے میں اسی کام کے لیے بھیج رہا ہوں۔

ابن ہشام کہتا ہے کہ جب میں مکہ معظّمہ پہنچا تو میں نے کچھ رقم کعبہ کے خداموں کو دی تا کہ وہ حجر اسود کے رکھنے کے وقت میری حمایت کریں تا کہ میں صحیح طرح دیکھ سکوں کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر کون رکھتا ہے اور لوگوں کا اژدہام مجھے اس کے دیکھنے سے مانع نہ ہو۔

جب انہوں نے چاہا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھیں تو خدام نے مجھے اپنے درمیان میں لے لیا، اور وہ میری حمایت کرتے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ جو بھی حجر اسود کو رکھتا تو وہ ہلنے لگتا اور لرزتا اور قرار نہ پکڑتا تھا یہاں تک کہ ایک جوان خوشرو خوشبو اور خوش موگندم گوں نمودار ہوا اور اس نے حجر اسود کو ان کے ہاتھ سے لے کر اسے اس کی جگہ نصب کر دیا، اور وہ درست کھڑا ہو گیا اور اس میں حرکت نہ رہی، پس لوگوں نے آواز بلند کی اور وہ چل پڑے اور مسجد سے باہر جانے لگے، میں اس جوان کے پیچھے بڑی تیزی سے چلا اور لوگوں کی صفوں کو چیرتا اور اپنے دائیں بائیں سے دور ہٹاتا تھا اور دوڑ رہا تھا، لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ میں دیوانہ ہو گیا ہوں اور اپنی آنکھ میں اس جوان سے نہیں ہٹاتا تھا تا کہ کہیں وہ میری نظر سے غائب نہ ہو جائے یہاں تک کہ ہجوم سے باہر نکل آیا، اور وہ شخص انتہائی آہستگی اور اطمینان کے ساتھ جا رہا تھا، میں جتنا بھی دوڑتا ان تک نہیں پہنچ سکتا تھا جب وہ ایسی جگہ پہنچا کہ جہاں میرے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں تھا تو وہ کھڑا ہو گیا اور میری طرف ملتفت ہوا اور فرمایا جو تمہارے پاس ہے وہ مجھے دے دو۔

میں نے وہ رقعہ ان کے ہاتھ میں دے دیا، کھولے بغیر فرمایا اس سے کہنا کہ اس بیماری میں تمہارے لیے کوئی خوف و خطر نہیں اور صحت یاب ہو جاؤ گے اور تمہاری اجل تیس سال کے بعد ہے، جب میں نے اس حالت کا مشاہدہ کیا اور آپؑ کا کلام معجزہ نظام سنا تو خوف عظیم اس حد تک مجھ پر چھا گیا کہ میں حرکت نہیں کر سکتا تھا، جب یہ خبر ابن قولویہ کو ملی تو اس کا یقین زیادہ ہو گیا اور وہ ۳۶۳ھ ہجری تک زندہ رہے، اس سال انہیں تھوڑی سی تکلیف ہوئی تو وصیت کی اور کفن و حنوط مہیا کیا، ضروریات سفر آخرت ساتھ لیں اور ان امور میں بہت اہتمام کرنے لگے لوگ انہیں کہتے کہ آپ کو زیادہ تکلیف نہیں ہے، اس قدر تعجیل و اضطراب کیوں کرتے ہیں کہنے لگے کہ میرے مولا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، پس انہوں نے اسی بیماری سے منازل رفیعہ بہشت کی طرف انتقال کیا۔

الحقه الله بمواليه الاطهار فی دار القرار

نواں معجزہ

شیخ ابن بابویہ نے احمد بن فارس ادیب سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں شہر ہمدان میں گیا، تو وہاں سب لوگوں کو سنی المذاہب پایا سوائے ایک محلہ کے جنہیں بن راشد کہتے تھے جو کہ سب شیعہ امامیہ مذہب رکھتے تھے، شیعہ ہونے کا سبب پوچھا تو ایک بوڑھا آدمی کہ جس سے صلاح و دیانت کے آثار ظاہر تھے کہنے لگا کہ ہمارے شیعہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہمارا جداعلیٰ کہ جس کی طرف ہم منسوب ہیں، حج پر گیا اور اس نے بتایا کہ میں واپسی پر باپیادہ آرہا تھا، چند منزل ہم آچکے تو بادیہ روزی میں جب قافلے کا پہلا حصہ پہنچا تو میں سو گیا (اس خیال سے) کہ جب قافلہ کا آخری حصہ پہنچے گا تو بیدار ہو جاؤں گا، جب میں سو گیا تو پھر بیدار نہ ہوا یہاں تک کہ سورج کی گرمی نے مجھے بیدار کیا تو قافلہ گزر چکا تھا اور شاہراہ ظاہر و معلوم نہیں ہوتی تھی، میں توکل کر کے روانہ ہوا تھوڑا سا راستہ میں نے طے کیا تو میں سر سبز و شاداب وادی میں پہنچ گیا جو کہ گل و لالہ سے پر تھی کہ کبھی میں نے ایسی جگہ نہیں دیکھی تھی، جب میں اس باغ میں داخل ہوا تو ایک عالی شان قصر مجھے نظر آیا اور میں اس قصر کی طرف روانہ ہوا، جب میں قصر کے دروازے پر پہنچا تو میں نے دو سفید رنگ کے خادم دیکھے جو بیٹھے ہوئے تھے، میں نے سلام کیا تو بڑے اچھے طریقہ سے انہوں نے جواب دیا اور کہنے لگے کہ بیٹھ جاؤ۔ خدا نے تمہارے لیے خیر عظیم چاہی ہے جو وہ تمہیں یہاں لے آیا ہے، پس ان خادموں میں سے ایک اس قصر کے اندر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد باہر آیا اور کہا کہ اٹھو اور اندر چلو۔

جب میں اندر گیا تو میں نے ایسا قصر و محل دیکھا کہ اس جیسا قصر کبھی نہیں دیکھا تھا، خادم آگے بڑھا اور جو پردہ دروازے پر پڑا ہوا تھا اسے اٹھایا اور کہنے لگا کہ آجاؤ، جب میں اندر گیا تو میں نے ایک جوان کو دیکھا جو گھر کے اندر بیٹھا تھا اور ایک لمبی تلوار اس کے

سامنے چھت میں لٹکی ہوئی ہے قریب ہے کہ تلوار کا سرا اس کے سر کو چھولے اور وہ جوان اس چاند کی طرح تھا جو تاریک رات میں چمک رہا ہو، پس میں نے سلام کیا تو بڑی ملاطفت اور خوش زبانی سے جواب دیا اور کہنے لگے تجھے معلوم ہے کہ میں کون ہوں۔

میں نے عرض کیا خدا کی قسم نہیں، فرمایا میں ہوں قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں ہوں وہ جو اس تلوار کے ساتھ آخری زمانہ میں خروج کروں گا، اور اس تلوار کی طرف اشارہ کیا کہ میں زمین کو عدل وسچائی سے پر کروں گا بعد اس کے وہ ظلم و جور سے پر ہوگی، پس میں دروازے پر گر پڑا اور اپنا چہرہ زمین پر ملنے لگا۔

فرمایا ایسا نہ کرو اور سر بلند کرو تم جبل کے شہروں میں سے اس شہر میں رہتے ہو کہ جسے ہمدان کہتے ہیں، میں نے کہا جی ہاں اے میرے آقا و مولا، پس فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ اپنے اہل وعیال کے پاس واپس جائے۔

میں نے عرض کیا جی ہاں میرے سید وسردار میں چاہتا ہوں کہ اپنے اہل خانہ کی طرف واپس جاؤں اور انہیں اس سعادت کی خبر دوں جو مجھے عنائت ہوئی ہے، پھر آپؑ نے خادم کی طرف اشارہ کیا، اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک زرنقد کی تھیلی مجھے دی اور مجھے باغ سے باہر لایا اور میرے ساتھ روانہ ہوا، تھوڑا سا راستہ ہم نے طے کیا تھا کہ عمارتیں درخت اور مسجد کا منارہ ظاہر ہوا۔

وہ کہنے لگا کیا تم اس شہر کو جانتے پہچانتے ہو، میں نے کہا کہ ہمارے شہر کے قریب ایک شہر ہے کہ جسے اسد آباد کہتے ہیں۔

کہنے لگا کہ ہاں وہی ہے رشد ونیکی کے ساتھ جاؤ، یہ کہہ کر وہ غائب ہوگیا اور میں اسد آباد میں داخل ہوا اور تھیلی میں چالیس یا پچاس اشرفیاں تھیں، پھر میں ہمدان میں وارد ہوا اور میں نے اپنے اہل خانہ اور رشتہ داروں کو اکٹھا کیا اور انہیں ان دسعادتوں کی بشارت دی جو خداوند عالم نے میرے لیے مہیا کی تھیں اور ہم ہمیشہ خیر ونعمت میں

رہے، جب تک ان اشرفیوں میں سے کوئی چیز ہمارے پاس باقی رہی۔

دسواں معجزہ

مسعودی و شیخ طوسی اور دوسرے اعلام نے ابونعیم محمد بن احمد انصاری سے روایت کی ہے کہ مفوضہ ومقصرہ کے ایک گروہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو ابومحمد علیہ السلام کے پاس سامرہ بھیجا تاکہ وہ آنجنابؑ کے ساتھ ان کے امور ومسائل میں مناظرہ کرے۔

کامل کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آنجنابؑ سے سوال کروں گا کہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا سوائے اس شخص کے کہ جس کی معرفت میری معرفت کی طرح ہو اور جو اس چیز کا قائل ہے کہ جو میں کہتا ہوں، جب میں اپنے سید وسردار ابومحمد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ حضرتؑ نے سفید ونرم ونازک لباس پہن رکھا ہے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ ولی خدا اور اس کی حجت نرم ونازک لباس پہنتا ہے اور ہمیں اپنے بھائیوں کے ساتھ مواسات کا حکم دیتا ہے اور اس قسم کے لباس پہننے سے منع کرتا ہے۔

پس آپؑ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا اے کامل اور اپنا بازو اوپر کیا تو میں نے پلاس سیاہ زبری (موٹا چولہ) آپؑ کے بدن کی کھال سے ملا ہوا دیکھا، پس آپؑ نے فرمایا کہ یہ خدا کے لیے ہے اور وہ تمہارے لیے ہے، پس میں شرمندہ ہو کر اس دروازے کے قریب بیٹھ گیا کہ جس پر پردہ لٹکا ہوا تھا، پس ہوا چلی اور اس پردے کو ایک طرف کو اوپر کر دیا تو میں نے ایک جوان کو دیکھا گویا چاند کا ٹکڑا ہے، چار سال سے زیادہ کا نہ ہوگا، تو اس نے مجھ سے فرمایا اے کامل بن ابراہیم تو میرا بدن کانپنے لگا اور مجھے القاء ہوا کہ کہوں لبیک اے میرے مولا وسردار، پس فرمایا تو ولی خدا اور اس کی حجت کے پاس آیا ہے اور یہ ارادہ کیا ہے کہ اس سے سوال کرے کہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، مگر وہ جس کی معرفت تیری معرفت کی طرح ہو اور تیرے قول کا قائل ہو۔

میں نے عرض کیا جی ہاں، خدا کی قسم فرمایا پس اس حالت میں تو جنت میں بہت

کم لوگ جائیں گے، حالانکہ خدا کی قسم جنت میں بہت سے لوگوں کے گروہ داخل ہوں گے کہ جنہیں حقیہ کہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا اے میرے سید و سردار وہ لوگ کون ہیں۔

فرمایا وہ ایسی قوم ہیں کہ ان کی دوستی امیر المومنینؑ سے بس اتنی ہے کہ وہ ان کے حق کی قسم کھاتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان کی فضیلت کیا ہے، پھر آپؑ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا تو مفوضہ کے قول کے متعلق آنجنابؑ سے سوال کرنے آیا وہ جھوٹ بکتے ہیں، بلکہ ہمارے دل مثبت خدا کا محل وظرف ہیں، پس خدا جب چاہتا ہے تو ہم چاہتے ہیں اور خداوند عالم فرماتا ہے، **وما تشآءون الا آن یشآء اللّٰہ۔**

اس وقت وہ پردہ اپنی حالت کی طرف پلٹ گیا، پس مجھ میں یہ قدرت نہ تھی کہ اسے اوپر کروں تو حضرت ابومحمدؑ نے میری طرف دیکھا اور تبسم کیا اور فرمایا اے کامل بن ابراہیم تیرے بیٹھے رہنے کا سبب کیا ہے جب کہ حضرت مہدیؑ اور میرے بعد کی حجت نے تجھے خبر دی ہے اس چیز کے متعلق جو تیرے دل میں تھی اور تو جس کے متعلق سوال کرنے آیا تھا۔

کامل کہتا ہے پس میں کھڑا ہو گیا اور اپنا جواب جو میں نے دل میں چھپا رکھا تھا، امام مہدی علیہ السلام حاصل کر لیا اور اس کے بعد میں آپؑ سے ملاقات نہ کر سکا، ابونعیم کہتا ہے کہ پس میں نے کامل سے ملاقات کی اور اس سے اس واقعہ کے متعلق سوال کیا تو اس واقعہ کے متعلق سوال کیا تو اس نے مجھے آخر تک بغیر کمی وزیادتی کے اس کی خبر دی۔

گیارہواں معجزہ

شیخ محدث فقیہ عماد الدین ابوجعفر بن محمد بن علی بن محمد طوسی مشہدی معاصر ابن شہر آشوب نے کتاب ثاقب المناقب میں جعفر بن احمد سے روایت کی ہے کہ مجھے ابوجعفر محمد بن عثمان نے بلایا اور مجھے دو کپڑے جن پر نشان بنا ہوا تھا ایک تھیلی سمیت کہ جس میں کچھ درہم تھے دیئے، پھر مجھ سے فرمایا کہ ہمیں ضرورت ہے کہ تم اس وقت شہر واسط میں جاؤ اور

جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے وہ اس شخص کو دے دو کہ جس سے واسط شہر میں کشتی سے اترتے ہوئے سب سے پہلے ملاقات کرو۔

وہ کہتا ہے کہ مجھے اس سے بہت سخت غم وحزن ہوا اور میں نے دل میں کہا کہ وہ مجھے اس جیسے کام کے لیے بھیج رہے ہیں، اور یہ تھوڑی سی چیز مجھے دی ہے، پس میں واسط کی طرف گیا اور کشتی سے اترا، پس سب سے پہلے جس شخص سے ملاقات کی تو اس سے حسن بن قطاۃ صیدلانی کے متعلق سوال کیا جو کہ وسط میں وقف کا وکیل تھا، پس وہ کہنے لگا میں وہی ہوں تم کون ہو، پس میں نے اس سے کہا کہ ابوجعفر عمری نے تجھے سلام کہا ہے اور یہ کپڑے اور یہ تھیلی دی ہے کہ انہیں تیرے سپرد کروں تو وہ کہنے لگا الحمدللہ بتحقیق محمد بن عبداللہ حائری کی وفات ہوگئی ہے اور میں اس کے کفن درست کرنے کے لیے باہر نکلا ہوں۔

پس اس نے کپڑے کو کھول کر دیکھا تو اس میں وہ کچھ تھا کہ جس کی ضرورت تھی حبرہ کافور میں سے اور اس تھیلی میں حمالوں اور قبر کھودنے والوں کا کرایہ اور اجرت تھی وہ کہتا ہے پس ہم نے اس کی تشیع جنازہ کی اور واپس آ گئے۔

بارہواں معجزہ

نیز حسین بن علی بن محمد قمی سے جو ابوعلی بغدادی کے نام سے مشہور تھا روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں بخارا میں تھا، پس ایک شخص نے (جو ابن جاؤ شیر کے نام سے مشہور تھا) سونے کے دس ٹکڑے مجھے دیئے کہ میں انہیں بغداد میں شیخ ابوالقاسم حسین بن روح قدس اللہ روحہ کے سپرد کروں، پس میں نے انہیں اپنے ساتھ لے لیا تو جب میں مغازہ امویہ میں پہنچا تو ان سے ایک ٹکڑا گم ہوگیا اور مجھے اس کا علم نہ ہوا، یہاں تک کہ میں بغداد میں داخل ہوا اور وہ سونے کے ٹکڑے باہر نکالے تاکہ آنجناب کے سپرد کردوں، پس میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک گم ہوگیا ہے تو میں نے اس کے ہم وزن ایک ٹکڑا خرید کیا اور اسے ان نو ٹکڑوں کے ساتھ ملا دیا، اس وقت میں شیخ ابوالقاسم کے پاس بغداد گیا اور وہ

سونے کے ٹکڑے ان کے سامنے رکھ دیئے تو فرمایا کہ یہ ٹکڑا تم لے لو اور جو ٹکڑا گم ہوا تھا وہ ہم تک پہنچ گیا ہے اور وہ یہ ہے اور وہ ٹکڑا باہر نکالا جو مجھ سے امویہ میں گم ہوا تھا، جب میں نے اسے دیکھا تو اسے پہچان لیا۔

تیرہواں معجزہ

حسین بن علی مذکور سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک عورت نے مجھ سے سوال کیا کہ مولاؑ کا وکیل کون ہے تو بعض اہل قم نے اسے بتایا کہ وہ ابوالقاسم بن روح ہے، اور ان کی اس عورت کو رہبری کی، پس وہ عورت جناب شیخ کے پاس آئی اور میں بھی آنجناب کے پاس موجود تھا تو کہنے لگی اے شیخ میرے پاس کیا ہے۔

فرمایا جو کچھ بھی تیرے پاس ہے اسے دجلہ میں پھینک دے، پس اس نے جا کر پھینک دیا اور واپس ابوالقاسم روحی کے پاس آگئی اور میں بھی ان کے پاس ہی تھا، پس ابوالقاسم نے اپنے غلام سے کہا کہ ڈبیہ ہمارے پاس لے آؤ، پس وہ غلام ایک ڈبیہ ان کے پاس لے آیا تو آپ نے اس عورت سے کہا کہ یہ وہ ڈبیہ ہے جو تو نے دجلہ میں پھینکی ہے۔

کہنے لگی جی ہاں، فرمایا اب میں تجھے اس چیز کے متعلق خبر دوں جو اس میں ہے، یا تو بتائے گی وہ کہنے لگی آپ ہی بتائیں، فرمایا اس ڈبیہ میں ایک دستنبلہ طلائی اور ایک بڑا کڑا ہے کہ جس میں جوہر ہے اور دو چھوٹے کڑے ہیں کہ جن میں جوہر ہے اور دو انگوٹھیاں ہیں ایک فیروزہ اور دوسری عقیق کی اور معاملہ اسی طرح تھا جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا، کوئی چیز اس میں سے نہیں چھوڑی تھی، پس وہ ڈبیہ کھولی اور جو کچھ اس میں تھا مجھے دکھایا اور عورت نے اس کی طرف دیکھا تو وہ کہنے لگی بعینہ وہی ہے جو میں لائی تھی اور اسے دجلہ میں پھینکا تھا پس میں اور وہ عورت اس معجزہ کے دیکھنے سے شوق کی وجہ سے بیخود ہوگئے۔

ابوعلی بغدادی مذکور نے اس حدیث اور سابقہ حدیث کے بیان کرنے کے بعد

کہا کہ میں قیامت کے دن ان چیزوں کے متعلق خداوند عالم کے ہاں گواہی دوں گا کہ جو میں نے بتائی ہیں کہ یہ اسی طرح ہیں، ان میں میں نے نہ زیادتی کی ہے اور نہ کمی اور آئمہ اثناعشریہ کی قسم کھائی کہ میں نے سچ کہا ہے اور اس میں کمی وزیادتی نہیں کی۔

چودھواں معجزہ

علی بن سنان موصلی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ جب حضرت ابومحمد علیہ السلام کی وفات ہوئی تو اہل قم اور بلاد جبل مین سے کچھ لوگ آئے کہ جن کے پاس کچھ اموال تھے جو وہ لے کر آئے تھے جس طرح کہ ان کا دستور تھا اور انہیں آنحضرتؑ کی خبر نہیں تھی، پس جب وہ سامرہ پہنچے اور آنجنابؑ کے متعلق سوال کیا تو انہیں بتایا کہ آپؑ کی وفات ہوگئی ہے تو وہ کہنے لگے کہ ان کے بعد کون ہے، تو لوگوں نے بتایا کہ ان کا بھائی جعفر تو انہوں نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ سیر وتفریح کے لیے باہر گیا ہے اور کشتی میں بیٹھ کر دجلہ میں شراب پی رہا ہے اور اس کے ساتھ گانے بجانے کے اسباب ہیں تو اس قوم نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا اور کہنے لگے کہ یہ تو امام کے صفات نہیں اور ان میں سے بعض نے کہا کہ چلو اور یہ اموال ان کے مالکوں کو واپس کردیں تو ابوالعباس محمد بن جعفر حمیری قمی کہنے لگا ذرا صبر کرو، یہ شخص واپس آجائے اور اس کے معاملہ کی چھان بین کرلو۔

راوی کہتا ہے جب وہ واپس آیا تو یہ لوگ اس کے پاس گئے اور سلام کیا اور کہنے لگے اے ہمارے سردار ہم اہل قم میں سے ہیں اور ہم کچھ لوگ شیعہ اور کچھ غیر شیعہ ہیں پس ہم اپنے آقا ابومحمد علیہ السلام کے لیے کچھ مال لے کر آئے ہیں تو وہ کہنے لگا وہ مال کہاں ہے ہم نے کہا کہ وہ ہمارے پاس ہے، کہنے لگا کہ وہ میرے پاس لے آؤ، وہ کہنے لگے کہ اس مال کے متعلق ایک دوسری بات ہے کہ جو ہم نے بیان نہیں کی۔

کہنے لگا وہ کیا ہے وہ کہنے لگے کہ یہ اموال عام شیعوں کی طرف سے جمع ہوتا ہے کہ جس

میں ایک دینار اور دو دینار ہوتے ہیں اس وقت ان کو اکٹھا کر کے ایک تھیلی میں رکھ دیتے ہیں اور اس کو سر بمہر کر دیتے ہیں، اور ہم جب لے کر آتے تھے تو ہمارے آقا فرماتے کہ تمام مال کی مقدار یہ ہے اور فلاں شخص کا اس میں اتنا ہے اور فلاں کا اتنا ہے اور فلاں کی اتنی مقدار ہے، یہاں تک کہ آپؑ تمام لوگوں کے نام بتاتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ مہر پر کیا لکھا ہے۔

جعفر کہنے لگا تم جھوٹ بولتے ہو اور میرے بھائی پر ایسی چیز کا افتراء باندھتے ہو کہ جسے وہ نہیں کرتا تھا، یہ تو علم غیب ہے جب ان لوگوں نے جعفر کی باتیں سنیں تو ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پس جعفر کہنے لگا کہ وہ مال میرے پاس لے آؤ۔

وہ کہنے لگے ہم تو اجیر و مزدور ہیں کہ جنہیں مالکوں نے اجارہ پر بھیجا ہے، چونکہ ہم نے یہ چیزیں اپنے سید و سردار ابو محمد علیہ السلام سے دیکھی تھیں، اب تم امام کی تفصیلات بتاؤ ورنہ ہم اسے مالکوں کے پاس واپس لے جائیں تا کہ وہ جس طرح چاہیں وہ اس مال کے متعلق کریں۔

راوی کہتا ہے کہ پس جعفر خلیفہ کے پاس گیا اور اس سے ان کی شکایت کی، جب وہ لوگ خلیفہ کے پاس گئے تو خلیفہ نے کہا کہ یہ مال جعفر کو دے دو، وہ کہنے لگے **اصلح اللہ الخلیفۃ** ہم مزدور ہیں اور مال کے مالکوں کے وکیل ہیں اور یہ مال ان لوگوں کا ہے کہ جنہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ کسی کے سپرد نہ کریں مگر اس علامت و دلالت کے ساتھ جو ابو محمد علیہ السلام کے ساتھ جاری تھی۔

خلیفہ کہنے لگا وہ دلالت و علامت کیا تھی جو ابو محمد علیہ السلام کے ساتھ تھی۔

وہ کہنے لگے کہ وہ ہم سے اشرفیوں کی مقدار اور ان کے مالکوں کے نام اور ان اموال اور ان کی مقدار بیان کرتے تھے جب وہ ایسا کرتے تو ہم وہ مال ان کے سپرد کرتے تھے اور ہم کئی دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ علامت تھی ہماری ان کے ساتھ، اب ان کی وفات ہو چکی ہے، پس اگر یہ شخص اس امر کا مالک ہے تو یہ بھی ہمارے

لیے وہ کچھ بیان کرے جو اس کے بھائی بیان کیا کرتے تھے، ورنہ ہم اموال ان کے مالکوں کی طرف واپس لے جائیں گے جنہوں نے ہمارے توسط سے بھیجا ہے۔

جعفر کہنے لگا اے امیر المومنین یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور میرے بھائی پر افتراء باندھتے ہیں اور یہ تو علم غیب ہے، پس خلیفہ نے کہا کہ یہ لوگ قاصد ہیں اور پیغام رساں ہیں وما علی الرسول الا البلاغ رسول کا کام صرف پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔

پس جعفر مبہوت ہو گیا اور کوئی جواب اس سے نہ بن آیا تو وہ لوگ کہنے لگے اے امیر المومنین ہم پر احسان کیجئے اور کسی شخص کو حکم دیجئے کہ وہ ہماری نگہبانی کرے یہاں تک کہ ہم اس شہر سے باہر چلے جائیں۔

پس خلیفہ نے نقیب کو حکم دیا اور اس نے انہیں شہر سے باہر بحفاظت نکال دیا، جب وہ شہر سے باہر نکلے تو ایک لڑکا جو بہت خوبصورت تھا ان کے پاس آیا جو گویا غلام کی شکل وصورت میں تھا اور اس نے انہیں آواز دی کہ اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں اپنے مولا کے بلاوے پر آؤ تو وہ اس سے کہنے لگے کہ تو ہمارا مولا ہے، اس نے کہا معاذ اللہ میں تو تمہارے مولا کا غلام ہوں تم آنجنابؑ کی خدمت میں چلو۔

پس وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ہم اپنے مولا امام حسن علیہ السلام کے مکان میں داخل ہوئے پس ہم نے دیکھا کہ ان کے فرزند ارجمند قائم علیہ السلام ایک تخت پر تشریف فرما ہیں کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے اور آپؑ کے جسم مبارک پر سبز رنگ کا لباس ہے، پس ہم نے آپؑ کو سلام کیا تو آپؑ نے سلام کا جواب دیا اور اس وقت فرمایا کہ تمام مال کی مقدار اتنی ہے اور فلاں کا مال اتنا ہے، اور مسلسل آپؑ مال کے اوصاف بیان کرتے رہے، یہاں تک کہ تمام مال کا وصف بیان کیا، پھر آپؑ نے ہمارے لباس اور سواریوں کی اور جو چوپائے ہمارے پاس تھے سب کی تفصیلات بتائیں پس ہم خدا کے سجدہ میں گر پڑے اور ہم نے آپؑ کے سامنے زمین کے بوسے لیے پھر ہم جو چاہتے تھے

وہ سوالات کئے اور آپؑ نے جواب دیئے۔

ہم نے وہ مال آپؑ کی خدمت میں پیش کیا، آپؑ نے ہمیں حکم دیا کہ اب کوئی چیز سامرہ کی طرف لے کر نہ آئیں اور یہ کہ ہمارے لیے ایک شخص کو بغداد میں مقرر فرمائیں گے تو مال اس کے پاس لے آئیں اور اس سے آپؑ کی توقیعات جاری ہوں گی، وہ کہتے ہیں کہ پس ہم نے حضرتؑ کے پاس سے مراجعت کی اور آپؑ نے ابوالعباس محمد بن جعفر حمیری قمی کو کچھ مقدار حنوط اور کفن دیا اور اس سے فرمایا کہ خداوند عالم تیرے اجر کو تیرے نفس میں عظیم و بزرگ قرار دے۔

راوی کہتا ہے کہ جب ابوالعباس عقبہ بغداد میں پہنچا تو اسے بخار آیا اور اس کی وفات ہوگئی، اس کے بعد یہ اموال بغداد میں لائے جاتے آپؑ کے مقرر کردہ افراد کی طرف اور ان کے توسط سے آپؑ کی توقیعات ظاہر ہوتی تھیں۔

پندرہواں معجزہ

ابو محمد حسن بن وجنا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتا ہے کہ میں چون ویں حج میں نماز عشاء کے بعد پرنالے کے نیچے سجدے میں پڑا تھا یعنی کعبہ معظّمہ کے پرنالے کے نیچے، اور دعا میں تضرع وزاری کر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کسی نے مجھے بلایا اور پھر فرمایا کہ اے حسن بن دجنا۔

وہ کہتا ہے کہ میں کھڑا ہوگیا تو دیکھا کہ ایک زرد چہرے والی لاغر اندام کنیز ہے جو چالیس سال کی یا اس سے اوپر کی ہے، پس وہ میرے آگے چلنے لگی اور میں نے اس سے کچھ نہ پوچھا، یہاں تک کہ وہ خدیجہ کے مکان کے دروازے پر پہنچی اور وہاں ایک کمرہ تھا کہ جس کے درمیان ایک دیوار تھی، اس میں سیڑھیاں تھیں کہ جن سے اوپر جاتے تھے۔

پس وہ کنیز اوپر گئی اور آواز آئی کہ اے حسن اوپر آجا، میں اوپر جا کر دروازے پر رک گیا، پس صاحب الزمان علیہ السلام نے فرمایا اے حسن کیا تو نے خیال

کیا ہے کہ تو ہم سے مخفی و پوشیدہ ہے، خدا کی قسم تو کسی وقت حج نہیں کر رہا تھا مگر یہ کہ میں تیرے ساتھ تھا۔

پس میں سخت بے ہوش ہو کر منہ کے بل گر پڑا، پھر میں کھڑا ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ اے حسن ہمیشہ مدینہ میں جعفر بن محمد کے مکان سے ملحق رہو اور تمہیں تمہارا کھانا پینا اور وہ چیز کہ جس سے اپنا ننگ ڈھانپ سکو مغموم و مہموم نہ کرے۔ پھر آپؑ نے ایک کاپی عطا فرمائی کہ جس میں دعائے فرج اور آپؑ پر بھیجی جانے والی صلوات تھی، پس آپؑ نے فرمایا کہ اس دعا کے ساتھ دعا مانگا کرو اور اس طرح مجھ پر صلوات بھیجا کرو، اور یہ سوائے میرے اولیاء کے کسی کو نہ دینا پس بیشک خداوند عالم تمہیں توفیق عطاء فرمائے گا۔

میں نے عرض کیا اے میرے مولا کیا آپؑ کو اس کے بعد میں نہیں دیکھ سکوں گا۔

فرمایا اے حسن جب خدا تعالیٰ چاہے گا، حسن کہتا ہے کہ پس میں حج سے واپس آیا اور حضرت جعفرؑ بن محمدؑ کے مکان میں رہنے لگا اور میں اس مکان سے باہر نکل کر واپس نہیں آتا تھا مگر تین حاجتوں کے لیے، تجدید وضو کے لیے سونے کے لیے یا افطار کرنے کے لیے۔

پس جس وقت میں اپنے افطار کے لیے جاتا تو اپنے کوزے کو پانی سے پر دیکھتا اور اس کے اوپر دو روٹیاں اور روٹیوں کے اوپر وہ کچھ ہوتا جو میرا دل چاہتا پس میں وہ کھا لیتا اور وہ میری کفایت کرتا اور سردی کا لباس سردی کے زمانہ اور گرمی کے زمانہ میں اور میں اپنے مکان میں دن کو پانی لے جاتا اور اس سے مکان میں چھڑکاؤ کرتا اور کوزہ خالی رکھ دیتا، لوگ میرے کھانا لے آتے اور مجھے اس کی ضرورت نہ ہوتی، پس میں لے کر صدقہ دیتا، یہ اس لیے کرتا کہ کہیں وہ اس راز کو نہ سمجھ لیں جو میرے ساتھ رہتا تھا۔

مولف کہتا ہے کہ ہمارے شیخ نے نجم ثاقب میں فرمایا ہے کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے القاب شریف میں سے ایک لقب مہدی الآیات ہے، یعنی آیات خداوندی کو ظاہر کرنے والا یا محل بروز وظہور آیات الہیہ، کیونکہ جس دن سے مسند خلافت

زمین پر بچھائی گئی ہے اور انبیاء ورسل علیہم السلام نے آیات بینات اور معجزات باہرات کے ساتھ ہدایت مخلوق کے لیے اس مسند پر پاؤں رکھا ہے اور مقام ارشاد واعلام کلمہ حق اور باطل کے مٹانے کے لیے تشریف لائے ہوئے ہیں تو خداوند عالم نے کسی کی اس طرح تکریم نہیں کی اور ایسا اعزاز نہیں فرمایا اور اتنے آیات کسی کے لیے نہیں بھیجے جو اپنے مہدی صلوات اللہ علیہ کے لیے بھیجے ہیں اور اتنی طویل عمر گزار رہے ہیں کہ خدا جانتا ہے کہاں تک پہنچے گی، پھر بھی جب ظہور کریں گے تو ہیئت وصورت چالیس سالہ جوان کی ہوگی اور ہمیشہ سفید بادل ان کے سر پر سایہ فگن ہوگا، اور زبان فصیح میں اس سے ندا آئے گی کہ یہ ہیں مہدی آل محمد علیہم السلام آپؑ اپنے شیعوں کے سر پر ہاتھ رکھیں گے تو ان کی عقلیں پختہ و کامل ہوجائیں گی، اور آپؑ کی فوج ظفر موج میں ملائکہ ظاہر بہ ظاہر ہوں گے اور لوگ انہیں دیکھیں گے، جیسا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں لوگ انہیں دیکھتے تھے، ایک لشکر جنات سے ہوگا، اور آپؑ کے لشکر میں کھانے پینے کا سامان نہیں ہوگا، سوائے ایک پتھر کے جس سے ان کا کھانا پینا ہوگا اور آپؑ کے نور جمال سے زمین اس قدر نورانی و روشن ہوگی کہ مہر و ماہ کی ضرورت نہیں پڑے گی اور حشرات الارض اور درندوں سے شر وضرر اٹھ جائے گا اور ان سے خوف و وحشت نہیں ہوگی، زمیں اپنے خزانے اگل دے گی اور فلک دوار کی تیز رفتاری کم ہوجائے گی اور آپؑ کا لشکر پانی کے اوپر چلے گا اور پہاڑ و پتھر اس کافر کی نشاندہی کریں گے کہ جو ان کے پیچھے چھپا ہوگا اور کافر کو اس کی پیشانی سے پہچان لیں گے، اور بہت سے مرجانے والے افراد (دوبارہ زندہ ہوکر) آپؑ کے لشکر میں ہوں گے جو زندوں کے سروں پر تلوار لگائیں گے اور ان کے علاوہ اور آیات مجید بھی ہیں اور اسی طرح وہ آیات ونشانیاں جو آپؑ کے ظہور وخروج سے پہلے ظاہر ہونگی کہ جن کا شمار نہیں ہوسکتا، جن میں سے اکثر غیبت کی کتب میں مندرج ہیں کہ جو سب حضرتؑ کے آنے کا مقدمہ اور پیش خیمہ ہیں اور کسی حجت کے آنے کے لیے ان کا عشر عشیر بھی نہیں ہوگا۔

پانچویں فصل

امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں غیبت کبریٰ کے زمانہ میں جانے والوں کے واقعات وقصص اور حکایات کا ذکر

چاہے وہ اشخاص کے جنہوں نے شرفیابی کے وقت آپؑ کو پہچان لیا یا جدا ہونے کے بعد قرائن قطیعہ سے انہیں معلوم ہوا ہے کہ آنجنابؑ تھے اور ہو لوگ جو کہ آنجنابؑ کے کسی معجزہ سے عالم بیداری میں واقف ہوئے یا عالم خواب میں یا جو کسی ایسے اثر سے باخبر ہوئے جو آپؑ کے وجود مقدس پر دلالت کرتا تھا۔

واضح ہو کہ ہمارے شیخ نے نجم ثاقب کے اس باب میں سو حکایات بیان کی ہیں اور ہم اس کتاب میں ان میں سے تیئس حکایات پر اکتفاء کرتے ہیں، اور دو حکایات ایک الحاج علی بغدادی کی اور دوسری سید احمد رشتی کی مفاتیح میں نقل کر چکے ہیں۔

پہلا واقعہ: اسماعیل ہرقلی کا واقعہ ہے۔

عالم فاضل علی بن عیسیٰ اربیلی کشف الغمہ میں فرماتے ہیں کہ مجھے میرے قابل و ثوق بھائیوں میں سے ایک گروہ نے خبر دی ہے کہ حلہ کے علاقہ میں ایک شخص تھا کہ جسے اسماعیل بن حسن ہرقلی کہتے تھے، وہ اس بستی کا رہنے والا تھا جسے ہرقلی کہتے ہیں، اس کی وفات میرے زمانہ میں ہوئی، لیکن میں اسے دیکھ نہیں سکا، مجھ سے اس کے بیٹے شمس الدین

نے یہ واقعہ بیان کیا، وہ کہتا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ اس کی جوانی کے زمانہ میں اس کی بائیں ران پر ایک چیز نکل آئی کہ جسے توثہ کہتے ہیں، اس کی مقدار انسان کی بند مٹھی کے برابر تھی اور ہر موسم بہار میں اس میں سے ریشہ نکلتا تھا اور یہ درد و تکلیف اسے ہر کام سے روک دیتی تھی، وہ حلہ میں آیا اور سید رضی الدین علی بن طاؤس کی خدمت میں پہنچا اور اپنی اس تکلیف کی شکایت کی۔

سید نے حلہ کے جراحوں کو بلایا، انہوں نے اسے دیکھ کر کہا یہ توثہ رگ اکحل کے اوپر ہے اور اس کا علاج کاٹنے کے علاوہ کچھ نہیں اور اگر اس کو کاٹنے لگیں تو ہوسکتا ہے اس سے رگ اکحل کٹ جائے، اور جب وہ رگ کٹ گئی تو اسماعیل زندہ نہیں رہ سکتا اور چونکہ اس کے کاٹنے میں عظیم خطرہ ہے، لہذا ہم اس کا ارتکاب نہیں کرتے۔

سید نے اسماعیل سے کہا کہ چونکہ میں بغداد جانے والا ہوں تم یہیں رہو تا کہ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں اور اطباء و جراحان بغداد کو دکھاؤں، شاید ان کی معلومات ان سے زیادہ ہوں اور وہ علاج کرسکیں، سید بغداد تشریف لائے اور اطباء کو بلایا تو انہوں نے بھی وہی تشخیص کی اور وہی عذر بیان کیا۔

اسماعیل دلگیر ہوا تو سید مذکور نے اس سے کہا کہ خداوند عالم باوجود اس نجاست کے کہ جس سے تو آلودہ ہے، تیری نماز قبول کرے گا اور اس درد والم پر صبر کرنا اجر سے خالی نہیں۔

اسماعیل کہتا ہے کہ جب معاملہ اس طرح ہے تو میں سامرہ جاتا ہوں اور آئمہ ہدیٰ سے استغاثہ کرتا ہوں، وہ سامرہ کی طرف چلا گیا، صاحب کشف الغمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بیٹے سے سنا وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے والد سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں اس مشہد منور میں پہنچا اور زیارت امامین ہمامین امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کر چکا تو سرداب میں گیا اور رات کو وہاں بارگاہ الٰہی میں میں نے بہت گریہ و نالہ

کیا اور صاحب الامر علیہ السلام سے استغاثہ کیا، صبح کو دجلہ کی طرف گیا اور اپنا لباس دھویا، غسل زیارت کیا اور جو لوٹا میرے پاس تھا اسے پانی سے پر کیا اور مشہد کی طرف متوجہ ہوا تا کہ ایک مرتبہ پھر زیارت کروں، ابھی قلعہ تک نہیں پہنچا تھا کہ میں نے چار سواروں کو آتے ہوئے دیکھا اور چونکہ مشہد کے گرد کچھ اشراف رہتے تھے اور انہوں نے وہاں مکانات بنا لیے تھے، لہذا مجھے گمان ہوا کہ شاید یہ ان میں سے ہیں، جب وہ میرے قریب پہنچے تو میں نے دیکھا کہ ان میں سے دو جوانوں نے تلواریں باندھی ہوئی ہیں، ان میں سے ایک کے تازہ داڑھی آئی ہوئی تھی، اور ایک بوڑھا پاکیزہ وضع میں تھا، اور نیزہ اس کے ہاتھ میں تھا دوسرے نے تلوار حمائل کی ہوئی تھی، اور اس کے اوپر قبا پہنے ہوئے تھا اور تحت الحنک کئے ہوئے تھا اور نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھا، پس وہ بوڑھا دائیں طرف کھڑا ہو گیا اور اس نے نیزہ کی انی زمین پر ٹیک دی اور وہ دو جوان بائیں طرف کھڑے ہو گئے اور صاحب قبا راستہ کے درمیان رہا، انہوں نے مجھ کو سلام کیا تو میں نے سلام کا جواب دیا، قبا پوش نے پوچھا کل جا رہے ہو، میں نے کہا جی ہاں۔

کہنے لگے آؤ تا کہ دیکھوں کہ کس چیز نے تمہیں تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے، میرے دل میں آیا کہ دیہاتی لوگ نجاست سے احتراز و پرہیز نہیں کرتے اور تو غسل کر چکا ہے اور کپڑے بھی دھو لیے ہیں اور تیرے کپڑے ابھی تر ہیں اگر اس کا ہاتھ نہ لگے تو بہتر ہے۔

میں ابھی اسی فکر میں تھا کہ وہ بزرگوار خم ہوئے اور مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور اس زخم پر ہاتھ رکھ کر اسے فشار دیا کہ جس سے مجھے درد ہوا اور وہ سیدھے ہو کر زمین پر بیٹھ گئے، اس حالت کے ساتھ ہی وہ بوڑھا شخص کہنے لگا ''افلحت یا اسماعیل'' تو نے اے اسماعیل فلاح و نجات پائی۔

میں نے کہا ''افلحتم'' تم فلاح و نجات پاؤ، اور میں تعجب میں پڑ گیا کہ اسے میرا

نام کیسے معلوم ہو گیا، دوبارہ اسی بوڑھے نے (کہ جس نے مجھ سے کہا تھا کہ تو نے چھٹکارا اور نجات پائی) کہا امامؑ ہے۔

امامؑ، میں نے دوڑتے ہوئے آپؑ کی رکاب کو چوما، امام علیہ السلام چل پڑے، اور میں آپؑ کی رکاب کے ساتھ جارہا تھا اور جزع وفزع کرتا تھا، مجھ سے فرمایا کہ پلٹ جاؤ، میں نے عرض کیا میں کبھی آپؑ سے جدا نہیں ہوں گا۔

آپؑ نے دوبارہ فرمایا کہ واپس جاؤ، کیونکہ تمہاری مصلحت واپس جانے میں ہے، میں نے اسی بات کا اعادہ کیا، پس اس شیخ نے کہا اے اسماعیل تمہیں شرم نہیں آتی کہ امام علیہ السلام نے دو دفعہ فرمایا ہے کہ واپس جاؤ تم تو ان ارشادات کی مخالفت کر رہے ہو، اس بات نے مجھ پر اثر کیا اور میں کھڑا ہو گیا۔

جب چند قدم دور گئے تو دوبارہ میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا جب بغداد میں جاؤ گے، تو مستنصر تمہیں بلائے گا، اور تمہیں عطاء اور بخشش دے گا اسے قبول نہ کرنا اور میرے بیٹے رضی سے کہا کہ وہ تیرے معاملہ میں علی بن عوض کو کچھ لکھ دیں، کیونکہ میں اسے سفارش کروں گا جو کچھ تو چاہے گا وہ تجھے دے گا، میں وہیں کھڑا ہوا تھا کہ وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے اور میں نے بہت تاسف و افسوس کیا اور کچھ دیر وہاں بیٹھ گیا، اس کے بعد میں مشہد کی طرف پلٹ کر گیا تو اہل مشہد نے جب مجھے دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ تیری حالت متغیر ہے، کیا تجھے کوئی تکلیف ہے، میں نے کہا نہیں، وہ کہنے لگے کہ کسی سے کوئی جھگڑا کیا ہے، میں نے کہا کہ نہیں، لیکن یہ بتاؤ کہ جو سوار یہاں سے گزر رہے تھے وہ تم نے دیکھے۔

کہنے لگے کہ وہ شرفاء وسادات میں سے ہوں گے میں نے کہا کہ وہ ان شرفاء میں سے نہیں تھے، بلکہ ان میں سے ایک امامؑ تھے، ان لوگوں نے پوچھا کہ وہ شیخ یا صاحب قباء میں نے کہا کہ صاحب قباء انہوں نے کہا کہ تو نے اپنا زخم انہیں دکھایا ہے، میں نے کہا کہ ہاں انہوں

نے اسے فشار دیا تھا اور اس میں درد ہوا تھا،، انہوں نے میری ران کپڑا ہٹا کر دیکھی تو زخم کا کوئی اثر اس پر نہیں تھا، اور میں خود بھی دہشت سے شک میں پڑ گیا، لہذا دوسری ران دیکھی تو کوئی اثر نہ پایا۔ اس حالت میں لوگوں نے مجھ پر ہجوم کیا اور میرا کرتہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اگر اہل مشہد مجھے نجات نہ دلاتے تو میں لوگوں کے ہاتھ پاؤں کے نیچے کچلا جاتا، اور فریاد و فغان کی آواز اس شخص تک پہنچی جو دونوں نہروں کے درمیان ناظر و نگہبان تھا، وہ آیا اس نے واقعہ سنا اور چلا گیا تا کہ وہ اس واقعہ کو لکھ بھیجے اور میں نے رات وہیں گزاری۔

صبح کو کچھ لوگوں نے میری مشایعت کی اور دو آدمی میرے ساتھ گئے اور باقی لوگ واپس لوٹ گئے، دوسری صبح کو میں شہر بغداد کے دروازے پر پہنچا، میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ پل پر جمع ہیں اور جو شخص وہاں پہنچتا ہے اس سے اس کا نام ونسب پوچھتے ہیں، جب میں وہاں پہنچا اور انہوں نے میرا نام سنا تو میرے اوپر ہجوم کیا اور جو لباس دوبارہ پہنا تھا وہ انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور قریب تھا کہ میری روح میرے بدن سے نکل جائے کہ سید رضی الدین ایک گروہ کے ساتھ وہاں پہنچ گئے اور لوگوں کو میرے گرد سے دور ہٹایا اور ناظر بین النسہرین نے صورت حال لکھ کر بغداد بھیج دی تھی اور انہیں اطلاع دے دی تھی۔

سید فرمانے لگے وہ شخص تو ہے کہ جس کے بارے میں لوگ کہتے ہیں اس نے شفا پائی ہے، وہ تو ہے کہ جس نے اس شہر میں شور وغل برپا کر رکھا ہے میں نے کہا جی ہاں سید گھوڑے سے اترے اور میری ران کپڑا ہٹا کر دیکھی چونکہ سید نے میرا زخم دیکھا ہوا تھا اور اب اس کا کوئی اثر ونشان نہ دیکھا تو انہیں کچھ دیر کے لیے غش آ گیا، جب وہ ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ وزیر نے مجھے بلایا تھا اور کہا کہ مشہد سے اس طرح کا واقعہ تحریر ہو کر آیا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ شخص آپؑ سے مربوط ہے فوراً اس کی خبر مجھے پہنچاؤ اور مجھے اپنے ساتھ اس وزیر کے ہاں لے گئے جو کہ قمی تھا اور کہا کہ یہ شخص میرا بھائی اور میرے اصحاب میں

سے میرا زیادہ دوست ومحبوب ہے۔ وزیر کہنے لگا وہ واقعہ اول سے لے کر آخر تک میرے سامنے بیان کرو، میں نے جو کچھ مجھ پر گزرا تھا وہ بیان کیا وزیر نے اسی وقت کچھ لوگ اطباء وجراحوں کے پاس بھیجے، وہ حاضر ہوئے تو وزیر نے کہا تم لوگوں نے اس شخص کا زخم دیکھا ہے۔

کہنے لگے کہ ہاں اس نے پوچھا کہ اس کا کیا علاج ہے، سب نے کہا کہ اس کا علاج صرف یہ ہے کہ اسے کاٹ دیا جائے، اور اگر کاٹا جائے تو پھر اس کا زندہ رہنا مشکل ہے۔

اس نے پوچھا بالفرض اگر نہ مرے کب تک وہ زخم بھر سکتا ہے، وہ کہنے لگے کہ کم ازکم دو ماہ تک وہ زخم باقی رہے گا، اور اس کے بعد شاید وہ مندمل ہو جائے، لیکن اس جگہ پر ایک سفید گڑھا پڑ جائے گا اور اس پر بال نہیں اُگیں گے۔

پھر وزیر نے پوچھا کہ کتنے دن ہوئے تم نے اس زخم کو دیکھا تھا، وہ کہنے گے آج دسواں دن ہے، پس وزیر نے انہیں آگے بلایا اور میری ران کو برہنہ کیا، انہوں نے دیکھا کہ اس کا دوسری ران سے بالکل کوئی فرق نہیں ہے اور اس تکلیف کا کوئی اثر ونشان باقی نہیں ہے، اس وقت طباء میں سے ایک شخص جو عیسائی تھا چیخ اٹھا اور کہنے لگا **واللہ ھذا من عمل المسیح** خدا کی قسم یہ عیسیٰ مسیح کا کام ہے۔

وزیر کہنے لگا چونکہ یہ کام تم میں سے کسی کا نہیں تو میں جانتا ہوں کہ یہ کس کا کام ہے، اور یہ خبر خلیفہ تک پہنچی اس نے وزیر کو بلایا، وزیر مجھے اپنے ساتھ خلیفہ کے پاس لے گیا اور مستنصر نے مجھ سے کہا کہ تو وہ واقعہ بیان کر، اور جب میں نقل کر کے آخر تک پہنچا تو اس نے ایک خادم کو کہا اور وہ ہزار دینار کی ایک تھیلی لے آیا، مستنصر مجھ سے کہنے لگا کہ اسے اپنے مصارف میں صرف کرو۔

میں نے کہا کہ میں اس سے ایک دمڑی بھی نہیں لے سکتا، وہ کہنے لگا کس سے ڈرتے ہو، میں نے کہا کہ اسی سے کہ جس نے یہ کام کیا ہے کیونکہ اس نے حکم دیا تھا کہ ابو

جعفر سے کوئی چیز نہ لینا، پس خلیفہ پر اس کا برا اثر ہوا اور وہ رونے لگا۔

صاحب کشف الغمہ کہتے ہیں کہ بڑے اچھے اتفاقات میں سے یہ ہے کہ ایک دن میں یہ واقعہ لوگوں کے سامنے بیان کر رہا تھا جب واقعہ ختم ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ ان میں ایک شخص شمس الدین اسماعیل کا بیٹا ہے، اور میں اسے نہیں پہچانتا تھا، اس اتفاق سے تعجب کرتے ہوئے مین نے اس سے کہا کہ تو نے اسے اپنے باپ کی ران زخم کے وقت دیکھی تھی، وہ کہنے لگا کہ میں اس وقت بچہ تھا، البتہ میں نے صحت یابی کے وقت دیکھی تھی اس جگہ پر بال اُگ آئے تھے اور اس زخم کا نشان نہیں تھا، میرا باپ ہر سال ایک دفعہ بغداد آتا اور سامرہ جایا کرتا تھا اور مدت تک وہاں رہتا، گریہ کرتا اور افسوس کرتا تھا اور اس امید پر کہ شاید دوبارہ حضرتؑ کو وہاں دیکھے اس جگہ پھرتا رہتا اور پھر ایک مرتبہ بھی یہ دولت اسے نصیب نہ ہوئی اور جیسا مجھے معلوم ہے کہ وہ چالیس مرتبہ سامرہ کی زیارت کے لیے گیا اور اس زیارت کا شرف تو حاصل کیا لیکن صاحب الامر علیہ السلام کے دیدار کی حسرت میں دنیا سے چل بسا۔

دوسرا واقعہ: کہ جس میں رقعہ استغاثہ کرنے کا ذکر ہے۔

عالم صالح نقی مرحوم سید محمد فرزند جناب سید عباس جو کہ اس وقت زندہ ہیں اور جبل عامل کی بستیوں میں سے جب شیت نامی بستی میں سکونت پذیر ہیں اور جناب سید نبیل عالم متجر جلیل سید صدر الدین عاملی اصفہانی داماد شیخ فقہاء عصرہ شیخ جعفر نجفی اعلی اللہ تعالیٰ مقامہا کے چچا زاد بھائیوں میں سے ہیں۔ سید محمد مذکور حکام جور کی تعدی وظلم کی وجہ سے (کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ انہیں نظام عسکریہ میں داخل کریں)

اپنے وطن بے سروسامانی کے عالم میں اس طرح روپوش ہوئے کہ جس وقت وہ جبل عامل سے نکلے تو سوائے ایک قمری کے جو کہ قرائن کا دسواں حصہ ہوتا ہے، ان کے پاس اور کچھ نہیں تھا، انہوں نے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا اور ایک مدت تک سیاحت

کرتے رہے اور سیاحت کے دنوں بیداری اور نیند میں بہت سے عجائبات دیکھے تھے، آخر میں نجف اشرف میں مجاور ہو گئے اور صحن مقدس کے اوپر والے کمروں میں سے قبلہ کی جانب کے ایک کمرے میں رہنے لگے، اور انتہائی پریشانی کی حالت میں وقت گزار رہے تھے، سوائے دو تین افراد کے کوئی شخص ان کے حالات سے باخبر نہیں تھا یہاں تک کہ وفات پا گئے اور ان کے وطن سے نکلنے اور وفات پانے کے درمیان پانچ سال کا عرصہ گزرا اور حقیر کے ساتھ ان کی راہ ورسم تھی، انتہائی پاکدامن باحیا وقانع تھے عزاداری کے زمانہ میں حاضر ہوتے اور کبھی دعاؤں کی کتابیں عاریۃً لیتے اور چونکہ اکثر اوقات سوائے چند دانے کھجور اور صحن شریف کے کنوئیں کے پانی کے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے تھے، لہذا وسعت رزق کے لیے ادعیہ ماثورہ پر مواظبت و پابندی تام رکھتے تھے گویا کوئی دعا کم ہی ہوگی جو ان سے چھوٹی ہو اور رات دن مشغول رہتے، ایک دفعہ حضرت حجتہؑ کی خدمت میں عریضہ لکھنے میں مشغول ہوئے اور اس پر بنا رکھی کہ چالیس دن تک اسی طرح مواظبت و پابندی کریں کہ روزانہ سورج نکلنے سے پہلے جب کہ شہر کا چھوٹا دروازہ کھلے جو کہ دریا کی طرف تھا دائیں رخ پر گئی میدان قلعہ سے دور جائیں تا کہ انہیں کوئی نہ دیکھے اس وقت عریضہ گیلی مٹی میں بند کر کے حضرتؑ کے کسی ایک نائب کے سپرد کر کے پانی میں ڈال دیں۔

انہوں نے اڑتیس یا انتالیس دن ایسا کیا۔

فرمایا ایک دن میں سر نیچے کئے رقعہ ڈالنے والی جگہ سے واپس آ رہا تھا اور بہت کبیدہ خاطر تھا کہ میں ملتفت وہ گویا کوئی شخص میرے پیچھے عربی لباس میں رومال اور عقال سر پر رکھے مجھ سے آملا اور سلام کیا میں نے افسردگی گے عالم میں مختصرا سا جواب دیا اور اس کی طرف متوجہ نہ ہوا، چونکہ میرا کسی سے بات کرنے کو دل نہیں چاہتا تھا، کچھ راستہ اس نے میرے ساتھ طے کیا اور میں اسی حالت میں تھا، پس اہل جبل کے لہجہ میں فرمایا سید محمد کیا

مطلب اور غرض رکھتے ہو کہ آج اڑتیس یا انتالیس دن گزر گئے ہیں کہ تم سورج نکلنے سے پہلے باہر آتے ہو اور دریا کی فلاں جگہ جا کر عریضہ دریا میں ڈالتے ہو، تمہارا گمان ہے کہ امامؑ تمہاری حاجت پر مطلع نہیں۔

سید محمد کہتا ہے کہ مجھے تعجب ہوا، کیونکہ کوئی شخص میرے اس شغلہ سے باخبر نہیں تھا خصوصا رومال عقال کے ساتھ جو کہ جبل عامل میں مرسوم نہیں ہے، پس مجھے نعمت بزرگ و نیل مقصود اور تشریف بحضور غائب مستور امام عصر علیہ السلام کا احتمال ہوا، چونکہ میں نے جبل عامل میں سن رکھا تھا کہ حضرت کے دست مبارک اتنے نرم ہیں کہ جس طرح کوئی ہاتھ نرم نہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ مصافحہ کرتا ہوں، اگر اس مرحلہ کا احساس کیا تو لازم تشرف بحضور مبارک بجالاؤں، پس اسی حالت مین میں نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے تو آنجنابؑ نے بھی ہاتھ آگے بڑھا دیئے، مصافحہ کیا تو بہت نرمی و لطافت پائی تو نعمت عظمیٰ اور موہیت کبریٰ کے حضول کا مجھے یقین ہوا، پس میں نے اپنا منہ پھیرا اور چاہا کہ آپ کے دست مبارک کا بوسہ لوں تو کسی کو نہ دیکھا۔

تیسرا واقعہ: سید محمد جبل عامل کا حضرات علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہونا۔

نیز عالم صفی سید متقی مذکور نقل کرتے ہیں کہ جب میں مشہد مقدس رضوی میں مشرف ہوا تو باوجود نعمت کی فروانی کے مجھ پر سخت وقت گزر رہا تھا جس دن صبح کو بناء تھی کہ زائرین وہاں سے واپس جائیں، چونکہ میرے پاس ایک روٹی بھی نہیں تھی کہ جس کی وجہ سے میں خود کو ان تک پہنچاتا، میں نے ان کی رفاقت نہ کی اور زائرین چلے گئے، ظہر کے وقت میں حرم مطہر میں مشرف ہوا، نماز فریضہ ادا کرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ اگر خود کو زائرین کے ساتھ نہ ملاؤں تو دوسرا کوئی قافلہ نہیں اور اگر اس حالت میں رہ جاؤں تو جب سردی آئی تو میں تلف ہو جاؤں گا۔

میں اٹھا ضریح کے پاس گیا اور شکایت کی، افسردہ دلی کے ساتھ باہر نکلا اور دل میں کہا کہ اس بھوک کی حالت میں باہر جاؤں گا، اگر مر گیا تو راحت و آرام مل جائے گا ورنہ خود کو قافلہ تک پہنچا دوں گا، شہر کے دروازے سے باہر نکلا راستہ کا متلاشی ہوا مجھے طرفین کی نشاندہی کی گئی ہے، میں بھی غروب تک چلتا رہا، لیکن کہیں نہ پہنچ سکا، میں سمجھ گیا کہ راستہ بھول گیا ہوں اور میں بے پایان، بیابان میں پہنچا کہ جس میں حنظل (کوڑتماں) کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی، بھوک و پیاس کی شدت سے تقریباً پانچ سو حنظل میں نے توڑے کہ شاید ان میں سے کوئی تربوز ہو، کوئی بھی نہ تھا، جب تک فضا روشن تھی میں اس بیابان کے اطراف میں گھومتا رہا کہ شاید کوئی پانی یا گھاس مل جائے، جب میں بالکل مایوس ہو گیا تو موت کے لیے تیار ہو گیا، اچانک ایک اونچی جگہ مجھے نظر آئی، وہاں گیا تو مجھے پانی کا چشمہ نظر آیا تو تعجب ہوا کہ بلندی پر یہ پانی کا چشمہ کس طرح ہے، شکر خدا بجالایا اور اپنے آپ سے کہا کہ پانی پی کر وضو کر کے نماز پڑھ لوں تاکہ اگر مر جاؤں تو نماز تو ادا کر چکا ہو گا۔

نماز عشاء کے بعد فضا تاریک ہوگئی اور تمام صحرا جانوروں اور درندوں سے پر ہوگئی اور ہر طرف سے عجیب و غریب آوازیں سنیں کہ جن میں سے بہت سی آوازیں میں پہچانتا تھا، مثلاً شیر، بھڑیا، کچھ جانوروں کی آنکھیں دور سے چراغ کی طرح نظر آئیں، مجھے وحشت ہوئی چونکہ مرنے کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہی تھی اور بہت تکلیف جھیلی تھی، میں قضا و قدر پر راضی ہو کر سو گیا، جب بیدار ہوا تو چاند کے نکل آنے کی وجہ سے فضا روشن ہو چکی تھی اور آوازیں بند ہو چکی تھیں، اور میں انتہائی کمزوری اور ضعف کی حالت میں تھا کہ ایک سوار اچانک نمودار ہوا، میں نے دل میں کہا کہ یہ سوار مجھے قتل کر دے گا، کیونکہ وہ لوٹ مار کے درپے ہو گا اور میرے پاس کچھ بھی نہیں، پس وہ غصہ میں آ کر مجھے زخمی کرے گا۔

پس قریب پہنچ کر اس نے سلام کیا تو میں نے جواب دیا اور مطمئن ہو گیا، فرمایا کیا کر رہے ہو میں نے کمزوری کی حالت میں اپنی کیفیت کی طرف اشارہ کیا۔

فرمایا تیرے پہلو میں تین خربوزے پڑے ہیں کھاتا کیوں نہیں، میں چونکہ تلاش کر چکا تھا اور تربوز سے مایوس ہو گیا تھا، میں نے کہا مجھ سے مزاح و تمسخر کرتے ہو، مجھے اپنی حالت میں رہنے دو۔

فرمایا پیچھے کی طرف دیکھو، میں نے پیچھے کی طرف دیکھا تو ایک ٹوکری دیکھی جس میں تین خربوزے بڑے بڑے تھے، فرمایا ان میں سے ایک کے ساتھ بھوک مٹاؤ اور ایک میں سے آدھا صبح کو کھا لینا اور ڈیڑھ خربوزہ اپنے ساتھ لے لینا، اور اس راستہ سے سیدھے روانہ ہو جاؤ، کل ظہر کے قریب آدھا خربوزہ کھا لینا، البتہ تیسرے خربوزے کو نہ کھانا اور غروب کے قریب تمہارے کام آئے گا، تم سیاہ خیمے کے پاس پہنچو گے وہ تمہیں قافلہ تک پہنچا دیں گے، پھر وہ میری نظر سے غائب ہو گئے۔

میں نے ان میں سے ایک خربوزہ کو توڑ کر کھایا تھا تو بہت عمدہ اور میٹھا تھا کہ شاید ایسا اچھا خربوزہ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا وہ میں نے کھا لیا باقی دونوں خربوزے لے کر میں روانہ ہوا اور مسافت طے کرنے لگا، جب دن چڑھے ایک گھنٹہ ہو گیا تو دوسرا خربوزہ توڑ کر اس میں سے آدھا کھا لیا اور باقی آدھا زوال کے وقت جب کہ ہوا بہت گرم ہو چکی تھی کھایا اور باقی ایک خربوزے کے ساتھ روانہ ہوا، غروب کے قریب دور سے مجھے خیمہ نظر آیا جب خیمہ والوں نے مجھے دیکھا تو وہ میری طرف دوڑے اور سختی سے مجھے پکڑ کر خیمے کی طرف لے گئے انہوں نے یہ گمان کیا تھا کہ میں جاسوس ہوں اور چونکہ میں عربی زبان کے علاوہ کچھ نہیں جانتا تھا اور وہ سوائے فارسی کے کسی زبان کو نہیں جانتے تھے، لہذا میں جتنا فریاد کرتا کوئی بھی میری بات پر کان نہ دھرتا یہاں تک کہ بزرگ خیمہ کے پاس گئے اس نے پورے غصے سے کہا کہاں سے آرہے ہو سچ بتاؤ ورنہ میں تمہیں قتل

کر دوں گا۔

میں نے فی الجملہ ہزار مشکل سے اپنے حالات کی کیفیت اور گزشتہ دن مشہد مقدس سے باہر نکلنے اور راستہ گم کرنے کو بیان کیا۔

وہ کہنے لگا اے جھوٹے سید یہ جگہیں جو تو بتا تا ہے یہاں سے کوئی متنفس عبور نہیں کر سکتا، مگر یہ کہ وہ مارا جاتا ہے اور اسے جانور چیر پھاڑ کھاتے ہیں، علاوہ ازیں اتنی مسافت جو تو بیان کرتا ہے کسی کی قدرت میں نہیں کہ وہ اتنے وقت میں طے کر سکے، کیونکہ متعارف راستے کی مسافت یہاں سے مشہد تک تین منزل ہے اور جو تو بتا تا ہے یہ تو کئی منزلیں ہو جاتا ہے سچ بتاؤ ورنہ میں تمہیں اس تلوار سے قتل کر دوں گا اور اس نے اپنی تلوار میرے سامنے نکال لی، اس حالت میں خربوزہ میری عبا سے ظاہر ہوا۔

وہ کہنے لگا یہ کیا ہے میں نے تفصیل بتائی تو تمام حاضرین کہنے لگے کہ اس صحرا میں تو بالکل خربوزہ نہیں ہے خصوصاً اس قسم کا تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا، پس انہوں نے ایک دوسرے کی طرف رجوع کیا اور اپنی زبان میں بہت باتیں کیں گو یا وہ مطمئن ہو گئے کہ یہ چیز خارق عادت ہے پس وہ آگے بڑھے اور انہوں نے میرے ہاتھ چومے اور مجھے صدر مجلس میں بٹھایا اور میری عزت واحترام کیا اور میرے کپڑے بطور تبرک لے گئے اور میرے لیے عمدہ لباس لے آئے اور دو راتیں اور دو دن انہوں نے میری مہمانی نہایت عمدہ طریقہ سے کی، تیسرے دن مجھے دس تومان دیئے اور تین آدمی میرے ساتھ گئے اور مجھے قافلہ تک پہنچایا۔

چوتھا واقعہ: سید عطوہ حسنی کا آنجنابؑ کی ملاقات سے مشرف ہونا۔

عالم فاضل المعی بن عیسیٰ اربیلی صاحب کشف الغمہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سید باقی بن عطوہ علوی حسنی نے بیان کیا کہ میرا باپ عطوہ زیدی تھا اور اس کو ایک بیماری لگی تھی کہ طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے تھے اور وہ ہم بیٹوں سے آزردہ تھا اور ہمارے

مذہب امامیہ کی طرف میلان کو برا سمجھتا تھا اور بار ہا کہتا کہ میں تمہاری تصدیق اور تمہارے مذہب کا قائل نہیں ہوں گا جب تک تمہارا صاحب مہدی علیہ السلام نہ آئے اور مجھے اس بیماری سے نجات نہ دے، اتفاقاً ہم سب ایک رات نماز عشاء کے بعد اکٹھے بیٹھے تھے کہ ہم نے باپ کی فریاد کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا جلدی کرو۔

جب ہم تیزی کے ساتھ اس کے پاس گئے تو وہ کہنے لگا کہ دوڑو اور اپنے صاحب سے جاملو، ابھی ابھی وہ میرے پاس سے گئے ہیں اور ہم جتنا دوڑے، کسی کو نہ دیکھا اور واپس آکر پوچھا کہ کیا بات ہے، وہ کہنے لگا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا اے عطوہ، میں نے کہا کہ تو کون ہے، فرمایا میں تیرے بیٹوں کا صاحب ہوں میں آیا ہوں تا کہ تجھے شفا دوں اور اس کے بعد ہاتھ بڑھایا اور میرے درد والی جگہ پر ہاتھ ملا اور میں نے اپنے آپ پر نگاہ کی تو مجھے اس بیماری کا کوئی اثر نظر نہیں آیا وہ کافی مدت تک زندہ رہا قوت و توانائی کے ساتھ، اور میں نے اس کے بیٹوں کے علاوہ دوسرے لوگوں سے یہ واقعہ پوچھا تو انہوں نے کمی وزیادتی کے بغیر بیان کیا۔

صاحب کتاب اس واقعہ اور اسماعیل ہرقلی کے واقعہ کے بعد جو کہ گزر چکا ہے کہتا ہے کہ لوگوں نے امام علیہ السلام کو حجاز وغیرہ کے راستوں میں بہت دیکھا ہے یا تو انہیں راستہ بھول جاتا تھا اور زیادہ بے بس ہوتے تھے اور حضرتؑ انہیں چھٹکارا دلاتے اور انہیں ان کے مقصد ومطلوب تک پہنچاتے۔

پانچواں واقعہ: دعائے عبرات کا تذکرہ۔

آیۃ اللہ علامہ حلی کتاب منہاج الصلاح میں دعائے عبرات کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ دعا جناب صادق جعفر بن محمد علیہ السلام سے مروی ہے اور اس دعا کے سلسلہ میں سید سعید رضی الدین محمد بن محمد بن محمد آوی قدس اللہ سرہ کی طرف سے ایک مشہور حکایت ہے، اور بعض فضلاء کے خط سے اس جگہ کے منہاج الصلاح کے حاشیہ پر اس

حکایت کو یوں نقل کرتے ہیں، مولی السعید فخر الدین محمد فرزند شیخ اجل جمال الدین یعنی علامہ کہ انہوں نے اپنے والد سے اپنے جد شیخ فقیہ سدید الدین یوسف سے سید رضی الدین مذکور سے روایت کی ہے کہ وہ طویل مدت تک انتہائی تنگی وسختی کے ساتھ سلطان جرماغون کے ایک امیر کے پاس قید تھے، پس عالم خواب میں خلف صالح منتظر صلوات اللہ علیہ کو دیکھا تو گریہ کیا اور عرض کیا اے میرے مولا ان ظالموں کے پنجہ سے چھٹکارا حاصل کرنے میں میری مدد کیجئے۔

پس حضرتؑ نے فرمایا کہ دعائے عبرات پڑھو، سید نے عرض کیا کہ دعائے عبرات کون سی ہے، فرمایا وہ دعا تمہاری مصباح میں موجود ہے سید نے عرض کیا اے میرے مولا مصباح میں یہ دعا نہیں ہے فرمایا مصباح میں دیکھو تو تمہیں مل جائے گی، پس خواب سے بیدار ہوئے صبح کی نماز پڑھی اور مصباح کھولی تو اس کے اوراق میں ایک ورقہ دیکھا کہ جس پر دعائے عبرات تحریر تھی، پس چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھی۔

اس امیر کی دو بیویاں تھیں کہ جن میں سے ایک عقلمند اور مدبرہ تھی اور امیر اس پر اعتماد رکھتا تھا، پس امیر اس کی باری کے دن اس کے پاس گیا تو وہ اس سے کہنے لگی کہ تو نے امیر المومنین کی اولاد میں سے ایک شخص کو قید کر رکھا ہے۔

امیر کہنے لگا کہ اس چیز کے متعلق تو نے کیوں سوال کیا ہے وہ کہنے لگی کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا ہے کہ گویا نور آفتاب اس کے رخسار سے چمک رہا ہے، پس اس نے میرا حلق اپنی دو انگلیوں کے درمیان لے لیا اور اس وقت فرمایا کہ میں تیرے شوہر کو دیکھ لوں گا، کہ جس نے میرے ایک بیٹے کو قید کر رکھا ہے اور کھانے پینے میں اسے تنگی دیتا ہے۔

پس میں نے عرض کیا اے میرے سید و سردار آپؑ کون ہیں، فرمایا میں علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام ہوں، اس سے کہنا کہ اگر اس نے اسے رہا نہ کیا تو میں اس کو تباہ کر دوں

گا، پس یہ خواب منتشر ہوا اور بادشاہ تک پہنچا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے اس بات کی خبر نہیں اور اپنے نواب سے جستجو کی اور کہنے لگا کہ تمہارے پاس کون شخص قید ہے، وہ کہنے لگے کہ ایک بزرگ علوی ہے کہ جس کی گرفتاری کا تو نے حکم دیا تھا ، بادشاہ کہنے لگا کہنے لگا کہ اسے رہا کردو اور ایک گھوڑا ابھی اسے دو تا کہ وہ اس پر سوار ہو اور اسے راستہ بھی بتا دو تا کہ وہ اپنے گھر چلا جائے ، اور سید اجل علی بن طاؤس نے مہج الدعوت کے آخر میں فرمایا ہے کہ اسی قسم کی وہ دعا ہے کہ جو مجھے صدیق بھائی اور دوست محمد بن محد قاضی آدی ضاعف اللہ جلالۃ اسعادتہ وشرف خاتمہتہ نے خبر دی ہے اور اس کے لیے واقعہ عجیب اور سبب غریب نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے لیے ایک حادثہ رونما ہوا، پس اسے یہ دعا ملی ان اوراق میں کہ جن میں اس دعا کو اس نے نہیں رکھا، اس کی اپنی ہی کتابوں میں پس اس نسخہ سے اسے نقل کرلیا، جب اس نے لکھ لیا تو وہ اصل ورقہ کہ جسے اپنی کتب میں پایا تھا مفقود ہو گیا۔

چھٹا واقعہ: امیر اسحاق استر آبادی کا ہے۔

اس واقعہ کو علامہ مجلسی علیہ رحمہ نے بحار میں اپنے والد سے نقل کیا ہے اور حقیر نے ان کے والا اخوند ملا محمد تقی رحمہ اللہ کے ہاتھ سے لکھا ہوا واقعہ مشہور و عاحرز یمانی کی پشت پر زیادہ تفصیل سے دیکھا ہے بنسبت اس کے جو یہاں بحار میں ہے مع اجازہ کے جو بعض کے لیے ہے، اور ہم اس کی صورت کا ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی اشرف المرسلین محمد وعترتہ الطاہرین وبعد۔

پس بتحقیق مجھ سے التماس کیا ہے، سید نجیب ادیب حسیب زبدہ سادات عظام و نقبائے کرام امیر محمد ہاشم اوام اللہ تعالیٰ تائیدہ بجا محمد وآلہ الاقدسین کہ میں اسے حرز یمانی

کا اجازہ دوں جو کہ منسوب ہے، امیرالمومنین وامام المتقین وخیرالخلائق بعد سید البنیین صلوات اللہ وسلام علیہما مادامت الجنتہ مادی الصالحین۔پس میں نے اجازہ دیا ہے اسے دام تائیدہ کو کہ وہ روایت کرے اس دعا کو مجھ سے میرے اسناد کے ساتھ سید عابد زاہد امیر اسحاق استرآبادی سے جو کہ مدفون ہیں سید شباب اہل الجنتہ اجمعین کے قریب کربلا میں ہمارے مولا اور مولیٰ الثقلین خلیفہ اللہ تعالیٰ صاحب العصروالزمان صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آباء الاقدسین سے۔سید کہتا ہے کہ میں مکہ کے راستہ میں بے یارومددگار گزر رہا تھا، پس میں قافلہ سے پیچھے رہ گیا اور اپنی زندگی سے مایوس ہوگیا اور محتضر (جو مرنے لگا ہو) کی طرح چت لیٹ گیا اور کلمہ شہادت پڑھنا شروع کیا کہ اچانک اپنے سرہانے اپنے مولیٰ اور عالمین کے مولیٰ خلیفتہ اللہ علی الناس اجمعین کو دیکھا، پس آپؑ نے فرمایا کہ کھڑے ہوجاؤ اے اسحاق تو میں کھڑا ہوگیا اور میں پیاسا تھا، آپؑ نے مجھے سیراب کیا اور اپنے پیچھے سوار کرلیا، پس میں نے وہ حرز پڑھنا شروع کیا اور آنجنابؑ اس کی اصلاح کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ ختم ہوگیا، اچانک میں نے اپنے آپ کو وادی الابطح میں دیکھا، پس میں سواری سے اتر آیا اور حضرتؑ غائب ہوگئے اور قافلہ نو دن بعد پہنچا اور اہل مکہ کے درمیان مشہور ہوگیا کہ میں طی الارض کے ذریعہ آیا ہوں۔

پس میں نے اپنے آپ کو ادائے فریضہ حج کے بعد پوشیدہ رکھا اور اس سید نے چالیس مرتبہ پیادہ پا حج کیا ہے، اور جب اصفہان میں ان کی خدمت سے مشرف ہوا، جب کہ کربلا سے بقصد زیارت مولیٰ الکونین امام علی بن موسیٰ الرضا صلوات اللہ علیہما آئے ہوئے تھے اور ان کے ذمہ ان کی بیوی کے حق مہر کے سات تومان تھے، اور اس کے پاس اتنی مقدار تھی کہ وہ مشہد مقدس رضوی کے کسی رہنے والے کے پاس رہتے تھے، پس انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کی اجل نزدیک آگئی ہے، تو کہنے لگے کہ میں پچاس سال کربلا میں مجاور تھا، اس لیے کہ وہاں مروں، اب مجھے خوف ہے کہ میری موت کسی دوسرے مقام

پر ہو، پس جب ان کے حالات پر ہمارا ایک بھائی مطلع ہوا تو اس نے وہ مبلغ ادا کئے اور انہیں کربلا کی طرف ہمارے بعض اخوان فی اللہ (جو اللہ کے لیے بھائی ہیں) کے ساتھ روانہ کیا۔

پس وہ کہتا ہے کہ جب سید کربلا پہنچا اور اپنا قرض ادا کرلیا تو بیمار ہوگیا اور نویں دن فوت ہوگیا۔ اور اپنے مکان میں دفن ہوا اور میں نے اس قسم کی کئی ایک کرامات ان سے اس زمانہ میں دیکھیں جب کہ وہ اصفہان میں رہے، میرے پاس اس دعا کے بہت اجازات ہیں اور میں نے اسی پر اختصار کیا ہے، اس سید دام تائیدہ سے امید ہے کہ وہ مجھے دعا کی قبولیت کے اوقات کے وقت فراموش نہیں کریں گے، اور اس سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس دعا کو نہ پڑھے، مگر خداوند عالم کے لیے اور اپنے دشمن کو ہلاک کرنے کے لیے نہ پڑھے جبکہ وہ شخص مومن ہو اگرچہ فاسق بھی ہو یا ظالم اور یہ کہ دنیا و نیا کے جمع کرنے کے لیے نہ پڑھے بلکہ سزاوار ہے کہ اسکا پڑھنا خداوند عالم کا قرب حاصل کرنے کے لیے ہو اور ضرر شیاطین انس وجن کے دفع کرنے کے لیے ہو اپنی ذات سے اور تمام مومنین سے اگر اس کے لیے اس میں قصد قربت ممکن ہے، تو فبہا ورنہ بہتر یہ ہے کہ قرب الٰہی کے علاوہ باقی مطالب کو ترک کرے۔

نمقه بیمناه الا اثره احوج المربوبین الی رحمة ربه الغنی محمد تقی بن المجلسی الا صیحانی حامدالله تعالیٰ مصلیا علی سید الانبیآء واوصیاء النحبآء الا صفیآء۔ انتهی

اور خاتم العلماء المحدثین شیخ ابوالحسن شاگرد علامہ مجلسی کتاب ضیاء العالمین کے آخر میں اس حکایت کو اپنے استاد سے ان کے والد سے نقل کرتا ہے، سید کے مکہ تک وارد ہونے تک اس وقت کہتا ہے کہ میرے استاد کے والد نے کہا ہے کہ میں نے دعا کا یہ نسخہ اس

سے امام زمانہ کی تصحیح کے ساتھ لیا ہے، اور مجھے اس نے اجازت دی ہے کہ میں اسے امامؑ سے روایت کروں اور انہوں نے بھی اپنے بیٹے کو اجازت دی تھی جو کہ میرے استاد تھے طاب ثراہ اور یہ دعا کو پڑھتا ہوں اور میں نے اس سے خیر کثیر دیکھی ہے، اور اس وقت سید کے خواب کا واقعہ بیان کیا ہے کہ اس سے خواب میں کہا گیا کہ کربلا کی طرف جانے میں جلدی کرو، کیونکہ تمہاری موت نزدیک آ گئی ہے اور یہ دعا مذکور بحارالانوار کی انیسویں جلد میں موجود ہے۔

ساتواں واقعہ: جو دعائے فرج پر مشتمل ہے۔

سید رضی الدین علی بن طاؤس نے کتاب فرج المہموم میں اور علامہ مجلسی نے بحار میں کتاب دلائل شیخ ابوجعفر محمد بن جریر طبری سے نقل کیا ہے کہ مجھے خبر دی، ابوجعفر محمد بن ہارون بن موسیٰ تلعکبری نے، وہ کہتا ہے کہ مجھے ابوالحسن بن ابوالبغل کاتب نے خبر دی ہے، وہ کہتا کہ میں نے اپنے ذمہ ابومنصور بن ابوصالحان کا ایک کام لیا تھا، پھر ہمارے اور اس کے درمیان کوئی اس قسم کی چیز ہوگئی کہ جو میرے روپوش ہونے کا سبب ہوئی، پس وہ مجھے تلاش کرنے لگا، ایک مدت تک میں روپوش اور خوفزدہ رہا، اس وقت میں نے مقابر قریش کی طرف جانے کا ارادہ کیا، یعنی مرقد منور حضرت کاظم علیہ السلام جمعہ کو، اور میں نے ارادہ کیا کہ میں دعا و سوال کے لیے رات وہیں بسر کروں، اور اس رات بارش اور آندھی تھی، پس میں نے ابوجعفر متنظم و قیم سے خواہش کی کہ وہ حرم کے دروازے بند کر دے اور کوشش کرے کہ وہ مقام شریف لوگوں سے خالی ہو جائے تا کہ مجھے اس چیز کے لیے خلوت حاصل ہو کہ جسے میں چاہتا ہوں دعا و سوال میں سے اور میں ایسے شخص کے آنے سے مامون رہوں جس کے آنے سے میں مامون نہیں تھا، اور اس کی ملاقات سے خائف تھا، پس اس نے ایسا کیا اور دروازے بند کر دیئے، آدھی رات ہوگئی اور بارش و آندھی اتنی آئی کہ جس نے لوگوں کی آمد و رفت کو بالکل بند کر دیا، اور میں وہاں رہ گیا تھا اور دعا کرتا تھا اور نماز

پڑھتا تھا، میں اسی حالت میں تھا کہ اچانک میں نے کسی کے پاؤں کی آواز امام موسیٰ علیہ السلام کی سمت سے سنی، اور میں نے ایک شخص کو دیکھا جو زیارت پڑھ رہا تھا، پس اس نے آدم علیہ السلام پر سلام بھیجا، اور اولی العزم انبیاؑ کو، اور اس کے بعد ایک ایک امام پر سلام بھیجا یہاں تک کہ صاحب الزمان علیہ السلام تک پہنچا اور ان کا ذکر نہ کیا، پس میں نے اس عمل سے تعجب کیا اور میں نے کہا کہ شاید وہ آپؑ پر سلام کرنا بھول گیا ہو یا وہ انہیں نہ پہچانتا ہو، یا اس شخص کا یہ مذہب ہو۔

پس جب وہ اپنی زیارت سے فارغ ہوا تو دو رکعت نماز پڑھی اور ہمارے مولا ابو جعفر علیہ السلام کے مرقد مبارک کا رخ کیا، پس اس پہلی زیارت کی طرح زیارت کی اور وہ سلام بھیجا اور دو رکعت نماز پڑھی، میں اس سے ڈر رہا تھا چونکہ میں اسے نہیں پہچانتا تھا، میں نے دیکھا کہ وہ کامل و مکمل جوان ہے اور اس کے بدن پر سفید لباس ہے اور اس کے سر پر عمامہ ہے کہ جس کے لیے تحت الحنک اس کی ایک طرف رکھی ہوئی ہے، اور کندھے پر ردا ڈالے ہے۔

پس وہ کہنے لگے اے ابو الحسین بن ابو البغل دعائے فرج کیا ہے میں نے عرض کیا وہ کون سی دعا ہے، اے میرے سید و سردار و آقا۔ فرمایا دو رکعت نماز پڑھو اور کہو ''یامن اظهر الجميل و ستر القبيح يا من لم يواخذ بالجريرة ولم يهتك الستر يا عظيم المن يا كريم الصفح يا حسن التجاوز يا واسع المغفرة يا باسط اليدين بالرحمة يا منتهى كل نجوى و يا غاية كل شكوى يا عون كل مستعين يا مبتدئا با النعم قبل استحقا قها' یا ربا دس مرتبہ یا رغبتاہ دس مرتبہ 'اسئلك بحق هذه الا سماء و بحق محمد وآله الطاهرين عليهم السلام الا ما كشفت كربي ونفست همي و فرجت غمي و اصلحت حالي'' اور اس کے بعد جو چاہو دعا مونگو اور اپنی حاجت طلب کرو، اس وقت اپنا دایاں رخسار زمین پر رکھ کر سو

مرتبہ سجدہ میں کہو"یا محمد یا علی یا علی یا محمد اکفیانی فانکما کافیانی وانصرانی فانکما ناصرامی"اور پھر باہیں رخسار کو زمیں پر رکھ کر سو مرتبہ کہو ادرکنی۔اور اسے بار بار کہو اور کہو الغوث الغوث الغوث، یہاں تک کہ تمہارا سانس رک جائے، اور اپنا سر اٹھا لو ،پس بیشک خداوند عالم اپنے فضل و کرم سے انشاء اللہ تمہاری حاجت کو پورا کرے گا، پس جب میں نماز و دعا میں مشغول ہوا تو وہ باہر چلے گئے، جب میں فارغ ہوا تو ابو جعفر کے پاس باہر گیا تا کہ اس شخص سے اس کے حالات دریافت کروں کہ وہ کس طرح اندر آ گیا تھا،تو میں نے دیکھا کہ دروازے بدستور مقفل ہیں، پس مجھے اس سے تعجب ہوا، اور میں نے کہا کہ شاید یہاں کوئی دروازہ ہو کہ جسے میں نہیں جانتا، پس میں نے اپنے آپ کو ابو جعفر تک پہنچایا، اور وہ بھی تیل کے کمرے سے باہر آیا، یعنی جس کمرے میں روضہ انور میں چراغ جلانے کے لیے تیل کا ذخیرہ تھا، پس میں نے اس سے شخص مذکور کے حالات اور اندر آنے کی کیفیت پوچھی تو وہ کہنے لگا کہ دروازے تو بند ہیں جس طرح تم دیکھ رہے ہو، میں نے انہیں نہیں کھولا، پس میں نے اسے اس واقعہ کی خبر دی تو وہ کہنے لگا کہ یہ ہمارے مولا صاحب الزمان صلوات اللہ علیہ ہیں، اور بتحقیق کہ میں نے اس قسم کی راتوں میں جب کہ روضہ مقدس لوگوں سے خالی ہو آپ کو بارہا دیکھا ہے۔

پس مجھے افسوس ہوا اس چیز پر جو مجھ سے فوت ہوئی اور طلوع صبح صادق کے قریب میں باہر نکلا اور محلہ کرخ میں وہاں چلا گیا کہ جہاں چھپا ہوا تھا، پس چاشت کا وقت نہیں ہوا تھا کہ اصحاب ابن ابوالصالحان میری ملاقات کے متلاشی ہوئے اور میرے دوستوں سے میرے متعلق سوال کرتے تھے، اور ان کے پاس وزیر کی طرف سے اس کے ہاتھ کا لکھا امان نامہ تھا کہ جس میں ہر قسم کی نیکی اور اچھائی تھی، پس میں اس کے پاس اپنے دوستوں میں سے ایک امین کے ساتھ حاضر ہوا تو وزیر کھڑا ہوا اور مجھے سینہ سے لگایا اور آغوش میں لیا، اس طرح کہ جو اس سے پہلے اس سے معہود نہیں تھا، پس وہ کہنے لگا کہ

حالات تجھے یہاں تک کھینچ کر لے گئے ہیں کہ تو نے صاحب الزمان صلوات اللہ علیہ سے میری شکایت کی ہے۔

میں نے کہا کہ میری طرف سے تو دعا تھی، آنجناب سے سوال کیا تھا وہ کہنے لگا وائے ہو تجھ پر میں نے گزشتہ رات خواب میں اپنے مولا صاحب الزمان صوات اللہ علیہ کو دیکھا ہے یعنی جمعہ کی رات کہ آپؑ نے مجھے کسی قسم کی نیکی کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھ سے سختی کی ہے، اتنی کہ میں اس سے ڈر گیا، پس میں نے کہا لا الہ الا اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ حق ہیں اور منتہائے حق۔ میں نے گزشتہ رات اپنے مولا کو بیداری میں دیکھا ہے، اور مجھ سے آپؑ نے اس طرح فرمایا ہے، اور میں نے تفصیل سے بیان کیا جو کچھ کہ میں نے اس مشہد شریف میں دیکھا تھا، پس اس نے تعجب کیا اور اس کی طرف سے میرے لیے اچھے امور اس سلسلہ میں صادر ہوئے اور میں اس کی طرف سے اپنے مولا صلوات اللہ علیہ کی برکت سے اس مقصد تک پہنچا کہ جس کی مجھے امید نہ تھی۔

مولف کہتا ہے کہ چند دعائیں ہیں، جو دعائے فرج کے نام سے موسوم ہیں پہلی یہ دعا جو اس واقعہ میں مذکور ہے، دوسری وہ دعا ہے جو کتاب شریف جعفریات میں امیرالمومنینؑ سے ہے، کہ آنجنابؑ جناب رسول خداؐ کے پاس آئے۔ اور کسی حاجت کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں کہ جو جبریلؑ بطور ہدیہ میرے پاس لایا ہے، اور وہ انیس حروف ہیں کہ جن میں سے چار جبریل کی پیشانی پر اور چار میکائیل کی اور چار اسرافیل کی پیشانی پر اور چار کرسی کے اردگرد ہیں اور تین حول عرش ہیں، پس جو مصیبت زدہ و بیچارہ ومبہوم ومغموم یا جو بادشاہ سے یا شیطان سے ڈرتا ہے۔ دعا کرے تو خداوند عالم اس کی کفایت کرتا ہے اور وہ کلمات یہ ہیں۔

یا عماد من لا عماد له ریا مند عن لا سند له ویا ذخر من ذخر له ویا حرز من لا حرز له ویا فخر من لا فخر له

و یار کن من لا رکن له یا عظیم الرجاء یا عزا
الضعفاء یا منقذ الغرقی یا منجیا للهکی یا محسن یا
منعم یا مفضل اسئل الله الذی لا اله الا انت
الذی سجدلك مسوار رضوء النهار و شعاع
الشمس ونور القمر ودوی الماء و حفیف الشجر یا
الله یا رحمن یا ذا الجلال والا کرام

امیر المومنینؑ اس دعا کو دعائے فرج کا نام دیتے تھے، تیسری شیخ ابراہیم کفعمی نے جنۃ الواقیہ میں روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول میں غنی و تونگر تھا اب فقیر ہو گیا ہوں، صحیح تھا اب مریض ہوں، لوگوں کی نگاہ میں مقبول تھا، پس مبغوض ہو گیا ہوں، ان کے دلوں پر خفیف تھا، اب سنگین و بوجھل ہو گیا ہوں، میں خرحناک اور خوش تھا، پس مجھ پر ہموم کا ہجوم ہو گیا اور زمین اپنی وسعت کے باوجود میرے لیے تنگ ہوگئی ہے، اور وسیع و دراز دن کے اندر میں طلب رزق میں گردش کرتا رہتا ہوں، لیکن مجھے اتنا نہیں ملتا کہ میں اس سے اپنا پیٹ بھر سکوں، گویا میرا نام دفتر رزق سے مٹا دیا گیا ہے۔

پس نبی اکرمؐ نے اس سے فرمایا شاید تو میراث ہموم کو کیا کرتا ہے اس نے عرض کیا کہ میراث ہموم کیا ہے، فرمایا شاید عمامہ بیٹھ کر باندھتا ہے، اور پاجامہ کھڑے ہو کر پہنتا ہے یا اپنے ناخن کو دانتوں سے کاٹتا ہے یا اپنے رخسار کو اپنے دامن سے ملتا ہے یا کھڑے پانی میں پیشاب کرتا ہے یا منہ کے بل سوتا ہے؟

عرض کیا کہ ان میں سے بعض کام کرتا ہوں، حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو، اور ضمیر خالص کرو اور اس دعا کو پڑھو کہ یہ دعائے فرج ہے۔

بسم الله الرحمن الرحیم الھی طموح الآمال قد خابت لدیك ومعا کف الھمم قد تقطعت الا علیك و ھذاھب العقول قد سمت الا الیك فالیك الرجآء والیك الملتجیٰ یا اکرم مقصود ویا اجود مسئول ھربت الیك بنفسی یا ملجآء الھاربین باثقال!الذنوب احملھا علیٰ ظھری وما اجدلی الیك شافعاً سویٰ معرفتی بانك اقرب من رجاہ الطالبون ولجا الیه المضطرون واھل ما لدیه الراغبون یا من فتق العقول بمعرفته واطلق الا لسن بحمدہ وجعل ما امتن به علیٰ عبادہ کفآر لتادیة حقه صلی علی محمد وآله ولا تجعل للھموم علیٰ عقلی سبیلا ولا للباطل علی عملی دلیلا وافتح لی بخیر الدنیا یاولی الخیر۔

چوتھی فاضل متجر سید علی خان مدنی کلمہ الطیب میں اپنے جد بزرگور سے نقل کرتے ہیں کہ یہ دعائے فرج ہے۔

اللھم یا وحرود یا ودود یا ذالعرش المجید یا فعا لا لمایر ید اسئلك بنور وجھك الذی ملا ارکان عرشك وبقدرتك التی قدرت بھا علی جمیع خلقك وبرحمتك التی وسعت کل شئی لا اله الا انت یا

مبدی یا معید لا اله الا انت یا اله البشر یا عظیم الخطر منك الطلب والیك الهرب وقع بالفرج یا مغیث اغثنی۔ تین سو مرتبہ کهو

پانچویں دعائے فرج جو کہ محقق سبزداری کی کتب مفاتیح النجاۃ میں مروی ہے اور اس کی ابتدا ہے۔

اللهم انی اسئلك یا الله یا الله یا الله یا من علا فقهر۔ الخ

اور وہ طویل ہے۔

آٹھواں واقعہ: شریف عمر بن حمزہ کا حضرت علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہونا۔

شیخ جلیل وامیر زاہد ورام بن ابوفراس نے کتاب تنبیہ الخاطر کی دوسری جلد کے آخر میں فرمایا ہے کہ مجھے خبر دی سید جلیل شریف ابوالحسن علی بن ابراہیم عریضی، علوی، حسینی نے اس سے کہا کہ مجھے خبر دی علی بن نمانے، وہ کہتا ہے کہ مجھے خبر دی ابومحمد حسن بن علی بن حمزہ اقاسی نے شریف علی بن جعفر بن علی مدائنی علوی کے گھر میں، وہ کہتا ہے کہ کوفہ میں ایک بوڑھا دھوبی رہتا تھا جو زہد کے نام سے موسوم تھا اور وہ گوشہ نشیوں کی لڑی میں منسلک تھا اور وہ عبادت کے لیے منقطع تھا اور آثار صالحین کی پیروی کرتا تھا۔ پس ایسا اتفاق ہوا کہ ایک دن وہ میرے والد کی مجلس میں بیٹھا تھا اور یہ شیخ میرے والد کے لیے نقل حدیث کر رہا تھا، اور اس بوڑھے کی طرف متوجہ تھا پس وہ شیخ کہنے لگا میں ایک رات مسجد جعفی میں تھا اور وہ پشت کوفہ پر قدیم مسجد ہے آدھی رات ہو چکی تھی اور میں عبادت کے لیے علیحدہ جگہ تھا، اچانک میں نے دیکھا کہ تین افراد آرہے ہیں، پس وہ مسجد میں داخل ہوئے جب مسجد

کے صحن کے درمیان پہنچے تو ان میں سے ایک بیٹھ گیا، پس اس نے زمین پر دائیں بائیں ہاتھ پھیرا تو پانی جوش مارنے لگا اس نے اس پانی سے کامل وضو کیا اس وقت ان دو اشخاص کی طرف اشارہ کیا کہ وہ بھی وضو کرلیں انہوں نے وضو کیا پھر وہ آگے کھڑا ہو گیا اور انہیں نماز باجماعت پڑھانے لگا تو میں نے بھی ان کے ساتھ نماز باجماعت پڑھی جب اس نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہوا تو مجھے اس کی حالت سے تعجب ہوا اور میں نے اس کام کو پانی کے زمین سے باہر آنے کی وجہ سے عظیم سمجھا، تو میں نے جو کہ میری دائیں طرف تھا اس شخص کے حالات کے متعلق ان دو اشخاص میں سے ایک سے پوچھا اور کہا کہ یہ کون ہے وہ کہنے لگا یہ صاحب الزمان الامر حضرت امام حسن علیہ السلام کے فرزند ہیں۔

پس میں آنجنابؑ کے قریب گیا اور ان کے مبارک ہاتھوں کا بوسہ لیا اور آنجنابؑ سے عرض کیا، اے فرزند رسولؐ شریف عمر بن حمزہ کے حق میں آپؑ کیا فرماتے ہیں کیا وہ حق پر ہے،

فرمایا نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ ہدایت حاصل کرے مگر یہ کہ مجھے دیکھنے سے پہلے وہ مرے گا نہیں۔ اور ہم نے شیخ کی یہ بات نئی اور عجیب سمجھی، پس کافی زمانہ گزر گیا اور شریف کی وفات ہوگئی لیکن یہ بات معلوم نہ ہوئی کہ اس کی امام زمان علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے، پس جب ہم شیخ زاہد کے ساتھ اکٹھے ہوئے تو میرے دل میں وہ واقعہ آیا جو اس نے بیان کیا تھا اور میں نے اس سے اعتراض کرنے والے شخص کی طرح کہا کہ کیا تم نے بیان نہیں کیا تھا کہ یہ شریف عمر اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ صاحب الامر علیہ السلام کو نہ دیکھ لے کہ جس کی طرف تو نے اشارہ کیا تھا، تو وہ مجھ سے کہنے لگا کہ تجھے کیسے معلوم ہوگیا ہے کہ اس نے آنجنابؑ کو نہیں دیکھا۔

اس کے بعد ہم شریف ابوالمناقب فرزند شریف بن حمزہ کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوئے اور درمیان میں اس کے والد کا ذکر آ گیا تو وہ کہنے لگے کہ ایک رات ہم اپنے والد کے پاس تھے اور وہ اس بیماری میں مبتلا تھا کہ جس میں وفات پائی ان کی طاقت ختم ہوگئی اور

آواز پست ہو چکی تھی، ہمارے دروازے بند تھے تو اچانک ایک شخص کو دیکھا کہ ہمارے پاس اندر آیا ہم اس سے ڈر گئے اور ہم نے اس کے داخل ہونے کو عجیب سمجھا اور ہم اس سے غافل ہو گئے کہ اس سے کوئی سوال کریں، پس وہ ہمارے والد کے پہلو میں بیٹھ گیا اور اس سے آہستہ آہستہ باتیں کرتا رہا اور میرے والد گریہ کر رہے تھے، اس وقت وہ کھڑا ہو گیا اور ہماری نگاہوں سے غائب ہو گیا، ہمارے والد نے اپنے آپ کو مشقت و زحمت میں ڈال کر کہا مجھے بٹھاؤ، پس ہم نے اسے بٹھایا اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور کہنے لگا اسے بلاؤ ، ہم اس کے پیچھے گئے ہم نے دیکھا کہ دروازے بند ہیں اور اس کا نام ونشان نہ مل سکا، پس اس کی طرف لوٹ کر آئے اور اسے اس شخص کے حالات بتائے کہ وہ ہمیں نہیں ملا اور ہم نے اپنے باپ سے اس شخص کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ صاحب الامر علیہ السلام تھے اس وقت وہ بیماری کی سختی وسنگینی کی طرف پلٹ گیا اور بے ہوش ہو گیا۔

مولف کہتا ہے ک ابو محمد حسن بن حمزہ اقساسی جو عزالدین اقساسی کے لقب سے مشہور تھا اجلاء سادات شرفاء وعلماء کوفہ میں سے شاعر ماہر تھا، ناصر باللہ عباسی نے اسے نقیب سادات مقرر کیا تھا یہ وہی ہے کہ جب مستنصر باللہ عباسی کے ساتھ جناب سلمان کی زیارت کے لیے گیا تو مستنصر نے اس سے کہا کہ غالی شیعہ جھوٹ بولتے ہیں اور باتوں میں کہ علی ن ابی طالب علیہ السلام ایک ہی رات میں مدینہ سے مدائن آئے اور سلمان کو غسل دیا اور اسی دن واپس پلٹ گئے۔

عزالدین نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے۔

انکرت لیلة اذسار الوصی الی!
ارض المدآئن لمانا لها طلباً
وغسل الطو سلما نا وعاد الیٰ
عرائض یثرب والا صباح ما وجبا

وقلت ذلك من قول الغلاة وما
ذنب الغلاة اذالم يوردوا كذباً
فاصف قبل ردالطرف من سبأً
بعرش بلقيس وانى يخرق الحبنا
فانت فى آصف لم تغل فيه بلىٰ
فى حيدر انا غال ان ذا عجبا
ان كان احمدخير المرسلين فذا
خير الوصين اوكل الحديث هبا

تو انکار کرتا ہے کہ جب وصی چلے مدائن کی زمین کو جب انہیں بلایا گیا انہوں مسلمان کے میت کو غسل دیا اور واپس آگئے یثرب میں جب صبح نہ ہوئی تھی اور تو نے کہا کہ یہ غالیوں کی بات ہے اور یہ غالیوں کا جھوٹ ہے۔ اور آصف بن برخیا پک جھپکنے میں تخت بلقیس ملک سبا سے لایا ہے اب آصف کے بارے تجھے غلو نہیں لگتا اور حیدرؑ کے بارے تجھے غلو لگتا ہے یہ تعجب کی بات ہے۔ مگر یاد رکھ اگر احمد تمام مرسلین سے افضل ہیں تو حیدر کرار تمام اوصی سے افضل ہیں یا یہ سب باتیں من گھڑت ہیں۔

اور مسجد جعفی کوفہ کی مشہور و مبارک مساجد میں سے ہے، حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس میں چار رکعت نماز زہرا علیہا السلام پڑھی اور طویل مناجات جو کہ کتب مزار میں موجود ہے اور میں نے صحیفہ ثانویہ علویہ میں اسے ذکر کیا ہے اور اس وقت اس مسجد کا کوئی اثر و نشان باقی نہیں ہے۔

نواں واقعہ: ابوراجح حمامی کا ہے۔

علامہ مجلسی نے بحار میں کتاب السلطان المفرج عن اہل الایمان تالیف عالم کامل سید علی بن عبدالحمید نیلی نجفی نے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا ہے کہ مختلف علاقوں میں مشہور ہوا ہے اور اہل زمانہ کے درمیان ابوراجح حمامی کا واقعہ مشہور ہو گیا جو کہ حلہ میں تھا، بتحقیق کہ اعیان اماثل اور اہل صدق افاضل کی ایک جماعت نے اس واقعہ کو بیان کرنے والوں میں سے ایک شیخ زاہد عابد محقق شمس الدین محمد بن قارون سلمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حلہ میں ایک حاکم تھا کہ جسے مرجان صغیر کہتے تھے اور وہ ناصبیوں میں سے تھا اس نے لوگوں سے کہا کہ ابوراجح ہمیشہ صحابہ کو سب کرتا رہتا ہے، پس اس خبیث نے حکم دیا کہ اسے حاضر کیا جائے جب وہ حاضر ہوا تو حکم کیا کہ اسے ماریں پیٹیں، اتنا اس کو پیٹا گیا کہ وہ ہلاکت تک پہنچ گیا اور اس کے تمام بدن پر مارتے رہے یہاں تک کہ اس کے چہرہ پر اتنا مارا کہ اس کی شدت سے اس کے دانت گر گئے اور اس کی زبان باہر نکال کر آہنی زنجیر کے ساتھ باندھ دی اور اس کے ناک میں سوراخ کیا اور بالوں کی بنی ہوئی رسی اس کے ناک کے سوراخ میں داخل کی، اور اس بالوں کی بنی ہوئی رسی کا سرا ایک دوسری رسی سے باندھا اور وہ رسی اپنے اعوان کی ایک جماعت کے ہاتھ میں دے دی اور ان کو حکم دیا کہ اسے ان زخموں کے باوجود اور اسی ہیئت میں حلہ کی گلیوں میں پھرائیں اور زدوکوب کریں، پس وہ اشقیاء اس کو لے گئے اور اتنا زدوکوب کیا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ پس اس کی اس حالت کی اس لعین کو خبر دی گئی اور اس خبیث نے اس کے قتل کا حکم دے دیا، حاضرین نے کہا کہ وہ بوڑھا آدمی ہے اور اس کے اتنے زخم لگ چکے ہیں جو اسے قتل کر دیں گے۔ اب اس کے قتل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، لہذا خود کو اس کے قتل کرنے میں شامل نہ کرو اور اتنا اصرار اس کی سفارش کے سلسلہ میں کیا کہ اس نے اس کی رہائی کا حکم دے دیا اس کی زبان کا گوشت پھٹ گیا اور اس پر ورم آ گیا تھا، بھلے مانس

لوگ اسے اس کے گھر چھوڑ آئے اور انہیں کوئی شک وشبہ نہیں تھا کہ وہ اسی رات مرجائے گا، جب صبح ہوئی تو لوگ اس کے پاس گئے دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا ہے اور نماز میں مشغول ہے اور وہ صحیح وسالم ہو چکا ہے اس کے گرے ہوئے دانت واپس آ گئے اس کے زخم مندمل ہو چکے ہیں اور اس کے زخموں کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ اور اس کے چہرہ کی شکستگی زائل ہو چکی ہے پس لوگوں کو اس کی حالت پر تعجب ہوا اور اس کے متعلق اس سے سوال کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں اس حالت کو پہنچ گیا تھا کہ میں نے موت کا معائنہ کر لیا اور میری زبان باقی نہیں تھی کہ خدا سے سوال کرتا، پس دل سے خداوند عالم کی بارگاہ میں سوال کیا اور استغاثہ اور دادرسی کی خواہش اپنے مولا حضرت صاحب الزمان صلوات اللہ علیہ سے کی جب رات تاریک ہوگئ تو میں نے دیکھا کہ میرا گھر پرنور ہو گیا ہے اچانک میں نے صاحب الامرؑ کو دیکھا کہ آپؑ نے اپنا دست مبارک میرے چہرہ پر پھرا اور فرمایا کہ باہر جاؤ اور اپنے اہل وعیال کے لیے کام کرو بتحقیق کہ خداوند عالم نے تمہیں شفا بخشی ہے، پس میں نے اس حالت میں صبح کی ہے جو دیکھ رہے ہو اور شیخ شمس الدین محمد بن قارون مذکور راوی حدیث کہتا ہے کہ میں خداوند عالم کی قسم کھاتا ہوں کہ ابو راجح شخص کمزور جسم زرد رنگ بد صورت اور کمزور قسم کا تھا، اور میں ہمیشہ اس کے حمام میں جایا کرتا تھا تو وہ موجود ہوتا اور میں اسے اسی حالت وشکل میں دیکھتا کہ وہ مرد صاحب قوت اور درست قد وقامت ہو گیا ہے اور اس کی داڑھی لمبی اور چہرہ سرخ ہو چکا ہے اور اس جوان کی طرح ہو گیا ہے کہ جس کی عمر بیس سال ہو، وہ اسی ہیئت و جوانی میں رہا، یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اور جب اس کی خبر مشہور ہوئی تو حاکم نے اسے بلایا جب وہ حاضر ہوا، کل اسے اس حالت میں دیکھا تھا اور آج اسے اس حالت میں دیکھا کہ جیسے بیان ہو چکا ہے اور زخموں کے آثار اس میں نہیں تھے اور اس کے گر جانے والے دانت دوبارہ درست ہو چکے تھے، پس حاکم لعین پر اس حالت سے رعب عظیم طاری ہوا اور وہ اس سے پہلے جب اپنی مجلس میں بیٹھا تو اپنی

پشت حضرتؑ کی طرف کرتا کہ جو حلہ میں ہے، اور اس کی پشت پلید قبلہ اور آنجنابؑ کی طرف ہوتی، اور اس واقعہ کے بعد اپنا منہ آپؑ کے مقام کی طرف کر کے بیٹھا اور اہل محلہ کے ساتھ نیکی و مدارت کرنے لگا اور اس واقعہ کے چند دن بعد مر گیا، لیکن اس معجزہ باہرہ نے اس خبیث کو کوئی فائدہ نہ دیا۔

دسواں واقعہ: اس کاشی بیمار کا ہے کہ جس نے حضرت سلام اللہ علیہ کی برکت سے شفا پائی۔

اور نیز بحار میں ذکر فرمایا ہے کہ اہل نجف کے ایک گروہ نے مجھے خبر دی ہے کہ اہل کاشان میں سے ایک شخص نجف اشرف میں آیا تھا اور وہ عازم حج بیت اللہ تھا، پس وہ نجف میں سخت قسم کی بیماری میں مبتلا ہو کر علیل ہو گیا یہاں تک کہ اس کی ٹانگیں سوکھ گئیں اور اس میں چلنے پھرنے کی طاقت باقی نہ رہی۔ اس کے ساتھی اسے ایک نیک آدمی کے پاس چھوڑ گئے کہ جس کا حجرہ صحن مقدس میں تھا، اور وہ شخص ہر روز اسے اندر چھوڑ کر دروازہ بند کر کے صحرا کی طرف سیر و تفریح اور در نجف چننے کے لیے چلا جاتا، پس ایک دن وہ بیمار اس شخص سے کہنے لگا کہ میرا دل تنگ ہو گیا ہے اور اس جگہ سے مجھے وحشت ہوتی ہے مجھے آج اپنے ساتھ لے لو اور مجھے کسی جگہ ڈال دینا۔ اس وقت جہاں چاہو چلے جانا پس وہ بیمار کہتا ہے کہ وہ شخص راضی ہو گیا اور مجھے اپنے ساتھ باہر لے گیا، اور شہر سے باہر ایک مقام تھا اس نے اپنے کپڑے دھوئے اور وہاں ایک درخت پر ڈال کر صحرا کی طرف چلا گیا اور میں وہاں تنہا رہ گیا اور میں سوچ رہا تھا کہ آخر میرا معاملہ کہاں تک پہنچے گا اچانک میں نے ایک خوبصورت جوان گندم گوں کو دیکھا کہ وہ اس صحن میں داخل ہوا اور مجھ کو سلام کیا اور اس حجرہ میں چلا گیا جو اس مقام میں تھا اور محراب کے پاس چند رکعت نماز خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھی کہ جیسی نماز میں نے اس عمدگی کے ساتھ کبھی نہ دیکھی تھی اور جب وہ نماز سے

فارغ ہوا تو میرے پاس آیا اور میرے حالات پوچھے، میں نے کہا کہ میں ایسی مصیبت میں مبتلا ہوں کہ جس سے میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے نہ تو خدا مجھے اس سے عافیت دیتا ہے، تا کہ میں صحیح وسالم ہو جاؤں اور نہ مجھے دنیا سے لے جاتا ہے، تا کہ اس سے چھٹکارا پاؤں۔اس نوجوان نے مجھ سے فرمایا کہ محزون نہ ہو عنقریب خدا تجھے دونوں چیزیں عطاء فرمائے گا پھر وہ اس جگہ سے چلا گیا اور باہر نکل گیا میں نے دیکھا کہ وہ کپڑا درخت سے زمین پر گر پڑا ، میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اسے دھو کر درخت پر ڈال دیا اس کے بعد میں نے غور کیا کہ میں تو اپنی جگہ سے نہیں اٹھ سکتا تھا اب یہ کیسے ہوا کہ میں اٹھ کر چلا اور جب میں نے اوپر نگاہ ڈالی تو کسی قسم کی تکلیف اپنے جسم میں نہ دیکھی تو میں نے جان لیا کہ وہ شخص حضرت قائم علیہ السلام تھے کہ خداوند عالم نے ان کی برکت اور اعجاز سے مجھے شفا بخشی ہے، پھر میں اس مقام کے صحن سے باہر نکلا اور صحرا میں نظر دوڑائی تو کسی کو نہ دیکھا تو میں بہت پشیمان اور نادم ہوا کہ کیوں میں حضرتؑ کو نہیں پہچان سکا، پس صاحب حجرہ میرا ساتھی آیا اور اس نے میری حالت کے متعلق سوال کیا اور میں نے جو کچھ گزرا تھا اس کی خبر دی اور وہ بھی بہت متحیر ہوا کہ اسے اس بزرگوار کی ملاقات میسر نہ ہوئی پھر اس کے ساتھ میں حجرے کی طرف گیا اور صحیح وسالم تھا۔ یہاں تک کہ اس کے ساتھی اور رفیق حج سے واپس آئے اور چند دن ان کے ساتھ رہا اور پھر بیمار ہو گیا اور وفات پائی تو اسے صحن میں دفن کیا گیا اور ان دونوں چیزوں کی صحت ظاہر ہوئی کہ جن کی حضرت قائم صلوات اللہ علیہ نے اسے خبر دی تھی ایک عافیت اور دوسری موت، مولف کہتا ہے کہ مخفی نہ رہے کہ منجملہ امامؑ کے کچھ محل مخصوص ہیں جو آنجنابؑ کے مقام سے مشہور ہیں، مثلاً وادی السلام و مسجد سہلہ وحلہ و خارج قم وغیرہ کے مقامات اور ظاہر یہ ہے کہ کوئی شخص ان مواضع میں شرف ملاقات سے مشرف ہوا یا یہ کہ آنجنابؑ سے کوئی معجزہ وہاں ظاہر ہوا ہے اور اس بناء پر وہ جگہ اماکن شریفہ و متبرکہ میں داخل ہوگئی اور محل انس وتر دو ملائکہ اور باعث قلت شیاطین ہوگئی اور یہ چیز بھی اجابت دعا

اور قبولیت عبادات کے اسباب قریبہ میں سے ہے اور اخبار میں آیا ہے کہ خداوند عالم کے لیے کچھ جگہیں ہیں کہ وہ پسند کرتا ہے کہ وہاں اس کی عبادت کی جائے اور ان جیسے مقامات کا وجود مساجد مشاہد آئمہ علیہم السلام و مقابر امامزادگان وصلحاء وابرار کی طرح جو کہ اطراف و بلاد میں ہیں، الطاف غیبیہ الھیہ میں سے ہے، بیچارے مضطر بیمار مقروض مظلوم خوفزدہ اور محتاج وغیرہ بندگان خدا کے لیے جو کہ صاحبان ہموم مفرق قلوب و مشقت خاطر اور مخل حواس ہیں کہ وہ لوگ وہاں آکر پناہ لیں اور تضرع وزاری کریں اور صاحب وسیلہ کے مقام و منزلت کے واسطہ سے خداوند عالم سے سوال کریں اور اپنے درد کی دوا طلب کریں اور شفا مانگیں اور رفع شرا شرار کریں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان کی دعا فوراً مقرون با اجابت ہوتی ہے، بیماری کے ساتھ جاتے ہیں اور عافیت لے کر پلٹتے ہیں اور مظلوم جاتے اور مغبوط (جس پر رشک کیا جائے) واپس آتے ہیں،اور پریشان حال جاتے ہیں اور آسودہ خاطر لوٹتے ہیں،البتہ جتنا اس جگہ کے آداب واحترام کی کوشش کریں گے وہاں زیادہ خیر و برکت دیکھیں گے اور احتمال ہے کہ یہ تمام جگہیں ان گھروں کے حکم میں داخل ہوں کہ جن کے متعلق خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ ان کا مقام بلند ہونا چاہیے،اور ان میں خدا کا نام لیا جائے اور مدح فرمائی ہے کہ ان لوگوں کی جو صبح وشام وہاں خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور اس جگہ اس سے زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

گیارہواں واقعہ: انار اور بحرین کے ناصبی وزیر کا ہے۔

نیز اس کتاب میں فرمایا ہے کہ ثقات کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ ایک مدت تک بحرین کا علاقہ عیسائیوں کے ماتحت تھا اور عیسائیوں نے ایک مسلمان کو وہاں کا حاکم مقرر کیا ہوا تھا اس خیال سے کہ شاید مسلمان حاکمیت کی وجہ سے وہ علاقہ زیادہ آباد رہے اور یہ چیز ان شہروں کے لیے زیادہ مصلحت کا باعث ہو،اور وہ حاکم ناصبی تھا اور اس کا ایک وزیر تھا جو ناصبیت اور عداوت میں اس حاکم سے شدید تر تھا اور ہمیشہ اہل

بحرین سے بسبب اس محبت و دوستی کے جو اہل بحرین کو اہل بیت رسالت سے تھی عداوت و دشمنی کا اظہار کیا کرتا تھا پس وہ وزیر لعین ہمیشہ اس علاقہ کے لوگوں کے قتل کرنے اور ضرر پہچانے کے لیے بہانے تراشتا تھا، پس ایک دن وہ وزیر خبیث حاکم کے دربار میں آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک انار تھا کہ جو لاان نے حاکم کو دیا، حاکم نے جب دیکھا تو اس پر تحریر تھالا الہ اللہ محمد رسول اللہ و ابو بکر و عمر و عثمان و علی خلفاء رسول اللہ۔

جب حاکم نے نظر کی تو دیکھا کہ وہ تحریر اصل انار سے ہے، اور وہ مخلوق کی کاریگری نہیں، پس وہ اس چیز سے متعجب ہوا اور وزیر سے کہا کہ یہ علامت ظاہر ہے اور دلیل قوی ہے، رافضیوں کے مذہب کے باطل ہونے کی، اب اہل بحرین کے متعلق تیری کیا رائے ہے۔

وزیر کہنے لگا کہ یہ متعصب لوگ ہیں جو دلیل و براہین سے انکار کرتے ہیں، لہذا آپ کے لیے مناسب یہ ہے کہ انہیں بلائیں اور یہ انار دکھائیں، اگر وہ قبول کر لیں اور اپنے مذہب کو چھوڑ دیں تو آپ کے لیے بہت زیادہ ثواب ہے اور اگر وہ اپنا مذہب چھوڑنے سے انکار کریں اور اپنی گمراہی پر قائم رہیں تو انہیں تین چیزوں کے درمیان مختار قرار دو، یا تو وہ ذلت کے ساتھ جزیہ دیں (کفار کی طرح) یا اس دلیل کا جواب لے آئیں، حالانکہ ان کے لیے کوئی چارہ کار نہیں، یا یہ وہ ان کے مردوں کو قتل کرو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لو اور ان کے مال و اسباب کو غنیمت میں لے لو۔ حاکم نے اس لعین کی رائے کو پسند کیا اور کسی کو ان کے علماء و افاضل و اخیار لوگوں کے پاس بھیجا اور انہیں دربار میں حاضر کیا اور انہیں خبردار کیا کہ اگر شافی ووافی جواب نہ لائے تو تمہارے مردوں کو قتل اور عورتوں و بچوں کو قید اور تمہارے مال و اسباب کو لوٹ لوں گا، یا یہ کہ ذلت کے ساتھ کفار کی طرح جزیہ ادا کرو۔

جب انہوں نے یہ باتیں سنیں تو حیران ہو گئے اور وہ جواب کی قدرت نہیں

رکھتے تھے اوران کے رنگ اڑ گئے اور جسم کانپنے لگے، پس ان کے بڑے اور بزرگ لوگ کہنے لگے اے امیر ہمیں تین دن کی مہلت دے دو شاید ہم کوئی ایسا جواب لے آئیں کہ جس پر تو راضی ہو اور اسے پسند کرے۔اور اگر ہم کوئی جواب نہ لا سکے تو پھر جو تیرا دل چاہے ہمارے ساتھ سلوک کرنا، حاکم نے انہیں تین دن کی مہلت دے دی تو وہ خوف و حیرانگی کے عالم میں اس کے دربار سے باہر نکلے اور وہ ایک مجلس میں اکٹھے ہوئے اور اپنی سوچ و بچار کرنے لگے یہاں تک کہ ان کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ وہ بحرین کے صالحین وزاہدین میں سے دس افراد کو چنیں، جب وہ انتخاب کر چکے تو پھر ان دس افراد میں سے تین کو انتخاب کیا، پھر ان تین میں سے ایک سے کہا کہ تم آج رات صحرا کی طرف جاؤ اور خدا کی عبادت کرو، اور ہمارے زمانہ کے امام صاحب الامرؑ کی بارگاہ میں استغاثہ کرو، کیونکہ وہ ہمارے امام زمانہ اور ہم پر حجت خدا ہیں شاید وہ تمہیں اس عظیم مصیبت سے بچنے کا کوئی چارہ بتائیں، پس وہ شخص باہر نکلا اور ساری رات خضوع وخشوع سے خدا کی عبادت کرتا رہا اور اس نے گریہ وزاری کی اور خدا سے دعا اور امام صاحب الامر علیہ السلام سے استغاثہ کیا صبح تک دیکھا ،لیکن کوئی چیز نہ دیکھی، اوران کے پاس واپس آ گیا اور انہیں بتا دیا۔دوسری رات ایک دوسرے شخص کو انہوں نے بھیجا اور اس نے بھی ساتھی کی طرح دعا وتضرع وزاری کی اور کوئی چیز نہ دیکھی۔

پس ان لوگوں کا قلق واضطراب بڑھ گیا اور تیسرے کو بلایا اور وہ شخص پرہیزگار تھا کہ جس کا نام محمد بن عیسیٰ تھا وہ بزرگوار تیسری رات سر و پا برہنہ صحرا کی طرف گئے ،وہ رات بہت تاریک تھی وہ دعا و گریہ میں مشغول رہے اور خداوند تعالیٰ سے توسل کیا کہ وہ اس بلا ومصیبت کو مومنین سے دور کر دے،اور صاحب الامرؑ سے استغاثہ کیا۔

جب رات کا آخری وقت آیا تو اس نے سنا کہ کوئی شخص اس سے خطاب کر رہا ہے کہ اے محمد بن عیسیٰ کیوں میں تمہیں اس حالت میں دیکھ رہا ہوں اور تم اس بیابان کی

طرف کس لیے آئے ہو، وہ کہنے لگا اے شخص مجھے میرے حال پر چھوڑ دے، کیونکہ میں ایک امر عظیم کے ماتحت باہر نکلا ہوں اور اسے بیان نہیں کروں گا، مگر اپنے امامؑ کے سامنے، اور اس کی شکایت نہیں کروں گا مگر اس سے جو کہ منکشف اور دور کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

وہ شخص کہنے لگا اے محمد بن عیسیٰ میں صاحب الامرؑ ہوں، لہذا اپنی حاجت بیان کرو، محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ اگر آپؑ صاحب الامرؑ ہیں تو آپؑ کو میرا واقعہ اور معاملہ بھی معلوم ہے اور کہنے کی ضرورت نہیں۔

فرمایا ہاں سچ کہتے ہو تم اس مصیبت کی وجہ سے باہر نکلے ہو جو مخصوص اس انار کی وجہ سے تم پر وارد ہوئی ہے، اور اس دھمکی کی وجہ سے جو توعید و تخویف حاکم نے تم سے کی ہے۔

محمد بن عیسیٰ کہتا ہے کہ جب یہ کلام معجز نظام میں نے سنا تو اس کی طرف متوجہ ہوا کہ جدھر سے یہ آواز آرہی تھی اور عرض کیا ہاں اے میرے مولا آپؑ کو معلوم ہے کہ کیا مصیبت ہم پر آن پڑی ہے اور آپؑ ہی ہمارے امام و ملاذ و پناہ ہیں اور آپؑ قادر ہیں اس بلا و مصیبت کو دور کرنے پر۔

پس آنجنابؑ نے فرمایا اے محمد بن عیسیٰ وزیر لعنہ کے گھر میں ایک انار کا درخت ہے، جب اس درخت پر پھل لگا تو اس نے مٹی سے انار کی شکل کا ایک سانچہ بنایا اور اسے نصف کیا اور ہر ایک نصف میں اس کتابت میں سے کچھ لکھا اور انار ابھی چھوٹا اور ابھی درخت پر ہی تھا کہ اسے اس سانچہ کے درمیان قرار دیا اور اسے باندھ دیا، چونکہ وہ انار اس کے درمیان پڑا ہوا تھا تو اس تحریر کا اثر اس پر رہ گیا اور وہ اس طرح ہو گیا ہے، پس صبح کے وقت جب حاکم کے پاس جاؤ تو اس سے کہو کہ میں اس دلیل کا جواب لے آیا ہوں، لیکن اس وزیر کے گھر میں ظاہر کروں گا، پس جب وزیر کے گھر کے اندر جاؤ تو تم اندر جاتے ہوئے اپنی دائیں طرف ایک بلائی کمرہ دیکھو گے، پس اس حاکم سے کہو کہ میں

اس اوپر والے کمرے میں ہی جا کر جواب دوں گا، بہت جلدی ہی وہ وزیر اس کمرہ میں داخل ہونے سے پس وپیش کرے گا،لیکن تم اصرار کرنا اور تاکید کرنا اس کمرہ میں جانے پر اور وزیر کو اکیلا اس کمرے میں اپنے سے پہلے نہ جانے دینا اور تم خود پہلے کمرے میں جانا اور اس کمرے میں ایک طاقچہ تمہیں نظر آئے گا کہ جس میں سفید رنگ کی ایک تھیلی ہوگی، اس تھیلی کو لے لینا، کیونکہ وہ مٹی کا سانچہ اسی میں ہے کہ جس میں اس ملعون نے حیلہ و بہانہ کیا ہے، پھر حاکم کی موجودگی میں وہ انار اس سانچے اور قالب کے اندر رکھو تا کہ اس کا مکر وحیلہ معلوم ہو جائے، اور اے محمد بن عیسیٰ ایک دوسری علامت یہ ہے کہ حاکم سے کہنا کہ ہمارا دوسرا معجزہ یہ ہے کہ جب اس انار کو توڑا جائے گا تو اس میں سوائے دھوئیں اور خاکستر کے دوسری کوئی چیز ظاہر نہیں ہوگی، اور کہنا کہ اگر اس بات کی سچائی دیکھنا چاہتے ہو تو وزیر کو حکم دیجئے کہ وہ اسے لوگوں کے سامنے توڑے، جب وہ اسے توڑے گا تو وہ خاکستر اور دھواں وزیر کے منہ اور داڑھی پر پڑے گا۔

خوشی کے ساتھ اپنے گھر واپس لوٹ آیا جب صبح ہوئی تو حاکم کے پاس گیا اور محمد بن عیسیٰ نے وہ سب کچھ کیا جو امام علیہ السلام نے اسے حکم دیا تھا ۔اور وہ سب معجزات ظاہر ہوئے جن کی امامؑ نے خبر دی تھی، پس حاکم محمد بن عیسیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ امور تجھے کس نے بتائے ہیں تو اس نے کہا کہ امام زمانہؑ نے اور وہ جو ہم پر خدا کی حجت ہیں۔ والی نے کہا تمہارا امام کون ہے؟

پس محمد نے یکے بعد دیگر تمام آئمہ علیہم السلام کا اسے تعارف کرایا یہاں تک کہ حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ تک پہنچا۔ حاکم کہنے لگا کہ ہاتھ بڑھاؤ تا کہ میں اس مذہب پر بیعت کروں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ان کے بعد بلافصل خلیفہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں، پھر یکے بعد دیگرے ان کے آخری امام علیہ السلام تک کا

اقرار کیا اور اس کا ایمان اچھا ہو گیا اور وزیر کے قتل کرنے کا حکم دیا اور اہل بحرین سے معذرت چاہی۔

یہ واقعہ اہل بحرین کے ہاں مشہور ہے اور محمد بن عیسیٰ کی قبر بھی ان کے نزدیک معروف ہے، اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

بارہواں واقعہ: ایک شیعہ کا ایک سنی سے مناظرہ کرنا ہے۔

عالم فاضل خبیر مرزا عبداللہ اصفہانی شاگرد علامہ مجلسی کتاب ریاض العلماء کی قسم اول کی دوسری فصل میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالقاسم بن محمد بن القاسم حاسمی جو کہ فاضل و عالم کامل اور حاسمی کے لقب سے مشہور ہیں اور ہمارے علماء کے بزرگ مشائخ میں سے ہیں، اور ظاہر یہ ہے کہ قدماً وہ ہمارے اصحاب میں سے ہیں اور امیر سید حسین عاملی جو مجتہد کے لقب سے معروف اور سلطان شاہ عباس صفوی کے ہمعصر تھے، وہ اپنے رسالہ کے اواخر میں کہ جسے دنیا و آخرت کے اہل خلاف کے حالات میں تالیف کیا ہے، بعض مناظرات کے مقام ذکر میں جو کہ شیعہ اور اہل سنت کے درمیان ہوئے ہیں اس عبارت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ان میں سے وہ حکایت عجیب وغریب ہے جو شہر پاکیزہ ہمدان میں شیعہ اثنا عشری اور ایک شخص سنی کے درمیان واقع ہوئی کہ جسے میں نے ایک پرانی کتاب میں دیکھا ہے کہ حسب عادت جس کے متعلق احتمال ہے کہ اس کی تاریخ کتاب اب سے تین سو سال پہلے کی ہے، اور اس کتاب میں اس طرح تحریر تھا کہ ایک عالم شیعہ اثنا عشری کہ جس کا نام ابوالقاسم محمد بن ابوالقاسم حاسمی اور اہلسنت کے ایک عالم کہ جس کا نام رفیع الدین حسین تھا دونوں کے درمیان دوستی اور مصاحبت قدیم اور اموال میں شرکت اور اکثر حالات میں اور سفروں میں میل جول واقع ہو گیا اور ان میں سے ہر ایک دوسرے سے اپنے مذہب کو نہیں چھپاتا تھا اور مزاح کے طور پر ابوالقاسم رفیع الدین کو ناصبی اور رفیع الدین ابوالقاسم کو رافضی کہا کرتا تھا، اور ان کے درمیان اس دوستی اور اکٹھے رہنے کے باوجود مذہب کے

سلسلہ میں مباحثہ ومناظرہ نہیں ہوتا تھا، یہاں تک کہ اتفاقاً شہر ہمدان کی مسجد میں کہ جسے مسجد عتیق کہتے تھے، ان کے درمیان بحث چھڑ گئی ۔گفتگو کے دوران رفیع الدین نے فلاں و فلاں اشخاص کو امیر المومنین علی علیہ السلام پر فضیلت دی اور ابوالقاسم نے رفیع الدین کے قول کو رد کیا اور امیر المومنین علیہ السلام کو افضل قرار دیا اور اپنے مذہب پر بہت سی آیات و احادیث سے استدلال کیا اور وہ بہت سے مقامات وکرامات ومعجزات بیان کئے جو آنجنابؑ سے صادر ہوئے تھے۔

رفیع الدین نے معاملہ کو برعکس قرار دیا اور ابوبکر کی افضلیت پر غار میں رسولؐ کی صحبت میں رہنے اور اس کے صدیق اکبر کے خطاب سے مہاجرین وانصار کے درمیان مخاطب ہونے سے استدلال کیا اور نیز کہا کہ ابوبکر مہاجرین وانصار کے درمیان رسولؐ کا خسر ہونے اور خلافت وامامت کے ساتھ مخصوص تھا اور نیز رفیع الدین نے کہا کہ ابوبکر کی شان میں بنی اکرمؐ سے دو حدیثیں صادر ہوئی ہیں ۔ایک یہ کہ تو میرے پیراہن کی طرح ہے ۔الخ ۔اور دوسری یہ کہ میرے بعد دوافراد کی پیروی کرنا، ابوبکر اور عمر کی ۔

ابوالقاسم شیعہ اس کی بات سننے کے بعد کہنے لگا کہ تو کس طرح اور کس سبب سے ابوبکر کو افضل قرار دیتا ہے ۔سید اوصیاء سند اولیاء حامل لواء امام جن وانس قسیم جنت ونار پر، حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آنجنابؑ صدیق اکبر اور فاروق اظہر برادر رسول خدا اور زوج بتول زہرا ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ آنجنابؑ رسول خداؐ کے غار کے طرف ظالم وفاجر وکفار کے ڈر سے جانے کے وقت حضرتؐ کے بستر پر سوئے اور عسرت وفقر وفاقہ کی حالت میں آنحضرتؐ کے شریک کار رہے، اور رسول خداؐ نے اول اسلام میں مسجد کی طرف کے سب صحابہ کے دروازے بند کرادیئے سوائے آنجنابؑ کے دروازے کے اور علیؑ کو اپنے دوش مبارک پر بتوں کو توڑنے کے لیے سوار کیا اور خداوند علی واعلیٰ نے جناب فاطمہؑ کی شادی علیؑ سے ملا اعلیٰ میں کی ۔اور آپ نے عمرو بن عبدود کے ساتھ جنگ کی اور خیبر فتح کیا اور چشم

زون جتنا بھی خدا سے شرک نہ کیا بخلاف ان تین اشخاص کے اور رسول خدا نے انہیں چار انبیاء کے مشابہ قرار دیا جہاں فرمایا کہ جو آدمؑ کے علم نوحؑ کے فہم موسیٰ کی شدت وہیبت اور عیسیٰؑ کے زہد کو دیکھنا چاہتا ہو تو وہ علی علیہ السلام کے چہرہ کی طرف دیکھے اور ان فضائل و کمالات ظاہرہ وباہرہ اور رسول خداؐ کی قرابت قریبہ اور ان کے لیے سورج کے پلٹ آنے کے باوجود کس طرح جائز اور معقول ہے کہ ابوبکرؓ کو علیؑ پر فضیلت دی جائے۔

جب رفیع الدین نے ابوالقاسم کی یہ بات سنی کہ وہ علی علیہ السلام کو ابوبکر پر فضیلت دے رہا ہے تو ان کا پایہ مصادقت ابوالقاسم کے ساتھ منہدم ہو گیا اور کچھ باتیں کرنے کے بعد رفیع الدین نے ابوالقاسم سے کہا کہ جو شخص مسجد میں پہلے آیا تو جو کچھ وہ حکم کرے گا میرے مذہب کے حق میں یا تیرے مذہب کے حق میں اس کی اطاعت کریں گے۔ اور چونکہ ابوالقاسم کے سامنے اہل ہمدان کا عقیدہ واضح تھا یعنی یہ کہ وہ اہلسنت ہیں تو وہ اس شرط سے خوفزدہ تھا جو اس کے اور رفیع الدین کے درمیان واقع ہوئی تھی، لیکن زیادہ مجادلہ ومباحثہ کی وجہ سے اسے قبول کرنی پڑی۔ ابوالقاسم مجبوراً اور ناپسند کرنے کے باوجود راضی ہو گیا اور شر مذکور پر قرار ہونے کے فورا بعد ایک نوجوان وارد ہوا کہ جس کے چہرہ سے جلالت ونجابت کے آثار ظاہر تھے، اور اس کی حالت سے ہویدا تھا کہ وہ سفر سے آرہا ہے، وہ مسجد میں داخل ہوا اس نے مسجد کے اندر طواف کیا اور طواف وگردش کرنے کے بعد ان کے پاس آیا۔ رفیع الدین انتہائی اضطراب وتیزی میں کھڑا ہوا اور سلام کے ساتھ اس جوان سے اس چیز کے متعلق عرض کیا جو اس کے اور ابوالقاسم کے درمیان مقرر تھی، اور زیادہ اصرار کیا جوان سے اپنا عقیدہ ظاہر کرنے کے متعلق اور تاکیدی قسم کھائی اور اسے قسم دی کہ وہ اپنے عقیدہ کو اسی طرح ظاہر کرے کہ جس طرح وہ واقعہ میں ہے، تو اس جوان نے توقف کئے بغیر دو اشعار فرمائے۔

متی اقل مولای افضل منھما!

اکن للذی فضلته منتقصا!

الم تری ان السیف یزری بحدہ
مقالك هذا السیف اهدی من العصا

میں نے کب کہا ہے کہ میرے مولا ان دونوں سے افضل ہیں (اگر ایسا کہوں) تو جس کو میں نے فضیلت دی ہے میں اس کی تنقیص کرنے والا ہوں گا، کیا دیکھتا نہیں کہ تلوار کی تیزی اور دھار کے لیے عیب ہے، تیرا یہ کہنا کہ یہ تلوار عصا اور لاٹھی سے زیادہ تیز ہے۔

جب ان دو اشعار کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو ابوالقاسم اور رفیع الدین اس کی فصاحت و بلاغت سے حیران ہو گئے اور انہوں نے چاہا کہ اس کے حالات کا تفحص کریں کہ وہ جوان ان کی نظروں سے غائب ہو گیا، اور کوئی اس کا اثر ونشان ظاہر نہ ہوا اور رفیع الدین نے جب اس امر عجیب وغریب کو دیکھا تو اپنا باطل مذہب ترک کر کے مذہب حقہ اثناء عشریہ کا اعتقاد رکھ لیا۔

صاحب ریاض نے یہ واقعہ کتاب مذکور سے نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ظاہرا وہ جوان حضرت قائم علیہ السلام تھے اور اس کلام کی وہ بات موئد ہے کہ جس کو ہم نویں باب میں بیان کریں گے، باقی رہے یہ دو اشعار تو یہ کچھ تغیر وزیادتی کے ساتھ کتب علماء میں اس طرح موجود ہیں۔

یقولون لی فضل علیا علیهم
فلست اقول التبر اعلی من الحصا
اذا انا فضلت الا مام علیهم
اکن بالذی فضلته منتقصا
الم تریٰ ان السیف یزری بحدہ
مقالة هذا السیف اعلیٰ من العصا

ترجمہ: مجھ سے کہتے ہیں کہ علیؑ کو ان پر فضیلت دو تو میں نہیں کہتا کہ سونا کنکر سے بہتر ہے، اگر میں امامؑ کو ان پر فضیلت دوں تو جس کو میں فضیلت دے رہا ہوں، میری طرف سے اس کی تنقیص ہوگی، کیا دیکھتے نہیں ہو کہ تلوار کی دھار کے لیے عیب ہے یہ کہنا کہ یہ تلوار لاٹھی سے بہتر ہے، اور ریاض میں فرمایا ہے کہ وہ پہلے اشعار ان ابیات کا مادہ ہیں، یعنی ان کے انشاء کرنے والے نے ان سے اخذ کیا ہے۔

تیرہواں واقعہ: شیخ حر عاملی کا آنجناب سلام اللہ علیہ کی برکت سے اپنی بیماری سے شفا پانا۔

محدث جلیل شیخ حر عاملی نے کتاب اثبات الہداہ میں فرمایا ہے کہ میں بچپن کے زمانہ میں جب کہ دس سال کا تھا سخت قسم کی بیماری میں مبتلا ہوگیا۔ اس طرح کہ میرے عزیز و اقارب جمع ہو کر مجھ پر گریہ و زاری کرنے لگے اور میری عزاداری کے لیے تیار ہو گئے، اور انہیں یقین ہوگیا کہ میں اس رات مرجاؤں گا پس میں نے پیغمبر اکرمؐ اور بارہ اماموں علیہم السلام کو دیکھا اور میں خواب و بیداری کے درمیان تھا، پس میں نے سب کو سلام کیا او ایک ایک سے مصافحہ کیا اور میرے اور حضرت صادق علیہ السلام کے درمیان گفتگو ہوئی جو مجھے یاد نہیں رہی، سوائے اس کے کہ آپ نے میرے حق میں دعا فرمائی، پس میں نے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کو سلام کیا اور آنجنابؑ سے مصافحہ کیا اور میں رونے لگا۔

میں نے عرض کیا کہ اے میرے مولا مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں اس بیماری میں مر

نہ جاؤں، اور اپنا مقصد علم وعمل کا ہاتھ میں نہ لے سکوں، آپؑ نے فرمایا کہ ڈرو نہیں، کیونکہ تم اس بیماری میں نہیں مرو گے، بلکہ خداوند تبارک وتعالیٰ تمہیں اس بیماری سے شفا دے گا اور تمہاری عمر طویل ہوگی، پھر آپؑ نے ایک پیالہ میرے ہاتھ میں دیا جو کہ آپؑ کے دست مبارک میں تھا میں نے اس میں سے کچھ پیا اور فوراً شفایاب ہوگیا بیماری بالکل مجھ سے دور ہوگئی اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میرے اہل وعیال کو تعجب ہوا میں نے انہیں یہ بات چند باتوں کے بعد بتائی۔

چودہواں واقعہ: حضرتؑ سے مقدس اردبیلی کی ملاقات کا واقعہ

سید محدث جزائری سید نعمت اللہ نے انوار النعمانیہ میں فرمایا ہے کہ میرے مشائخ میں سے علم وعمل میں زیادہ قابل وثوق بزرگ نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے مولا اردبیلی کا اہل تفرش میں سے ایک شاگرد تھا کہ جس کا نام میر علام تھا، اور وہ انتہائی فضل و ورع میں تھا، وہ نقل کرتا ہے کہ میرا کمرہ اس مدرسہ میں تھا جو قبہ شریفہ پر محیط ہے، پس یوں اتفاق ہوا کہ میں اپنے مطالعہ سے فارغ ہوا۔ رات کافی گزر چکی تھی میں اپنے کمرے سے باہر نکلا اور حضرت شریفہ کے اطراف میں دیکھ رہا تھا اور وہ رات انتہائی تاریک تھی پس میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ حضرت شریفہ (روضہ حضرت امیرؑ) کی طرف رخ کئے آرہا تھا تو میں نے دل میں کہا کہ شاید یہ چور ہے اور وہ قندیلیوں میں سے کسی چیز کی چوری کرنے کے لیے آیا ہے میں اپنی رہائش گاہ سے نیچے اترا اور اس کے قریب گیا، وہ مجھے نہیں دیکھ رہا تھا پس وہ حرم مطہر کے دروازے کے قریب پہنچا اور کھڑا ہوگیا میں نے دیکھا کہ قفل گر پڑا ہے اور اس کے لیے دروازہ کھل گیا اور اس طرح دوسرا اور تیسرا دروازہ، اور وہ قبر شریف سے مشرف ہوا اور اس نے سلام کیا قبر کی طرف سے اس کا جواب آیا پس میں نے اس کی آواز کو پہچانا کہ وہ امام علیہ السلام سے کسی مسئلہ علمیہ میں بات کررہا تھا، اس وقت وہ شہر

سے باہر نکلا اور مسجد کوفہ کی طرف متوجہ ہوا۔

پس میں اس کے پیچھے ہولیا اور وہ مجھے نہیں دیکھ رہا تھا، جب وہ اس محراب میں پہنچا کہ جس میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام شہید ہوئے تھے، میں نے سنا کہ وہ اسی مسئلہ میں کسی دوسرے شخص سے گفتگو کر رہا ہے پھر وہ واپس لوٹا اور میں بھی اس کے پیچھے لوٹا اور وہ مجھے نہ دیکھ سکا، پس جب وہ ولایت کے دروازہ (نجف اشرف) پر پہنچا تو صبح روشن ہو چکی تھی اور میں نے اپنے آپ کو اس پر ظاہر کیا اور میں نے عرض کیا اے مولا میں اول سے لے کر آخر تک آپؑ کے ساتھ تھا، پس مجھے بتائیے کہ وہ پہلا شخص کون تھا کہ جس کے ساتھ کوفہ میں گفتگو کی ہے پس آپؑ نے مجھ سے عہد و پیمان لیے کہ جب تک ان کی وفات نہ ہو یہ راز کسی کو نہ بتاؤں اس کے بعد مجھ سے فرمایا اے میرے بیٹے بعض مسائل مجھ پر مشتبہ ہو جاتے ہیں، تو بسا اوقات میں رات کے وقت حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور اس مسئلہ میں آنجنابؑ سے گفتگو کرتا ہوں اور جواب سنتا ہوں اور اس رات مجھے صاحب الزمان علیہ السلام کا حوالہ دیا ہے اور فرمایا ہے کہ میرا بیٹا مہدیؑ آج رات مسجد کوفہ میں ہے، پس اس کے پاس جاؤ اور یہ مسئلہ ان سے جا کر پوچھو اور یہ بزرگوار حضرت مہدی علیہ السلام تھے۔

پندرہواں واقعہ: آخوند ملا محمد تقی مجلسی کا واقعہ۔

اور وہ اس طرح ہے کہ شرح من لایحضرہ الفقیہ میں متوکل بن عمیر کے حالات کے ضمن میں جو کہ صحیفہ کاملہ سجادیہ کا راوی ہے ذکر کیا ہے کہ میں اوائل بلوغ کے وقت مرضات خداوندی کا طالب اور رضائے الٰہی کی طلب میں کوشاں تھا اور مجھے آنجناب کے ذکر سے قرار نہیں تھا، یہاں تک کہ میں نے خواب و بیداری کے درمیان دیکھا کہ صاحب الزمان صلوات اللہ علیہ اصفہان کی جامع مسجد کے طنابی دروازے کے قریب کھڑے ہیں جو کہ آج کل میری درسگاہ ہے، پس میں نے آنجنابؑ کو سلام کیا اور ارادہ کیا کہ آپؑ کے

پاہائے مبارک کا بوسہ لوں، پس آپؑ نے ایسا نہ کرنے دیا اور مجھے پکڑ لیا تو میں نے آپؑ کا دست مبارک کا بوسہ لیا اور آپؑ سے وہ مسائل پوچھے جو مجھ پر مشکل تھے، ان میں سے ایک یہ تھا کہ میں اپنی نماز میں وسوسہ کرتا تھا اور میں کہتا تھا کہ یہ نماز اس طرح نہیں کہ جس طرح مجھ سے مطلوب ہے اور میں قضا نمازیں پڑھنے میں مشغول تھا اور میرے لیے تہجد میسر نہیں تھی میں نے اپنے استاد شیخ بہائی رحمتہ اللہ سے اس کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نماز تہجد کے قصد سے ایک نماز ظہر وعصر ومغرب بجالاؤ اور اسی طرح میں کیا کرتا تھا تو میں نے حضرت حجتہ اللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں نماز تہجد پڑھا کروں، فرمایا ہاں اسے پڑھو اور وہ مصنوعی نماز نہ پڑھو جو پڑھا کرتے ہو، اور اس کے علاوہ بھی میں نے مسائل پوچھے جو کہ مجھے یاد نہیں رہے۔

اس وقت میں نے عرض کیا کہ میرے مولا میرے لیے یہ میسر نہیں ہے کہ میں ہر وقت آپؑ کی خدمت میں پہنچ سکوں، پس مجھے کوئی ایسی کتاب عطا فرمائیں کہ جس پر میں ہمیشہ عمل کروں تو آپ نے فرمایا کہ میں نے مولا محمد تاج کو تیرے لیے کتاب عطا کردی ہے ۔اور میں خواب میں اسے پہچان رہا تھا، پس فرمایا کہ اس کے پاس جاؤ اور اس سے وہ کتاب لے لو، پس میں مسجد کے دروازے سے باہر نکلا جو آپ کے روبرو تھا دار بطیخ کی طرف گیا جو کہ اصفہان کا ایک محلہ ہے جب میں اس شخص کے پاس گیا اور اس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ تجھے صاحب الامر علیہ السلام نے میرے پاس بھیجا ہے میں نے کہا کہ ہاں پس اس نے اپنی بغل سے ایک پرانی کتاب نکالی، جب میں نے کھول کر دیکھی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ دعا کی کتاب ہے، پس میں نے اسے بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور اس کے ہاں سے واپس آ گیا، اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا تو میں بیدار ہو گیا اور وہ کتاب میرے پاس نہیں تھی، پس میں نے اس کتاب کے فوت ہونے پر طلوع صبح تک تضرع وزاری وگریہ ونالہ کیا، پس جب میں نماز وتعقیبات سے فارغ ہوا تو میرے

دل میں یوں آیا کہ مولا محمد وہی بہائی ہیں اور حضرت نے انہیں تاج کا لقب اس لیے دیا ہے، چونکہ وہ علماء کے نزدیک مشہور ہیں جب میں ان کے مدرسہ گیا جو کہ مسجد جامع کے پہلو میں تھا تو میں نے دیکھا کہ وہ صحیفہ کاملہ کے تقابل کرنے میں مشغول ہیں (یعنی مختلف نسخوں کو سامنے رکھ کر دیکھنا) اور پڑھنے والے سید صالح میر ذوالفقار گلپا لگانی تھے، پس کچھ دیر میں وہاں بیٹھا رہا یہاں تک کہ وہ اس کام سے فارغ ہوئے اور ظاہراً ان کی گفتگو صحیفہ کی سند میں ہو رہی تھی، لیکن بسبب اس غم کے جو مجھ پر چھایا ہوا تھا میں شیخ اور سید کی گفتگو کو نہ سمجھ سکا اور میں گریہ کرتا رہا پھر میں شیخ کے پاس گیا اور ان سے اپنا خواب بیان کیا اور میں کتاب کے فوت ہونے پر گریہ کر رہا تھا۔

پس شیخ نے مجھ سے کہا کہ تجھے علوم الہیہ اور معارف یقنیہ کی بشارت ہو اور تمام ان چیزوں کی کہ جن کی تو ہمیشہ خواہش کیا کرتا تھا اور زیادہ تر میری حجت و گفتگو شیخ کے ساتھ تصوف میں ہوتی تھی اور وہ اس کی طرف مائل تھے، پس میرا دل سکون پذیر نہ ہوا اور میں گریہ وفکر کرتے ہوئے باہر آ گیا، یہاں تک کہ میرے دل میں آیا کہ میں اس طرف کیوں نہ جاؤں کہ جہاں عالم خواب میں گیا تھا، پس جب میں محلہ دار البطیخ میں پہنچا تو میں نے ایک مرد صالح کو دیکھا کہ جس کا نام حسن اور لقب تاج تھا جب میں اس کے پاس گیا تو سلام کیا وہ کہنے لگے اے فلاں میرے پاس وقف کی کتابیں ہیں جو طالب علم بھی ان میں سے کوئی کتاب لیتا ہے وہ شرائط وقف پر عمل نہیں کرتا اور تم اس پر عمل کرو گے، آؤ دیکھو ان کتابوں کو اور جس کتاب کی تمہیں ضرورت ہے وہ لے جاؤ، پس میں اس کے ساتھ اس کے کتب خانے میں گیا تو پہلی کتاب جو اس نے مجھے دی وہی کتاب تھی، پس میں نے گریہ و نالہ شروع کر دیا اور کہا کہ میرے لیے یہی کافی ہے۔ اب مجھے یاد نہیں کہ اس نے بھی خواب بیان کیا تھا کہ نہیں، اور میں شیخ کے پاس آیا اور اس نسخے سے مقابلہ کرنا شروع کیا جو ان کے باپ کے دادا نے شہید کے نسخہ سے کیا تھا بغیر واسطہ کے یا ایک واسطہ کے ساتھ اور

جونسخہ مجھے حضرت صاحب الامر علیہ السلام نے دیا تھا وہ شہید کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور وہ زیادہ موافق تھا اس نسخہ کے ساتھ، حتی کہ ان نسخوں سے بھی زیادہ جو اس کے حاشیہ پر لکھے تھے اور بعد اس کے کہ میں تقابل سے فارغ ہوا تو لوگ مجھ سے اپنے نسخوں کا تقابل کرنے لگے اور حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کی عطاء و برکت سے صحیفہ کاملہ تمام شہروں کے ہر گھر میں خصوصاً اصفہان میں آفتاب کی طرح طالع ہوا، کیونکہ اکثر لوگوں کے پاس متعدد صحیفے ہیں، اور ان میں سے اکثر صلحاء اور صاحب دعا ہو گئے ہیں، ان میں سے بہت سے مستجاب الدعوۃ ہیں اور یہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے معجزہ کے آثار ہیں، جو کچھ خداوند عالم نے مجھے صحیفہ کے سبب عطاء فرمایا ہے اسے میں احصاء نہیں کرسکتا۔

مولف کہتا ہے کہ علامہ مجلسی نے کتاب بحار میں مختصر صورت اجازہ صحیفہ کاملہ کی اپنے والد سے ذکر فرمائی ہے اور وہاں صحیفہ کاملہ کو جو کہ زبور آل محمد انجیل اہل بیتؑ اور دعائے کامل کے لقب سے مقلب ہے، بہت سے اسانید اور مختلف طریق سے روایت کرتا ہوں کہ جن میں سے ایک وہ ہے کہ جسے میں نحو منا دلہ (براہ راست) اپنے مولا صاحب الزمان و خلیفۃ الرحمن صلوات اللہ علیہ سے ایک طویل خواب کے ذریعہ روایت کرتا ہوں۔ الخ

سولھواں واقعہ: گل وخرابات کا واقعہ۔

علامہ مجلسی نے بحار میں فرمایا ہے کہ ایک جماعت نے مجھے خبر دی ہے سید سند فاضل میرازا محمد استر آبادی نور اللہ مرقدہ سے وہ کہتا ہے کہ ایک رات میں بیت اللہ الحرام کے گرد طواف میں مشغول تھا، اچانک میں نے ایک خوبصورت جوان کو دیکھا کہ وہ بھی مشغول طواف ہے، جب میرے قریب پہنچا تو اس نے مجھے ایک سرخ پھول دیا، حالانکہ وہ پھولوں کا موسم نہ تھا میں نے وہ پھول لے کر سونگھا اور عرض کیا اے میرے سید وسردار یہ کہاں کا ہے، فرمایا یہ خرابات سے میرے لیے لائے ہیں، پھر وہ میری نگاہ سے غائب

ہو گئے اور میں نے انہیں نہیں دیکھا۔

مولف کہتا ہے کہ شیخ اجل اکمل شیخ علی عالم نحریر شیخ محمد بن محقق مدقق شیخ حسن صاحب معالم ابن عالم ربانی شہید ثانی رحمہم اللہ نے کتاب درالمنثور میں اپنے والد شیخ محمد کے حالات میں جو کہ صاحب شرح استبصار وغیرہ تھے اور حیات وممات میں مجاور مکہ معظّمہ رہے، نقل کرتے ہیں کہ مجھے ان کی زوجہ سید محمد بن ابوالحسن کی بیٹی اوران کی اولاد کی ماں نے خبر دی ہے کہ جب اس مرحوم کی وفات ہوئی تو میں ساری رات ان کے قریب تلاوت قرآن کی آواز سنتی رہی اور منجملہ ان چیزوں کے جو مشہور ہیں یہ ہے کہ طواف کر رہے تھے، پس ایک شخص آیا اور انہیں سردیوں کا ایک پھول دیا جو کہ نہ اس علاقہ میں ہوتا ہے اور نہ اس کا موسم تھا، پس انہوں نے اس جوان سے پوچھا کہ آپؑ یہ کہاں سے لائے ہیں تو اس نے کہا کہ ان خرابات (غیر آباد جگہیں) سے، پس اس نے ارادہ کیا کہ اسے دیکھے اور اس سے کچھ پوچھے تو اسے نہ دیکھا اور مخفی نہ رہے کہ سید جلیل میرا زمحمد استر آبادی سابق الذکر صاحب کتب رجالیہ معروفہ اور آیات الاحکام مکہ معظّمہ میں جا کر رہے اور شیخ محمد مذکور کے استاد تھے اور بارہا شرح استبصار میں ان کا نام عزت وتوقیر سے لیتے ہیں اور دونوں جلیل القدر ہیں اور دارائے مقامات عالیہ ہیں اور ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ دونوں کے لیے رونما ہوا ہو یا راوی ے نام وشہر کی یگانگت کی وجہ سے اشتباہ کیا ہو، اگرچہ دوسری بات نظر کے زیادہ قریب ہے۔

سترہواں واقعہ: شیخ قاسم کا آنحضرتؑ کی ملاقات سے مشرف ہونا

سید فاضل متجر سید علی خان حویزی نے نقل کیا ہے کہ ہمارے علاقہ کے ایک صاحب ایمان شخص نے خبر دی ہے کہ جسے شیخ قاسم کہتے ہیں اور وہ حج پر زیادہ جایا کرتا تھا وہ کہتا ہے کہ میں ایک دن راستہ چلنے سے تھک گیا، پس میں سو گیا ایک درخت کے نیچے اور حاجی مجھ سے بہت دور آگے نکل گئے، جب میں بیدار ہوا تو وقت دیکھنے سے معلوم ہوا کہ میں زیادہ دیر سویا ہوں اور یہ

کہ حاجی حضرات مجھ سے دور نکل گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ کدھر جاؤں، پس میں ایک طرف روانہ ہوا اور بلند آواز میں پکارتا تھا یا ابا صالح، اور اس سے میری مراد صاحب الامر علیہ السلام تھی، جیسا کہ سید ابن طاؤس نے کتاب آمان میں بیان کیا ہے کہ راستہ گم ہونے کے وقت یہ کہا جائے، پس اس حالت میں کہ میں آواز دے رہا تھا کہ ایک ناقہ سوار کو دیکھا جو کہ بدوی عربوں کے لباس میں تھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ تو حاجیوں سے پیچھے رہ گیا ہے۔

میں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا میرے پیچھے سوار ہو جاؤ تا کہ تجھے ان لوگوں تک پہنچا دوں، پس میں ان کے پیچھے سوار ہو گیا، ایک لحظہ نہیں گزرا ہوگا میں قافلہ کے پاس پہنچ گیا جب ہم قریب پہنچے تو مجھے اتار دیا اور فرمایا اپنے کام پر جاؤ، پس میں نے ان سے کہا کہ مجھے سخت پیاس لگی ہے، تو انہوں نے اپنے اونٹ کے پالان سے مشک نکالی کہ جس میں پانی تھا اور مجھے اس سے سیراب کیا خدا کی قسم وہ زیادہ لذیز وخوشگوار پانی تھا جو میں نے پیا تھا اس وقت میں حاجیوں سے مل گیا، ان کی طرف ملتفت ہوا تو انہیں نہ دیکھا اور میں نے حاجیوں میں نہ انہیں اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ واپسی تک دوبارہ دیکھا۔

اٹھارہواں واقعہ: ایک سنی مذہب شخص کا آنحضرتؑ سے استغاثہ کرنا اور آپؑ کا اس کی فریاد کو پہنچنا۔

مجھے عالم جلیل ومجمع فضائل وفواضل شیخ علی رشتی نے خبر دی اور وہ عالم تقی وزاہد تھے جو کہ مختلف علوم پر حاوی بابصیرت اور باخبر اور خاتم المحققین شیخ مرتضیٰ اعلیٰ اللہ مقامہ اور سید سند استاد اعظم دام ظلہ کے شاگردوں میں سے تھے، چونکہ علاقہ لار اور اس کے اطراف نے شکایت کی کہ ہمارے پاس کوئی عالم جامع نافذ الحکم نہیں ہے تو اس مرحوم کو اس طرف بھیجا گیا اور سالہا سال ان کی مصاحبت میں سفر وحضر میں رہا، میں نے فضل وخلق وتقویٰ میں ان جیسے کم اشخاص دیکھے ہیں۔

انہوں نے نقل کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت ابی عبداللہ علیہ السلام کی زیارت سے واپس لوٹا اور دریا فرات کے راستہ سے نجف اشرف کی طرف آرہا تھا تو میں چھوٹی کشتی میں بیٹھا جو کربلا اور طویرج کے درمیان تھی اور اس کشتی والے سب اہل حلہ تھے اور طویرج سے حلہ اور نجف کا راستہ الگ ہوتا تھا، پس میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ سب لہو ولعب اور مزاح میں مشغول ہیں سوائے ایک شخص کے کہ وہ اگرچہ ان میں تھا، لیکن ان کے اس عمل میں شریک نہیں تھا، آثار سکینہ و وقات اس سے ظاہر تھے، نہ وہ ہنستا تھا اور نہ مزاح کرتا تھا اور وہ لوگ اس کے مذہب پر طنز وقدح وعیب جوئی کرتے تھے باوجود اس کے کھانے پینے میں وہ سب شریک تھے، مجھے بہت تعجب ہوا لیکن پوچھنے کا موقع نہ تھا، پس ایسا اتفاق ہوا کہ میرا اس شخص کے ساتھ ہوگیا تو میں نے اس کے ساتھیوں سے اس کے طریق کار سے اجتناب کیا اور ان کا اس کے مذہب پر ردوقدح کرنے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ یہ لوگ میرے رشتہ دار ہیں، اہل سنت میں سے اور میرا باپ انہیں میں سے تھا، لیکن میری ماں اہل ایمان میں سے تھی اور میں بھی ان کی طرح تھا، اور حضرت حجتہ اللہ علیہ السلام کی برکت سے شیعہ ہوگیا ہوں میں نے اس کی کیفیت کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا کہ میرا نام یاقوت ہے اور میرا مشغلہ حلہ پُل کے کنارے پر گھی بیچنا ہے، پس میں ایک سال گھی خریدنے کے لیے حلہ سے اطراف ونواح کی طرف بادیہ نشین اعراب کے ہاں گیا، پس میں چند منزل دور نکل گیا یہاں تک کہ جتنا میں نے چاہا خرید کیا، اور اہل حلہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ واپس آرہا تھا جب ایک منزل میں اترے تو وہیں سو گئے، جب میں بیدار ہوا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا سب جا چکے تھے اور ہمارا راستہ ایک صحرائے بے آب وگیاہ تھا کہ جس میں بہت درندے رہتے تھے اور اس کے قریب دور دور تک کوئی آبادی نہ تھی، پس میں کھڑا ہوگیا اور سامان لادا اور ان کے پیچھے روانہ ہوا تو میں راستہ بھول گیا اور حیران وپریشان ہوا۔ درندوں سے بھی خوفزدہ تھا، پس میں نے خلفاء ومشائخ سے استغاثہ

کیا اور انہیں بارگاہ خدا میں شفیع قرار دیا اور تضرع وزاری کی، لیکن فرج وکشائش نہ ہوئی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے اپنی والدہ سے سنا تھا وہ کہتی تھی کہ ہمارا امام زندہ ہے کہ جس کی کنیت ابو صالح ہے، جو کہ راستہ گم کرنے والوں کو راستہ دکھاتا ہے اور بیکسوں کی فریادرسی اور ضعیف وکمزور لوگوں کی اعانت کرتا ہے، پس میں نے خدا سے عہد کیا کہ میں اس سے استغاثہ کرتا ہوں، اگر اس نے مجھے نجات دی تو میں اپنی ماں کے مذہب میں شامل ہو جاؤں گا، پس میں نے اس کو پکارا اور اس سے استغاثہ کیا تو اچانک ایک شخص کو دیکھا کہ وہ میرے ساتھ راستہ پر چل رہا ہے اور اس کے سر پر سبز عمامہ ہے جس کا رنگ ان کی طرح تھا اور اس نے سبزہ کی طرف اشارہ کیا جو کہ نہر کے کنارے اگا ہوا تھا اس وقت اس نے مجھے راستہ دکھایا اور حکم دیا کہ میں ماں کے مذہب میں شامل ہو جاؤں اور کچھ کلمات کہے جو کہ میں یعنی مولف کتاب بھول گیا، اور فرمایا کہ بہت جلدی ایسی بستی میں پہنچ جاؤ گے کہ جس کے رہنے والے شیعہ ہیں۔ میں نے عرض کیا اے میرے آقا اے میرے سید وسردار کیا آپؑ اس بستی تک میرے ساتھ نہیں چلیں گے۔

فرمایا نہیں کیونکہ ہزار افراد نے مجھ سے اطراف بلاد میں استغاثہ کیا ہے کہ جنہیں مجھے نجات دینی ہے یہ آنجنابؑ کے کلام کا خلاصہ ہے جو مجھے یاد رہا ہے پھر وہ میری نظر سے غائب ہو گئے، پس میں تھوڑا سا راستہ چلا تھا کہ اس بستی میں پہنچ گیا حالانکہ وہاں تک کافی مسافت تھی اور وہ لوگ دوسرے دن وہاں پہنچے، پس جب میں حلہ میں پہنچا تو فقہا کاملین کے پاس گیا اور سید مہدی قزوینی ساکن حلہ قدس اللہ روحہ سے یہ واقعہ بیان کیا اور ان سے معالم واحکام دین سیکھے اور ان سے کسی ایسے عمل کا سوال کیا کہ جو میرے لیے وسیلہ ہو کہ میں دوبارہ آنجنابؑ کی ملاقات کروں تو انہوں نے فرمایا کہ چالیس شب جمعہ ابا عبداللہ علیہ السلام کی زیارت کرو تو میں اس میں مشغول ہو گیا اور حلہ سے شب جمعہ وہاں کی زیارت کے لیے جایا کرتا تھا یہاں تک کہ ایک رات باقی رہ گئی جمعرات کا دن تھا کہ میں

حلہ سے کربلا کی طرف گیا، جب میں شہر کے دروازے پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایوان دیوان آنے والوں سے تذکرہ (پاسپورٹ) کا مطالبہ کرتے ہیں اور میرے پاس نہ تذکرہ تھا اور نہ اس کی قیمت تو میں حیران رہ گیا، اور لوگ دروازے کے پاس ایک دوسرے سے مزاحم تھے، پس چند مرتبہ میں نے چاہا کہ ان سے چھپ کر گزر جاؤں، لیکن ایسا نہ ہوا ،اس اثنا میں اپنے صاحب حضرت صاحب الامر علیہ السلام کو دیکھا کہ طلاب عجم کی ہیئت میں سر پر سفید عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور شہر کے اندر ہیں جب میں نے آپؑ کو دیکھا تو استغاثہ کیا اور آپؑ باہر آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر دروازے سے اندر لے گئے اور ہمیں کسی نے نہ دیکھا، جب اندر آ گیا تو پھر آنجنابؑ کو نہ دیکھا اور حسرت زدہ رہ گیا۔

انیسواں واقعہ: سید علامہ بحر العلوم کا مکہ میں حضرت سے ملاقات کرتا

عالم جلیل آخوند ملا زین العابدین سلماسی مکہ معظّمہ کی مجاورت کے زمانہ میں علامہ بحر العلوم کے ناظر امور نے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ آنجناب باوجویکہ مسافرت میں اور اپنے اہل وعیال اور عزیزوں سے کٹے ہوئے تھے بذل وعطا میں قوی القلب تھے اور کثرت مخاورج اور زیادتی مصارف کی پرواہ نہیں کرتے تھے، پس ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا تو میں نے کیفیت حال سید سے عرض کی کہ اخراجات زیادہ ہیں اور ہاتھ میں کوئی چیز نہیں۔

پس آپؑ نے کچھ نہ فرمایا اور سید کی یہ عادت تھی کہ صبح کو خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے اور گھر واپس آجاتے اور اس کمرے میں چلے جاتے جو ان کے لیے مخصوص تھا اور ہم آپؑ کے لیے حقہ لے جاتے، اسے پینے کے بعد باہر تشریف لاتے اور دوسرے کمرے میں آکر بیٹھ جاتے، پس اس دن کہ جس سے گزشتہ دن میں نے تنگدستی کے متعلق شکایت کی تھی جب آپ طواف سے واپس آئے اور حسب عادت میں نے حقہ حاضر کیا، اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا تو سید انتہائی مضطرب ہوئے اور کہنے لگے حقہ یہاں سے باہر لے جاؤ، اور

خود جلدی سے اٹھے اور دروازے کے قریب جا کر دروازہ کھولا، ایک شخص جلیل بہ ہیئت اعراب داخل ہوا۔ اور سید کے کمرے میں بیٹھ گئے اور سید انتہائی ذلت ومسکت وادب کے ساتھ دروازے کے پاس بیٹھ گئے اور مجھ سے اشارہ کیا کہ حقہ قریب نہ لے آؤں۔

پس کچھ دیر تک بیٹھے رہے اور ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے اس وقت وہ بزرگ کھڑے ہو گئے تو سید جلدی سے اٹھے اور دروازہ کھولا اور ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور انہیں اس ناقہ پر جو دروازہ کے پاس بیٹھا تھا سوار کیا اور وہ چلے گئے اور سید کا رنگ متغیر تھا، جب وہ واپس آئے تو ایک برات (حوالہ) میرے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ یہ حوالہ ہے اس صراف کے نام کا جو کوہ صفا میں رہتا ہے اس کے پاس جا کر لے آؤ جو کچھ حوالہ دیا گیا ہے، پس میں نے برات لے لی اور اس شخص کے پاس گیا جب اس نے برات لے کر دیکھی تو اس کو بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ جا کر چند حمال (مزدور) لے آؤ، میں جا کر چار حمال لے آیا، پس جتنی مقدار وہ چار حمال اٹھا سکتے تھے، اتنے فرانسیسی ریال لے آیا اور انہوں نے اٹھا لئے، اور فرانسیسی ریال ایرانی پانچ قران اور کچھ زیادہ ہوتا ہے، پس وہ حمال ان ریالوں کو ہمارے گھر لے آئے پھر ایک دن میں اس صراف کی طرف گیا تا کہ اس کے حالات معلوم کروں اور یہ کہ یہ حوالہ کس کی طرف سے تھا، نہ صراف کو دیکھا اور نہ دکان تھی میں نے ایک شخص سے اس صراف کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ یہاں تو ہم نے کبھی کوئی صراف نہیں دیکھا اور یہاں تو فلاں شخص بیٹھتا ہے پس میں نے سمجھا کہ یہ اسرار ملک علام میں سے تھا اور مجھے اس واقعہ کی خبر شیخ محمد حسین کاظمی ساکن نجف اشرف نے بعض ثقہ توسط سے شخص مذکور سے دی ہے۔

بیسواں واقعہ: سرداب مطہر میں سید بحر العلوم کا واقعہ۔

مجھے سید سند وعالم محقق معتمد سید علی نے (جناب بحر العلوم اعلی اللہ مقامہ کے نواسہ مصنف برہان قاطع در شرح نافع (چند جلدوں میں) نے خبر دی ہے صفی متقی وثقہ زکی سید ومرتضیٰ سے جو کہ سید کی بھانجی کا شوہر اور سفر وحضر میں آنجناب کا مصاحب اور ان کی

خدمات داخلی و خارجی پر تھا وہ کہتا ہے کہ میں زیارت سامرہ کے سفر میں آنجناب ؑ کے ساتھ تھا آپ ؑ کا وہاں ایک کمرہ تھا کہ جس میں تنہا سویا کرتے تھے اور میرا کمرہ ان کے کمرے سے متصل تھا اور میں رات دن آپ ؑ کی خدمت میں رہتا تھا رات کے وقت لوگ ان کے پاس جمع ہوتے تھے یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر جاتا، پس ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ آپ حسب عادت تشریف فرماتھے اور لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے پس میں نے دیکھا گویا وہ اجتماع کو ناپسند کر رہے ہیں اور خلوت چاہتے ہیں اور ہر شخص سے اس قسم کی گفتگو کرتے ہیں جس میں اشارہ ہوتا ہے کہ وہ ان کے پاس سے جلدی سے چلا جائے، پس لوگ منتشر ہو گئے اور میرے علاوہ کوئی باقی نہ رہا، مجھے بھی حکم دیا کہ باہر چلا جاؤں، پس مین اپنے کمرے میں چلا گیا اور سید کی اس رات کی کیفیت و حالت پر غور و فکر کرنے لگا اور میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی پس تھوڑی دیر میں نے صبر کیا، اس وقت چپکے سے باہر آیا تا کہ سید کے حالات کی جستجو کروں پس میں نے دیکھا کہ کمرے کا دروازہ بند ہے، میں نے سوراخ در سے دیکھا تو چراغ اپنی حالت کے مطابق روشن ہے لیکن وہاں کمرے میں کوئی بھی موجود نہیں ہے۔

پس میں حجرے کے اندر گیا اور اس کی وضع سے سمجھا کہ سید آج نہیں سوئے، پھر پا برہنہ اپنے آپ کو چھپاتے ہوئے سید کی تلاش میں نکلا، میں صحن شریف میں داخل ہوا تو دیکھا کہ قبہ عسکرین کے دروازے بند ہیں، اطراف خارج حرم میں ڈھونڈا تو ان کا اثر و نشان نہ پایا، میں سرداب کے صحن میں گیا تو دیکھا کہ دروازے کھلے ہوئے ہیں میں اس کی سیڑھیوں سے آہستہ آہستہ اس طرح نیچے اترا کہ میرے لیے کوئی حس و حرکت ظاہر نہیں تھی، میں نے صفہ سرداب سے ہمہمہ سنا گویا کوئی شخص دوسرے کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا، لیکن میں کلمات میں تمیز نہیں کر سکتا تھا یہاں تک کہ تین چار سیڑھیاں باقی رہ گئیں اور میں انتہائی آہستگی کے ساتھ جا رہا تھا کہ اچانک سید کی آواز اس مقام سے بلند ہوئی کہ اے سید مرتضیٰ کیا کر رہے ہو

اور مکان سے باہر کیوں آئے ہو۔

پس میں اپنی جگہ متحیر وساکن ہو کر رہ گیا مثل خشک لکڑی کے، پس جواب دینے سے پہلے ارادہ کیا کہ واپس چلا جاؤں، پھر میں نے دل میں کہا کہ کس طرح تیری حالت اس شخص سے پوشیدہ رہے گی جس نے حواس ظاہری کے بغیر تجھے پہچان لیا ہے، پس میں نے معذرت و پشیمانی کے ساتھ جواب دیا اور عذرخواہی کے دوران نیچے کی سیڑھیوں کی طرف گیا اس جگہ تک کہ جہاں سے میں صفہ کو دیکھ رہا تھا، میں نے سید کو دیکھا کہ وہ تنہا قبلہ رخ کھڑے ہیں اور کسی دوسرے شخص کا کوئی اثر ونشان نہیں، میں نے جانا کہ وہ اس ذات سے باتیں کررہے ہیں کہ جو آنکھوں سے غائب ہے۔صلوات اللہ علیہ

اکیسواں واقعہ: حضرت کا بوڑھے باپ کی خدمت کی تاکید کرنا

جناب عالم عامل و فاضل و کامل قدوۃ الصلحاء آقا سید محمد موسوی رضوی نجفی معروف بہ ہندی نے (جو کہ متقی علماء اور حرم امیرالمومنین کے پیشنمازوں میں سے ہیں) نقل کیا ہے، جناب عالم ثقہ شیخ باقر بن شیخ ہادی کاظمی مجاور نجف اشرف سے ایک سچے شخص سے جو دلاک (حمام میں غسل کے لیے جانے والے اشخاص کے بدن سے میل کچیل صاف کرنے والا) تھا اور اس کا باپ بوڑھا تھا کہ جس کی خدمت مین یہ شخص کوتاہی نہیں کرتا تھا، یہاں تک کہ بیت الخلاء میں اس کے لیے پانی لے جاتا اور کھڑا ہوا اس کا انتظار کرتا رہتا تا کہ وہ آئے تو اسے اس کی جگہ پر پہنچائے اور ہمیشہ اس کی خدمت میں حاضر رہتا سوائے بدھ کی رات کے کہ جس میں وہ مسجد سہلہ جایا کرتا تھا، اس وقت اس نے مسجد سہلہ میں جانا چھوڑ دیا تو میں نے مسجد سہلہ کے جانے کو ترک کرنے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ بدھ کی چالیس راتیں وہاں جاتا رہا ہوں، جب آخری بدھ کی رات آئی تو میرے لیے جانا ممکن نہ ہوا، مگر مغرب کی نزدیک پس میں تنہا گیا اور رات ہو چکی تھی میں جارہا تھا یہاں تک کہ تیسرا حصہ باقی رہ گیا اور وہ چاندنی رات تھی، پس میں نے ایک شخص اعرابی کو دیکھا کہ

وہ گھوڑے پر سوار ہے اور میری طرف آرہا ہے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ عنقریب یہ میرے کپڑے اتار لے گا، جب میرے قریب پہنچا تو عرب کی دیہاتی زبان میں مجھ سے باتیں کرنے لگا اور اس نے میرا مقصد پوچھا۔

میں نے کہا کہ مسجد سہلہ، مجھ سے فرمایا تیرے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے میں نے کہا کہ نہیں، وہ فرمانے لگے اپنا ہاتھ جیب میں داخل کر، میں نے کہا کہ اس میں کچھ نہیں دوبارہ انہوں نے اس بات کا سختی سے اعادہ کیا، پس میں نے اپنا ہاتھ جیب میں داخل کیا اور اس میں کچھ کشمس کے دانے تھے جو میں نے اپنے بچے کے لیے خرید کئے تھے اور اسے دینا بھول گیا تھا، لہذا وہ میری جیب میں رہ گئے اس وقت مجھ سے فرمایا **او حیک بالعود** تین مرتبہ یہ فرمایا اور دیہاتی زبان میں عود کا معنی بوڑھا آدمی ہے، یعنی میں تجھے تیرے بوڑھے باپ کے متعلق وصیت کرتا ہوں، اس وقت میری نظر سے غائب ہو گئے تو میں نے سمجھا کہ وہ حضرت مہدی علیہ السلام ہیں اور یہ کہ آنجنابؑ بوڑھے باپ سے میرے جدا ہونے پر راضی نہیں ہیں، لہذا پھر میں کبھی مسجد سہلہ نہیں گیا اور یہ واقعہ مجھ سے علماء نجف اشرف میں سے ایک مشہور عالم نے بھی نقل کیا۔

مولف (عباس) کہتا ہے کہ آیات و اخبار والدین کے متعلق وصیت کے سلسلہ میں اور ان سے نیکی و احسان کا حکم دینے والی بہت ہیں۔ میں نے مناسب سمجھا کہ یہ چند احادیث ذکر کرنے سے برکت حاصل کروں، شیخ کلینی نے منصور بن حازم سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کون سا عمل تمام اعمال سے افضل ہے، فرمایا وقت پر نماز پڑھنا اور والدین سے نیکی کرنا اور راہ خدا میں جہاد کرنا، اگر قتل ہو جائے تو خدا کے ہاں زندہ رہ کر روزی کھائے اور اگر مر جائے تو تیرا اجر و ثواب خدا کے ذمہ ہے، اور اگر جہاد سے واپس لوٹ آئے تو اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح خارج ہو جائے کہ جس دن شکم مادر سے پیدا ہوا تھا، عرض کیا کہ میرے ماں باپ دونوں موجود ہیں اور بوڑھے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے اُنس رکھتے ہیں اور میرے جہاد

پر جانے کو ناپسند کرتے ہیں۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ پس ماں باپ کے پاس رہو، قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ان کا تجھ سے ایک شب و روز مانوس رہنا ایک سال کے جہاد سے بہتر ہے، اور نیز شیخ کلینی نے روایت کی ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زکریا بن ابراہیم عیسائی تھا وہ مسلمان ہو گیا اور حج کر کے حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے ماں باپ اور اہل خانہ عیسائی ہیں اور میری ماں نابینا ہے اور میں ان کے ساتھ رہتا ہوں اور ان کے ظروف میں کھانا کھاتا ہوں۔

حضرتؑ نے فرمایا خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں، میں نے کہا کہ نہیں اس کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں اس وقت حضرت نے اسے اس کی ماں سے نیکی کرنے کے متعلق تاکید کی۔

زکریا کہتا ہے کہ جب میں کوفہ میں واپس گیا تو میں نے اپنی والدہ کے ساتھ بنائے لطف و مہربانی رکھی، اسے کھانا کھلاتا اس کے لباس اور سر سے جوئیں دیکھتا اور اس کی خدمت کرتا، میری ماں مجھ سے کہنے لگی اے بیٹا تو میرے دین پر تھا تو میرے ساتھ یہ سلوک نہیں کرتا تھا اور جب سے دین حنیف (اسلام) میں داخل ہوا ہے تو مجھ سے اس قسم کی نیکی و احسان کرتا ہے، میں نے کہا کہ ہمارے پیغمبرؐ کی اولاد میں سے ایک شخص نے مجھے حکم دیا ہے، میری ماں کہنے لگی کہ یہ شخص پیغمبر ہے، میں نے کہا کہ پیغمبر تو نہیں لیکن فرزند پیغمبرؐ ہے، کہنے لگی اے بیٹا یہ پیغمبر ہے کیونکہ یہ وصیت جو تجھے اس نے کی ہے یہ انبیاء کی وصیتوں میں سے ہے میں نے کہا اے مادر گرامی ہمارے پیغمبرؐ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے وہ پیغمبرؐ کا بیٹا ہے۔

میری ماں کہنے لگی اے میرے بیٹے تیرا دین بہترین ادیان میں سے ہے، اسے میرے سامنے پیش کرو میں نے اسلام کے اصول اور فروع اس کے سامنے پیش کئے تو وہ

اسلام میں داخل ہوگئی اور میں نے اسے نماز سیکھائی، پس اس نے ظہر وعصر ومغرب وعشاء کی نماز پڑھی، پس اس رات کو تکلیف عارض ہوئی، دوبارہ کہنے لگی بیٹا اس کا اعادہ کر جو تو نے مجھے بتایا تھا، پس اس نے اس کا اقرار کیا اور وفات پا گئی، جب صبح ہوئی تو اسے مسلمانوں نے غسل دیا اور میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھ کر خود اسے دفن کیا۔

روایت کی ہے عمار بن حیان نے وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت صادق علیہ السلام کو بتایا کہ میرا بیٹا اسماعیل مجھ سے نیکی واحسان کرتا ہے، حضرتؑ نے فرمایا کہ میں اسے پہلے بھی دوست رکھتا تھا، اب مجھے اس سے زیادہ محبت ہوگئی ہے، حضرت رسول خداؐ کی ایک رضاعی بہن تھی، ایک دفعہ وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب آپؐ کی نگاہ اس پر پڑی تو آپؐ خوش ہوئے اور اپنی ملحفہ (جس کا معنی چادر ہے) اس کے لیے بچھائی اور اسے اس پر بٹھا دیا، پھر اس کی طرف رخ کر کے اس باتیں فرماتے اور اس کے سامنے ہنستے رہے وہ چلی گئی تو اس کا بھائی آیا حضرتؐ نے اس کے ساتھ وہ سلوک نہ کیا جو کہ اس کی بہن سے کیا تھا۔

عرض کیا گیا اے اللہ کے رسولؐ آپ نے اس کے بہن کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو خود اس کے ساتھ نہیں کیا حالانکہ وہ مرد ہے، مراد یہ ہے کہ وہ اپنی بہن کی نسبت اس قسم کی محبت والتفات کا زیادہ مستحق ہے، فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے ماں باپ سے زیادہ نیکی کرتی تھی۔

اور ابراہیم بن شعیب سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمارا والد بوڑھا ہوگیا ہے اور اس میں کمزوری آگئی ہے جب اس کو حاجت بول وبراز ہو تو ہم اسے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ فرمایا اگر ہو سکے تو یہ کام تو کیا کر، یعنی اس کو حاجت کے وقت اٹھا کر لے جا، اور اپنے ہاتھ سے اسے لقمہ کھلا، کیونکہ یہ چیز تیرے لیے جہنم کی آگ سے ڈھال ہے۔

اور شیخ صدوق نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ خداوند عالم اس کے لیے سکرات موت کو آسان کر دے اسے چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے، پس جب ایسا کرے گا تو خداوند عالم اس کے لیے سکرات موت کو آسان کر دے گا، اور وہ کبھی دنیا میں پریشان نہیں ہوگا۔

بائیسواں واقعہ: شیخ حسین آل رحیم کا آنحضرت کی ملاقات سے مشرف ہونا۔

شیخ عالم فاضل شیخ باقر نجفی فرزند عالم عابد شیخ ہادی کاظمی معروف بآل طالب نے نقل کیا ہے کہ نجف اشرف میں ایک مرد مومن تھا اس خانوادہ سے جو آل رحیم کے نام سے مشہور تھا کہ جسے شیخ حسین رحیم کہتے تھے، نیز ہمیں خبر دی ہے، عالم فاضل و عابد کامل مصباح الاتقیاء شیخ طٰہ نے جو کہ جناب عالم جلیل وزاہد و عابد بے عدیل شیخ حسین نجف کی آل میں سے ہیں اور اس وقت مسجد ہندی میں پیش نماز ہیں اور تقویٰ وصلاح اور فضل میں مقبول خاص و عام ہیں کہ شیخ حسین مذبور شخص پاک طینت وفطرت اور مقدسین مشتغلین میں سے تھا اور وہ سینہ کی بیماری وکھانسی میں مبتلا تھا کہ جس کی وجہ سے اس کے سینہ سے بلغم کے ساتھ خون آتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ انتہائی فقر و فاقہ اور پریشانی میں مبتلا تھا اور زیادہ تر وہ اعراب بادیہ نشین کے ساتھ تحصیل قوت کے لیے جانا چاہیے وہ جو ہی کیوں نہ ہوتے جو کہ نجف کے اطراف میں ساکن تھے اور اس بیماری اور فقر کے باوجود اس کا دل اہل نجف میں سے ایک عورت کی طرف مائل تھا اور جتنی اس نے اس کی خواستگاری کی اس کے رشتہ دار اس کے فقر کی وجہ سے اسے نہیں دیتے تھے اور اس وجہ سے بھی اس کا غم شدید تھا اور جب بیماری فقر و فاقہ اور اس عورت سے شادی کرنے کی مایوسی نے اس کا

معاملہ سخت کر دیا تو اس نے ارادہ کیا اس عمل کو کرنے کا جو کہ اہل نجف کے ہاں مشہور ہے کہ جس کو کوئی سخت مشکل درپیش ہو تو وہ چالیس بدھ رات کو اس عمل کی پابندی کرے تو لا محالہ حضرت حجۃ عجل اللہ فرجہ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ انہیں نہیں پہچان سکے گا اور اس کا مقصد پورا ہوگا۔

مرحوم شیخ باقر نجفی نقل کرتے ہیں کہ شیخ حسین نے کہا کہ میں نے چالیس بدھ رات کو اس عمل پر مواظبت کی اور اسے لگاتار کرتا رہا، جب آخری بدھ رات آئی اور وہ سردیوں کی تاریک رات تھی اور تیز آندھی چل رہی تھی کہ جس کے ساتھ کچھ بوندا باندی بھی تھی اور میں اس چبوترے پر بیٹھا تھا جو مسجد کے دروازے کے اندر ہے اور وہ مشرقی چبوترہ ہے جو پہلے دروازے کے مدمقابل ہے جو اس شخص کی بائیں طرف کو پڑتا ہے جو مسجد میں داخل ہو، بسبب اس خون کے جو میرے سینہ سے نکلتا تھا مسجد میں داخل ہونے پر قادر نہیں تھا اور میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی کہ جس میں سینہ کا بلغم جمع کرتا اور اس کو مسجد میں ڈالنا بھی درست نہیں تھا اور کوئی ایسی چیز بھی نہیں تھی کہ جو مجھ سے دردی کو روکتی ،لہذا میرا دل تنگ اور غم واندوہ بڑھ گیا اور دنیا میری آنکھوں کے سامنے تیرہ وتاریک ہوگئی ،اور میں سوچتا کہ راتیں پوری ہوگئیں اور یہ آخری رات ہے نہ میں نے کسی کو دیکھا اور نہ میرے لیے کوئی چیز ظاہر ہوئی اور یہ سب مشقت اور رنج عظیم میں نے جھیلا اور بار زحمت و خوف اپنے کندھے پر ڈالا کہ چالیس راتیں میں نجف سے کوفہ آتا رہا اور اس حالت میں سوائے یاس وحسرت کے میرے لیے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا، میں اس معاملہ میں متفکر تھا اور مسجد میں کوئی بھی نہیں تھا میں نے کافی گرم کرنے کے لیے آگ جلائی جو کافی میں نجف سے لے کر آیا تھا اور مجھے اس کی عادت تھی ،وہ بہت کم تھی ،اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد کے پہلے دروازے کی طرف سے میری طرف آرہا ہے جب میں نے اسے دور سے دیکھا تو میری طبیعت بگڑ گئی اور اپنے دل میں کہا کہ یہ عرب اطراف مسجد کے رہنے

والوں میں سے ہے، میرے پاس اس لیے آرہا ہے کہ وہ کافی پیئے اور میں آج رات اس کے بغیر رہ جاؤں گا اور اس تاریک رات میں میرا ہم وغم زیادہ ہوجائے گا، میں اسی فکر میں تھا کہ وہ میرے قریب پہنچ گیا مجھے سلام کیا میرا نام لیا اور میرے سامنے بیٹھ گیا مجھے تعجب ہوا اس پر کہ وہ میرا نام جانتا ہے میں نے گمان کیا کہ شاید یہ ان لوگوں میں سے ہے جو نجف کے اطراف میں رہتے ہیں اور جن کے پاس میں کبھی کبھار جایا کرتا تھا، پس میں نے اس سے پوچھا کہ وہ عرب کے کس طائفہ اور گروہ میں سے ہے، اس نے کہا کہ میں ان میں سے بعض میں سے ہوں، پس میں نے ان طوائف میں سے ہر ایک کا نام لیا جو کہ اطراف نجف میں ہیں تو اس نے کہا کہ میں ان میں سے نہیں ہوں تو مجھے غصہ آ گیا اور مذاق کے طور پر کہا ہاں تو طریطرہ میں سے ہے، اور اس لفظ کا کوئی معنی نہیں، پس اس نے میری اس بات پر تبسم کیا اور کہا کہ تیرے لیے کوئی حرج نہیں میں جہاں بھی ہوں تجھے کون سی چیز محرک بنی ہے کہ تو یہاں آیا ہے، میں نے کہا کہ تیرے لیے بھی ان امور کے متعلق سوال کرنا نفع بخش نہیں ہے، فرمایا تو اس میں کون سا ضرر ہے کہ مجھے بتا دے، پس مجھے اس کے حسن واخلاق اور شیرینی زبان سے تعجب ہوا اور میرا دل اس کی طرف مائل ہوا اور یہ حالت ہوگی کہ جتنی وہ باتیں کرتا میری محبت اس سے بڑھتی جاتی، پس میں نے پائپ میں تمباکو رکھ کر اس کے لیے تیار کیا وہ کہنے لگا کہ تم پیو میں نہیں پیتا، میں نے اس کے لیے پیالی میں کافی ڈالی اور اسے دی وہ لے لی۔ اور اس میں سے تھوڑی سی پی کر باقی مجھے دے کر کہا تم پی لو، میں نے وہ پی لی اور اس طرف متوجہ نہ ہوا کہ اس نے ساری نہیں پی ہے اور مجھے رفتہ رفتہ اس سے زیادہ محبت ہوتی جارہی تھی۔ پس میں نے کہا اے بھائی خداوند عالم نے تجھے آج رات میرے پاس بھیجا ہے تاکہ میرا مونس ہو، کیا میرے ساتھ چلتا نہیں کہ ہم جناب مسلم کے مقبرہ میں جا بیٹھیں، کہا کہ تمہارے ساتھ میں آؤں گا، اب اپنی بات بتاؤ۔

میں نے کہا کہ بھائی تجھے میں اپنی حقیقت واقعہ بتاتا ہوں کہ میں نے جب سے

اپنے آپ کو پہچانا ہے میں انتہائی فقیر ومحتاج ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ چند سال سے میرے سینہ سے خون آتا ہے اور اس کا علاج مجھے معلوم نہیں اور میری بیوی بھی نہیں ہے اور میرا دل نجف اشرف میں میرے محلہ کی ایک عورت کی طرف مائل ہے اور چونکہ میرے پاس کچھ نہیں لہذا اس کا حاصل کرنا بھی میرے بس میں نہیں، اور مجھے ان ملاعین نے دھوکہ دیا ہے اور کہا ہے کہ اپنے حوائج کے لیے جناب صاحب الزمان علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو اور چالیس بدھ کی راتیں مسجد کوفہ میں گزار آنحضرتؑ کو دیکھے گا اور وہ تیری حاجت کو پورا کریں گے اور یہ آخری بدھ رات ہے اور میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی اور یہ سب زحمت و تکلیف ان راتوں میں برداشت کی ہے، یہ سبب ہے میرے یہاں آنے کی زحمت کرنے کا اور یہ ہیں میرے حوائج، پس آپؑ نے فرمایا تیرا سینہ تو درست و عافیت پذیر ہو گیا ہے اور وہ عورت بھی تجھے مل جائے گی، باقی رہا تیرا فقر و فاقہ تو وہ مرتے دم تک تیرے ساتھ رہے گا، اور میں اس بیان و تفصیل کی طرف ملتفت نہ ہوا۔

پس میں نے کہا کہ جناب مسلم کی طرف نہیں جائیں گے، فرمایا اٹھ کھڑا ہو پس میں کھڑا ہو گیا اور وہ میرے آگے چلنے لگے جب مسجد میں وارد ہوئے تو کہنے لگے کیا دو رکعت نماز تحیۃ مسجد نہ پڑھ لیں میں نے کہا کہ پڑھ لیتے ہیں، پس آپؑ شاخص کے پاس کھڑے ہو گئے جو کہ مسجد کے درمیان میں ایک پتھر ہے اور میں کچھ فاصلہ پر ان کے پیچھے کھڑا ہوا، پس میں نے تکبیر الاحرام کہی اور سورۃ فاتحہ پڑھنے میں مشغول ہوا کہ اچانک میں نے ان کی قرائت فاتحہ سنی، اور میں نے کبھی اس قسم کی قرائت کسی سے نہیں سنی تھی، پس میں نے ان کے حسن قرائت سے اپنے دل میں کہا کہ شاید وہ صاحب الزمان علیہ السلام ہی ہیں اور میں نے کچھ ان کلمات بھی سنے جو اس پر دلالت کرتے ہیں، اس وقت میں نے ان کی طرف نگاہ کی، اس احتمال کے میرے دل میں خطور کرنے کے بعد جب کہ آپؑ نماز میں تھے میں نے دیکھا کہ ایک نور عظیم نے آپ کا احاطہ کیا ہوا ہے اس طرح کہ وہ مانع ہو گیا آنحضرتؑ

کے شخص شریف کی تشخیص سے اور وہ اس حالت میں مشغول نماز تھے اور میں آپؑ کی قرائت سن رہا تھا اور میرا بدن کانپ رہا تھا اور آنحضرتؑ کی وجہ سے نماز کو بھی نہیں توڑ سکتا تھا، پس جس طرح ہوا میں نے نماز کو ختم کیا اور وہ نور زمین سے اوپر کی طرف جا رہا تھا، پس میں گریہ وزاری میں اس بے ادبی سے جو کہ میں نے مسجد میں آنجنابؑ سے کی تھی عذر خواہی میں مشغول تھا، اور عرض کیا اے میرے آقا آپؑ کا وعدہ سچا ہے کہ آپؑ نے مجھ سے کہا تھا کہ جناب مسلم کی قبر کی طرف مل کر جائیں گے، میں یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ وہ نور قبر مسلم کی طرف متوجہ ہوا، پس میں نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ نور جناب مسلم کے گنبد میں داخل ہو گیا اور گنبد کی فضا میں برقرار ہوا اور وہ اس طرح رہا اور میں گریہ وندبہ میں مشغول تھا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور وہ نور آسمان کی طرف عروج کر گیا، جب صبح ہوئی تو میں آپؑ کے کلام کی طرف ملتفت ہوا کہ تیرا سینہ شفایاب ہو گیا ہے میں نے دیکھا کہ میرا سینہ صحیح ہے اور بالکل کھانسی نہیں آتی، اور ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ اس لڑکی کے ساتھ میری شادی کے اسباب مہیا ہو گئے، ایسے ذریعہ سے کہ جس کا مجھے وہم وگمان ہی نہ تھا اور فقر وفاقہ اپنی حالت پر باقی ہے جس طرح کہ آنحضرتؑ نے فرمایا تھا۔ والحمدللہ

تیئسواں واقعہ: آنحضرتؑ کا عنیزہ کے عربوں کو زائرین کے راستہ سے ہٹانا۔

مجھے مشافہتہً اور آمنے سامنے خبر دی ہے سید الفقہا واستاد العلماء عالم ربانی جناب آقا سید مہدی قزوینی ساکن حلہ نے فرمایا کہ میں چودہ شعبان کے دن حلہ سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے قصد سے پندرہویں شعبان کی رات کے لیے روانہ ہوا، پس جب ہم شط ہندیہ کے پاس پہنچے اور اس کی مغربی جانب کو عبور کیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ زوار جو حلہ اور اطراف حلہ و نجف اشرف سے آئے ہوئے تھے وہ سب محصور ہیں قبائل ہندیہ میں سے بنی طرف کے گھروں

میں اوران کے لیے کربلا جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے، کیونکہ قبیلہ عنیزہ راستہ میں اترا ہوا تھا اور انہوں نے آنے جانے والوں کا راستہ بند کردیا تھا اور وہ نہ کسی کو کربلا جانے دیتے اور نہ آنے دیتے تھے، مگر یہ کہ اسے لوٹ لیتے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک عرب کے ہاں اترا اور ظہر وعصر کی نماز ادا کی اور میں بیٹھ کر اس انتظار میں تھا کہ زائرین کا کیا بنے گا اور آسمان بھی ابر آلود تھا اور تھوڑی تھوڑی بارش ہورہی تھی، پس اسی حالت میں کہ ہم بیٹھے تھے اچانک دیکھا کہ تمام زائرین گھروں سے نکل آئے ہیں اور کربلا کی طرف متوجہ ہوئے، پس ایک شخص سے میں نے کہا جو کہ میرے ساتھ تھا جا کر پتہ کرو، کیا بات ہے وہ باہر گیا اور واپس آ کر کہا کہ قبیلہ بنی طرف آتشیں اسلحہ لے کر باہر نکل آئے ہیں اور انہوں نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ وہ زائرین کو کربلا پہنچائیں چاہے معاملہ قبیلہ عنیزہ سے جنگ تک کیوں نہ پہنچ جائے پس جب میں نے یہ گفتگو سنی تو ان لوگوں سے کہا جو میرے ساتھ تھے کہ یہ بات بے بنیاد ہے کیونکہ قبیلہ بنی طرف میں قبیلہ عنیزہ سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے، اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ ان کی طرف سے زائرین کو اپنے گھروں سے نکال دینے کا بہانہ ہے، چونکہ ان کے لیے زائرین کا ان کے پاس رہنا بوجھ ہے، کیونکہ انہیں مہمانداری کرنی پڑتی ہے، پس ہم اسی حالت میں تھے کہ زائرین ان کے گھروں کی طرف پلٹ آئے اور معلوم ہوا کہ حقیقت حال وہی تھی جو میں نے بیان کی تھی، پس زائرین ان کے گھروں میں نہ گئے بلکہ ان کے گھروں کے سائے میں بیٹھ گئے اور آسمان بھی ابر آلود تھا، پس مجھے ان کی حالت پر سخت رقت طاری ہوئی اور انکسار عظیم مجھ پر طاری ہوا، لہذا میں خداوند عالم کی طرف دعا اور توسل محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم کے ساتھ متوجہ ہوا اور میں نے خدا سے زائرین کے لیے اس مصیبت و بلا کے سلسلہ میں فریاد کی کہ جس میں وہ مبتلا تھے، پس ہم اس حالت میں تھے کہ ہم نے ایک گھڑسوار کو دیکھا کہ وہ ایک بہترین گھوڑے پر آرہا ہے جو کہ مثل ہرن کے ہے، اور اس کے ہاتھ میں طویل نیزہ ہے اور اس نے آستین الٹی ہوئی ہیں اور گھوڑا دوڑا رہا ہے، یہاں تک کہ وہ آکر اس گھر کے پاس کہ جس میں

میں ٹھہرا ہوا تھا کھڑا ہو گیا۔ اور وہ گھر بالوں سے بنا ہوا تھا کہ جس کے اطراف اوپر کو کئے ہوئے تھے پس اس نے سلام کیا اور ہم نے سلام کا جواب دیا پھر میرا نام لے کر فرمایا:

مولانا مجھے اس نے بھیجا ہے جو کہ آپ کی طرف سلام بھیجتا ہے اور وہ ہے گنج محمد آغا اور صفر آغا اور وہ دونوں افواج عثمانیہ کے صاحب منصب افسر ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ زائرین آجائیں ہم نے عنیزہ قبیلہ کو راستہ سے ہٹا دیا ہے اور ہم سلیمانیہ کے بن پر سڑک کے اوپر لشکر سمیت زائرین کے منتظر ہیں، پس میں نے اس شخص سے کہا کہ آپ پشتہ سلیمانیہ تک ہمارے ساتھ رہیں گے۔

فرمایا کہ ہاں، پس میں نے گھڑی جیب سے نکالی دیکھا کہ تقریبا اڑھائی گھنٹے دن باقی ہے، پس میں نے کہا کہ میرا گھوڑا لایا جائے تو وہ عرب بدوی کہ جس کے مکان میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے مجھ سے لپٹ گیا اور کہنے لگا اے میرے مولا وسردار اپنے آپ کو اور ان زائرین کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ آج رات ہمارے پاس رہو یہاں تک کہ معاملہ واضح ہو جائے میں نے ان سے کہا کہ سوار ہونے کے علاوہ زیارت مخصوصہ کے حاصل کرنے کے لیے کوئی چارہ کار نہیں، جب زائرین نے دیکھا کہ ہم سوار ہو گئے ہیں تو انہوں نے بھی پیادہ وسوار ہمارے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیا، پس ہم چل پڑے اور وہ سوار مثل شیر بیشہ کے ہمارے آگے آگے تھا اور ہم اس کے پیچھے جا رہے تھے یہاں تک کہ ہم پشتہ سلیمانیہ تک پہنچے، وہ سوار اوپر چڑھا تو ہم بھی اس پر چڑھ گئے اس وقت وہ نیچے اترا اور ہم نے بھی پشتہ کے اوپر جانے تک اس کی متابعت کی، پھر ہم نے دیکھا تو سوار کا کوئی اثر ونشان نہیں گویا وہ آسمان کے اوپر چلا گیا یا زمین میں اتر گیا اور وہ وہاں رئیس لشکر کو دیکھا اور نہ لشکر نظر آیا۔

پس میں نے ان اشخاص سے کہا کہ جو میرے ساتھ تھے کہ تمہیں شک ہے کہ وہ صاحب الامر علیہ السلام تھے، کہنے لگے نہیں خدا کی قسم اور میں نے اس وقت اس بزرگوار

میں بہت تامل اور غور کیا، جب وہ ہمارے سامنے جارہے تھے کہ گویا میں نے اس سے پہلے بھی آپؑ کو دیکھا ہوا ہے، لیکن میرے دل میں نہیں آتا تھا کہ انہیں کب دیکھا تھا، پس جب وہ ہم سے الگ ہوگئے تو مجھے یاد آیا کہ یہ وہی شخص ہیں کہ جو حلہ میں میرے مکان پر آئے تھے اور مجھے سلیمانیہ کا واقعہ بتایا تھا، اور باقی رہا عنیزہ تو ہمیں ان کے مکانوں میں ان کا اثر و نشان نظر نہ آیا اور نہ کوئی آدمی نظر آیا کہ جس سے ہم ان کے حالات پوچھتے، سوائے اس کے کہ ہم نے بیابان کے وسط میں سخت قسم کا غبار اڑتے ہوئے دیکھا، پس ہم کربلا پہنچے اور ہمیں ہمارے گھوڑے بڑی تیزی سے لئے جارہے تھے اور جب ہم شہر کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ لشکر قلعہ کے اوپر کھڑا ہے، پس وہ ہم سے کہنے لگے کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کس طرح پہنچے ہو، اس وقت ان کی نگاہ زائرین پر پڑی وہ کہنے لگے سبحان اللہ یہ صحرا زائرین سے پُر ہوگیا ہے، عنیزہ قبیلے کہاں گئے تو میں نے ان سے کہا کہ تم شہر میں بیٹھے رہو اور اپنی خوراک اور تنخواہ لیتے رہو۔ ''**ولمكة رب يرعاها**'' اور مکہ وکعبہ کا رب اس کی حفاظت کرے گا اور یہ جناب عبدالمطلب کی گفتگو کا مضمون ہے کہ جب آپؑ حبشہ کے بادشاہ کے پاس اپنے اونٹ لینے کے لیے گئے جنہیں اس کا لشکر لے گیا تھا تو بادشاہ کہنے لگا تو نے کعبہ کی خلاصی کا سوال مجھ سے کیوں نہیں کیا کہ میں لشکر واپس لے جاؤں، فرمایا میں اپنے اونٹوں کا مالک ہوں اور مکہ کا مالک اس کی حفاظت کرے گا۔ الخ

اس وقت ہم شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کنج آغا تخت پر دروازے کے قریب بیٹھا ہے، پس میں نے سلام کیا تو وہ میرے سامنے کھڑے ہوگیا، میں نے اس سے کہا کہ تیرے لیے یہی فخر کافی ہے کہ تو اس زبان مبارک پر مذکور ہوا ہے، وہ کہنے لگا واقعہ کیا ہے، تو میں نے اس کے لیے پورا واقعہ بیان کیا۔

وہ کہنے لگا کہ اے میرے آقا مجھے کیسے معلوم تھا کہ آپؑ زیارت کے لیے آرہے ہیں ورنہ آپ کے پاس قاصد بھیجتا کہ میں اور میرا لشکر پندرہ دن سے اس شہر میں محصور ہے

اور عنیزہ قبیلہ کے خوف سے باہر نکلنے کی قدرت نہیں رکھتے، اس وقت کہنے لگا کہ قبیلہ عنیزہ کہاں گیا ہے۔

میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں سوائے اس کے کہ سخت قسم کا غبار ہم نے صحرا کے وسط میں دیکھا ہے کہ گویا ان کے کوچ کرنے کا غبار ہے، اس وقت میں نے گھڑی نکال کر دیکھی تو ڈیڑھ گھنٹہ دن رہتا تھا گو ہم نے سارا سفر ایک گھنٹہ میں طے کیا تھا، حالانکہ قبیلہ بنی طرف کے گھروں سے لے کر کربلا تک تین فرسخ تھے، پس ہم نے رات کربلا میں بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے قبیلہ عنیزہ کے متعلق پوچھ گچھ کی، ایک زمیندار نے خبر دی جو کہ کربلا کے باغوں میں رہتا تھا کہ اس اثناء میں کہ عنیزہ اپنے گھروں اور خیموں میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک سوار ان کے سامنے ظاہر ہوا جو موٹے تازہ عمدہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے ہاتھ میں طویل نیزہ تھا، پس اس نے بلند آواز سے انہیں پکار کر کہا کہ بتحقیق موت تمہارے سروں پر پہنچ گئی، حکومت عثمانیہ کی فوج پیادہ وسوار نے تمہاری طرف رخ کیا ہوا ہے اور وہ ابھی میرے پیچھے آرہے ہیں، پس کوچ کر جاؤ اور مجھے امید نہیں کہ ان سے نجات حاصل کر سکو گے، پس خداوند عالم نے خوف وذلت ان پر مسلط کر دی، یہاں تک کہ ایک شخص اپنا کچھ سامان چلنے میں جلدی کی وجہ سے چھوڑ دیتا تھا، پس ایک گھنٹہ نہیں گزرا ہوگا کہ وہ تمام کے تمام کوچ کر گئے اور وہ بیابان کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے، پس میں نے اس سے کہا کہ اس سوار کے اوصاف میرے لیے نقل کرو، جب اس نے اوصاف بیان کئے تو میں نے دیکھا کہ بعینہ وہی سوار ہے جو کہ ہمارے ساتھ تھا۔ والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی محمد وآلہ لا طاہرین۔

مولف کہتا ہے یہ کرامات ومقامات اس سید مرحوم سے بعید نہ تھے، کیونکہ انہوں نے علم وعمل میراث میں پایا تھا اپنے عم اجل جناب سید باقر سابق الذکر سے جو کہ اپنے ماموں جناب بحر العلوم اعلی اللہ مقامہ کے رازدان اور ان کے چچا محترم نے ان کی تربیت فرمائی اور مخفی

امور اور اسرار پر مطلع کیا، یہاں تک کہ وہ اس مقام پر پہنچے کہ جس کے گرد افکار نہیں پہنچ سکتے تھے، اور ان میں فضائل ومناقب کی اتنی مقدار جمع ہوگئی کہ جو ان کے علاوہ دوسرے علماء ابرار میں جمع نہیں ہوئی، پہلی فضیلت یہ ہے کہ وہ مرحوم بعد اس کے کہ نجف اشرف سے حلہ کی طرف ہجرت کر گئے اور وہاں رہائش پذیر ہوئے اور لوگوں کو ہدایت اور اظہار حق اور ازھاق باطل شروع کیا تو آپ کی دعوت کی برکت سے داخل وخارج حلہ سے ایک لاکھ سے زیادہ عرب شیعہ مخلص اثنا عشری ہوگئے اور انہوں نے خود اس حقیر سے فرمایا کہ جب میں حلہ میں گیا تو وہاں کے شیعہ علائم امامیہ اور شعار شیعہ مخلص اثناء عشری ہوگئے اور انہوں نے خود اس حقیر سے فرمایا کہ جب میں حلہ میں گیا تو وہاں کے شیعہ علائم امامیہ اور شعار شیعہ میں سے سوائے اس کے کہ اپنے مردوں کو نجف اشرف لے جاتے تھے اور کچھ نہیں رکھتے تھے اور باقی احکام وآثار سے عاری وخالی تھے یہاں تک کہ اعداء خدا پر تبراء کرنے سے ان کی ہدایت کی وجہ سے صلحاء وابرار ہوگئے اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے جو کہ ان کے خصائص میں سے ہے۔

دوسری چیز کمالات نفسانیہ اور صفات انسانیہ جو کہ آنجنابؒ میں تھے صبر وتقویٰ و رضا وتحمل مشقت عبادت وسکون نفس اور ہمیشہ ذکر خدا میں مشغول رہتا اور کبھی بھی اپنے گھر میں اپنے اہل وعیال وخدمت گاروں سے حاجات میں سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے، مثلاً صبح وشام کا کھانا کافی اور چائے اور حقہ ان چیزوں کے اوقات میں باوجودیکہ انہیں اس کی عادت نہیں حالانکہ تمکن وثروت وسلطنت ظاہری وغلام اور کنیزیں سب ہی موجود تھیں، اگر وہ ان چیزوں کی مواظبت ومراقبت اور دیکھ بھال نہ کرتے اور ہر چیز وقت پر نہ پہنچاتے تو بسا اوقات دن ورات ان چیزوں کے استعمال کئے بغیر گزر جاتے دعوت قبول کرتے اور ولیموں اور مہمانوں میں حاضر ہوتے، لیکن کتابیں اپنے ساتھ لے جاتے اور مجلس کے ایک کونے میں اپنی تالیف میں مشغول رہتے اور مجلس کی باتوں کی انہیں کچھ خبر نہ ہوتی، مگر یہ کہ کوئی مسئلہ پوچھیں تو اس کا جواب دیتے اور اس مرحوم کا طریقہ ماہ رمضان میں یہ ہوتا تھا کہ

نماز مغرب جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھاتے اور اس وقت نوافل مقررہ مغرب جو کہ ماہ رمضان کی ہزار رکعت میں سے پورے مہینہ پر تقسیم شدہ ہیں ان کی اس مقدار کو ادا کرتے جو اس کے حصہ میں آتی اور پھر گھر جا کر افطار کرتے اور مسجد میں واپس جاتے اور اسی طریقہ پر نماز عشاء پڑھتے اور گھر آ جاتے اور لوگ جمع ہو جاتے تو پہلے قاری حسن صوت اور حسن قرأت کے ساتھ قرآن کی کچھ آیات (جو وعظ و نصیحت و زجر و تہدید و تخویف سے تعلق رکھتیں) اس طرح پڑھتے جو سخت دلوں کو نرم اور خشک آنکھوں کو تر کر دیتیں، پھر کوئی دوسرا اسی نہج پر نہج البلاغہ کا کوئی خطبہ پڑھتا، پھر تیسرا مصائب ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام پڑھتا، اس وقت صالحین میں سے کوئی شخص ماہ مبارک رمضان کی دعائیں پڑھنے لگتا اور دوسرے اس کے ساتھ سحری کھانے کے وقت تک پڑھتے رہتے، پھر ہر ایک اپنے گھر چلا جاتا، خلاصہ یہ کہ مواظبت و مراقبت اوقات اور تمام نوافل و سنن و قرائت میں وہ اپنے زمانہ میں آیت اور حجت تھے، حالانکہ وہ بڑھاپے کے انتہائی سن کے پہنچے ہوئے تھے، اور میں سفر حج میں جاتے اور آتے وقت اس مرحوم کے ساتھ تھا اور مسجد غدیر وجحفہ میں ہم نے ان کی اقتداء میں نماز پڑھی اور واپسی پر سماوہ سے تقریبا پانچ فرسخ باقی تھے کہ ١٢ ربیع الاول ١٣٠٠ھ ہجری داعی حق کو لبیک کہا اور نجف اشرف میں اپنے عم مکرم کے پہلو میں دفن ہوئے اور ان کی قبر کے اوپر قبہ عالیہ بنایا گیا اور ان کی وفات کے وقت بہت سے موالف و مخالف لوگوں کی موجوگی میں ان کی قوت ایمانیہ وطمانینہ واقبال وصدق یقین کا وہ مقام ظاہر ہوا کہ جس سے سب کو تعجب ہوا اور کرامت باہرہ جو سب پر ظاہر ہوئی۔

اور تیسری چیز ان کی بہت سی فقہ و اصول و توحید و امامت و کلام وغیرہ میں عمدہ تصانیف ہیں جن میں ایک کتاب ہے کہ جس میں ثابت کیا ہے کہ شیعہ ہی فرقہ ناجیہ ہے جو کہ کتب نفسیہ میں سے ہے۔

طوبی لہ، وحسن مآب، طوبی ہے اس کے لیے اور بہترین برگشت

چھٹی فصل

چند وظائف و تکالیف کا تذکرہ کہ جو بندگان خدا امام عصر علیہ السلام کی نسبت رکھتے ہیں

آداب بندگی اور رسوم فرمانبرداری کہ جنہوں نے زیر فرمان واطاعت آنجنابؑ اپنا سر نیچا کیا ہے اور جو خود کو عبد اطاعت اور ان کے وجود مبارک کے خوان احسان کا ریزہ چیں سمجھتے ہیں اور اسی ذات والا صفات و معظم کو اپنا امام اور فیضات الہیہ نعمات غیر متناہیہ دینوی و اخروی کے پہنچنے کا واسطہ و ذریعہ قرار دیتے ہیں اور ان میں سے چند چیزیں بیان ہوں گی۔

پہلی خبر

غیبت کے دنوں میں آنجنابؑ کے لیے مہموم و مغموم رہنا، اس کے متعدد اسباب ہیں ایک تو آپؑ کا محجوب و پوشیدہ ہونا اور ان کے دامان وصال تک دسترس کا نہ ہونا اور اس کے نور جمال سے آنکھوں کا روشن نہ ہونا، کتاب عیون میں امام رضاؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے آپؑ کے متعلق ایک خبر کے ضمن میں فرمایا، کتنی مومن عورتیں اور مومن مرد متاسف وحیران ومحزون ہوں گے ماءمعین (جاری پانی) کے مفقود ہونے کے وقت یعنی حضرت حجتہ علیہ السلام اور دعائے ندبہ میں ہے کہ مجھ پر گراں ہے کہ مخلوق کو دیکھتا ہوں اور آپؑ نظر نہیں آتے اور آپؑ کی آواز اور راز کو میں نہیں سن سکتا اور میرے لیے گراں ہے کہ مجھے چھوڑ کر بلا آپؑ کا احاطہ کرے اور میرا نالہ و شکایت آپؑ تک نہ پہنچے میری جان قربان ہو آپؑ

پر اے وہ غائب جو ہم سے کنارہ کش نہیں ہے اور میری جان فدا ہو آپؑ پر اے دور کئے ہوئے جبکہ آپ نے ہم سے دوری اختیار نہیں کی میری جان قربان ہو آپؑ پر کہ جو ہر مشتاق و آرزو مند مرد و عورت کی آرزو ہے جو آپؑ کو یاد کرتے اور آپ پر گریہ و نالہ کرتے ہیں اور میرے لیے گراں ہے کہ میں آپؑ پر گریہ کروں اور باقی لوگ آپ سے دست بردار ہوں آخر دعا تک جو کہ نمونہ ہے اس شخص کے درد دل کا کہ جس نے آپ کا صہبائے محبت کا جام پیا ہے اور دوسرا اس سلطان عظیم الشان کا رتق وفتق (نظم ونسق) احکام جاری کرنے اور حقوق وحدود کے نفوذ سے ممنوع ہونا اور اپنا حق دوسروں کے ہاتھ میں دیکھنا۔حضرت باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے عبداللہ بن ظبیان سے فرمایا کہ مسلمانوں کی کوئی عید نہیں نہ عید قربان اور نہ فطر، مگر یہ کہ خداوند عالم آل محمد علیہم السلام کے حزن کو تازہ کر دیتا ہے، راوی نے پوچھا کس لیے فرمایا چونکہ یہ حضرات اپنا حق دوسروں کے ہاتھ میں دیکھتے ہیں اور دوسرے دین مبین کے داخلی چوروں کا کمین گاہ سے باہر آجانا اور عوام کے دلوں میں شکوک وشبہات کا ڈالنا، بلکہ خواص کے تاکہ وہ گروہ در گروہ ہوکر دین خدا سے نکل جائیں اور سچے علماء کا اپنے علم کے اظہار سے عاجز ہونا اور صادقین علیہم السلام کا وعدہ سچا نکلا ہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ مومن کے لیے اپنے دین کی نگہداشت آگ کے انگارے کو ہاتھ میں رکھنے سے زیادہ مشکل ہوگی۔

شیخ نعمانی نے عمیرہ بن نفیل سے روایت کی ہے وہ کہتی ہے کہ میں نے حسین بن علی علیہ السلام کو یہ کہتے سنا کہ وہ امر نہیں ہوگا کہ جس کے تم منتظر ہو جب تک کہ تم میں سے بعض دوسرے بعض سے بیزاری اختیار نہ کریں اور ایک دوسرے کے منہ پر نہ تھوکے اور ایک دوسرے کے خلاف کفر کی گواہی نہ دیں اور بعض دوسرے بعض کو لعنت نہ کریں۔پس میں نے آنجنابؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس زمانہ میں کوئی اچھائی نہیں، حسین علیہ السلام نے فرمایا تمام خیر وخوبی اسی زمانہ میں ہے ہمارا قائم خروج کرے گا اور ان تمام کو دفع

کرے گا اور نیز جناب صادق علیہ السلام سے اسی مضمون کی روایت نقل کی ہے اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے مالک بن حمزہ سے فرمایا اے مالک تیرا کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ شیعہ اختلاف کریں گے، اس طرح آپؑ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر دیں۔ پس میں نے عرض کیا اے امیرالمومنین علیہ السلام اس زمانہ میں خیر نہیں ہے، فرمایا ساری اچھائی اس وقت ہے ہمارا قائم خروج کریں گے، پس اس سے آگے ہو جائیں گے اور ستر افراد جو خدا اور رسولؐ پر جھوٹ بولیں گے، اس پر تقدم حاصل کریں گے، پس وہ سب کو قتل کر دے گا، پھر سب لوگوں کو ایک امر پر اکٹھا کر دے گا، اور نیز جناب باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا بے شک اے آل محمدؐ کے شیعہ تمہاری آزمائش ہوگی جس طرح سرمہ کی آزمائش ہوتی ہے آنکھ میں کہ صاحب سرمہ کو معلوم ہوتا ہے جب سرمہ اس کی آنکھ میں ڈالا جا رہا ہوتا ہے، لیکن اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس وقت اس کی آنکھ سے خارج ہوا ہے اور اس طرح ہے کہ ایک شخص صبح کرے گا تو ہمارے امر کی شاہراہ پر ہوگا اور شام کرے گا تو اس سے خارج ہو چکا ہوگا اور شام کرے گا ہمارے امر کی شاہراہ پر اور صبح کرے گا درآنحالیکہ اس سے نکلا ہوا ہوگا۔

حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم تم شیشہ کی طرح ٹوٹ جاؤ گے اور بے شک ٹوٹا ہوا شیشہ جب دے دیا جائے تو وہ لوٹ آتا ہے اور بے شک تمہیں کوزا کی طرح توڑا جائے گا، لیکن ٹوٹا ہوا کوزہ تو دوبارہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ جیسے پہلے تھا اور خدا کی قسم تمہاری بیخ کنی ہوگی اور خدا کی قسم تم جدا وعلیحدہ ہو جاؤ گے۔ اور خدا کی قسم تمہارا امتحان لیا جائے گا یہاں تک کہ تم میں سے تھوڑے سے باقی رہ جائیں گے اور آپ نے اپنی ہتھیلی خالی کر دی اور اس مضمون کی بہت سی روایات روایت کی ہیں۔ اور شیخ صدوق نے کمال الدین میں امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ اونٹ کی طرح چراگاہ کی تلاش میں گردش کر

رہے ہو، پس اسے نہ پا سکو گے اے گروہ شیعہ۔ نیز آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے عبدالرحمن بن سیابہ سے فرمایا تم کیسے ہوگے اس زمانے میں جب کہ بغیر امام و ہادی اور نشان کے ہوگے اور تم میں سے ایک دوسرے سے بیزاری اختیار کرے گا تو اس وقت تمہارا امتحان لیا جائے گا اور تم ایک دوسرے سے جدا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤ گے۔ اور نیز صدیر صیرفی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں اور مفضل بن عمرو ابوبصیر دابان بن تغلب اپنے مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرتؑ کو دیکھا کہ آپؑ زمین پر خیبری کرتا پہنے ہوئے بیٹھے ہوئے ہیں کہ جس کی آستین چھوٹی تھیں۔ اور شدت اندوہ وغم میں اس عورت کی طرح کہ جس کا فرزند عزیز مر جائے گریہ کر رہے تھے جگر سوختہ کی طرح آثار حزن وملال ومحنت وتکلیف آپ کے چہرہ حق جو سے ظاہر وہویدا تھے اور آپؑ کی حق بین آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمار ہے تھے اے میرے سید تیری غیبت نے میری نیند غائب کر دی اور میری راحت وآرام کو زائل کر دیا ہے۔ اور میرے دل کا چین اور سرور چھین لیا ہے، اے میرے سید تیری غیبت نے میری مصیبت کو دائمی بنا دیا ہے اور تکالیف ومصائب کو مجھ پر پے در پے کر دیا ہے اور میرے آنسو نکلوائے اور نالہ و فغان اور حزن و ملال کو میرے سینہ سے باہر نکالا ہے اور بلائیں مجھ سے متصل کر دی ہیں، سدیر کہتا ہے کہ جب ہم نے حضرتؑ کو اس حالت میں دیکھا تو ہم حیران و پریشان ہو گئے، اور ہمارے دل آپؑ کی جزع وفزع سے قریب تھا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں، ہم نے گمان کیا کہ آنحضرتؑ کو زہر دے دیا گیا ہے یا زمانہ کی مصیبتوں میں سے کوئی بڑی مصیبت آپؑ پر حادث ہوئی ہے، پس میں نے عرض کیا اے بہترین خلق خدا کبھی بھی آپؑ کی آنکھوں کو نہ رلائے کس حادثہ نے آپؑ کو رلایا ہے اور کون سی حالت رونما ہوئی ہے کہ اس طرح آپؑ ماتم نشین ہیں۔ پس آپؑ نے شدت غم وغصہ وگریہ سے آہ سوزناک دل غمناک سے نکالی اور فرمایا کہ میں نے آج صبح کتاب جفر کو دیکھا اور وہ کتاب علم منایا و

بلایا (موتیں اور مصیبتیں) پر مشتمل ہے اور اس میں وہ مصیبتیں بھی مذکور ہیں جو ہمیں پہنچیں گی اور اس میں گزشتہ اور آئندہ قیامت تک کا علم ہے، اور خداوند عالم نے اس علم کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد ائمہ علیہم السلام کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے میں نے اس میں حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی ولادت وغیبت اور غیبت کی طوالت اور آپؑ کی عمر کے دراز ہونے اور زمانہ غیبت میں مومنین کا مبتلا ہونے اور لوگوں کے دلوں میں شک وشبہ کے زیادہ پیدا ہونے، آپؑ کی غیبت کے طول کی وجہ سے اور لوگوں کے اپنے دین میں مرتد ہوجانے اور اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے نکال پھینکنے کو دیکھ رہا تھا، پس مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور مجھ پر حزن وملال کا غلبہ ہوگیا ہے۔ الخ

اس مقام کے لیے یہی خبر شریف کافی ہے، کیونکہ اگر تحیر وتفریق اور غیبت کے دنوں میں شیعوں کا مبتلا ہونا اور ان کے دلوں میں شکوک کا پیدا ہونا، حضرت صادق علیہ السلام کے گریہ کا سبب بنے۔ اس واقعہ کے وقوع سے سالہا سال پہلے اور وہ آپؑ کی آنکھوں سے نیند کو اڑا دے تو وہ مومن جو اس حادثہ عظیم میں مبتلا ہے اور جو اس بے پایاں گرداب تاریک وامواج میں غرق ہے وہ گریہ وزاری اور نالہ وبے قراری اور حزن واندوہ دائمی اور بارگاہ باری جل وعلا میں تضرع وزاری کا زیادہ مستحق ہے۔

دوسری خبر

جو غیبت کے دنوں میں بندوں کا وظیفہ اور تکلیف شرعی ہے وہ ہر وقت انتظار فرج آل محمدؐ اور ترقب بروز وظہور حکومت قاصرہ اور سلطنت ظاہرہ مہدی آل محمد علیہ السلام اور زمین کا عدل وانصاف سے پر ہونا اور دین مبین کا باقی ادیان پر غالب آنا کہ جس کی خداوند عالم نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی اور وعدہ فرمایا ہے، بلکہ اس کی بشارت تمام انبیاء اور ان کی امتوں کو دی ہے کہ ایک ایسا دن آئے گا کہ جب خدا کے علاوہ کسی کی پرستش وعبادت نہیں کریں گے اور دین کی کوئی ایسی چیز اور حکم نہیں ہوگا جو کسی کے

خوف سے پردہ خفا اور ستر وحجاب میں رہ جائے اور مصیبت وشدت حق پرستوں سے دور ہوجائے گی، جیسا کہ مہدی آل محمد علیہم السلام کی زیارت میں ہے۔

السلام علی المهدی الذی وعد الله به الامم ان یجمع به الکلم ویلم به الشعث ویملا به الارض عدلا وقسطا ویخبر به وعد المومنین

سلام اس مہدی پر کہ خداوند عالم نے جس کا وعدہ تمام امتوں سے کیا ہے، کہ اس کے وجوہ سے وہ کلمات کو جمع کرے گا، یعنی اختلاف درمیان سے اٹھ جائے گا اور ایک دین ہوجائے گا اور وہ زمین کو عدل وداد سے پر کرے گا اور اس کی وجہ سے اس فرج کو نافذ فرمائے گا جس کا مومنین سے وعدہ کیا ہے

اس فرج عظیم کا ۷۰ ہجری میں وعدہ کیا گیا تھا جس طرح کہ شیخ راوندی نے حرائج میں ابی اسحاق سمیعی سے روایت کی ہے اور اس نے عمرو بن حمق سے جو کہ امیر المومنین علیہ السلام کے صاحبان اسرار میں سے ایک تھے وہ کہتے ہیں کہ میں علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا کہ جب آپؑ کو کوفہ میں ضرب لگی تھی، پس میں نے عرض کیا آپؑ کو اس ضربت سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ میں تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ اس وقت آپؑ نے فرمایا کہ ۷۰ ہجری تک بلا ومصیبت ہے اور یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

پس میں نے عرض کیا کہ بلا کے بعد رخاء (آسائش) ہے تو آپؑ نے کوئی جواب نہ دیا اور بے ہوش ہوگئے یہاں تک کہ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا اے امیر المومنین علیہ السلام آپؑ نے فرمایا ہے کہ ستر ہجری تک بلاء ہے تو کیا بلا کے بعد رخاء وآسائش ہے۔ فرمایا ہاں

بے شک بلاء کے بعد رخا ہے اور خداوند عالم جسے چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور ثابت کر دیتا ہے اور اس کے پاس اُم الکتاب ہے (یہ روایت ظاہراً روایات متواترہ کے خلاف ہے ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد بنی امیہ کے مظالم سے فی الجملہ آسائش کا حصول ہو، کیونکہ معاویہ اور یزید کے زمانہ میں شیعوں پر سختی اور ان کا قتل و بربادی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ پھر مختار کے زمانہ میں خون امام حسین علیہ السلام کا بدلہ لیا گیا، پھر معصب کا کوفہ پر تسلط ہوا، اس کے بعد عبدالملک نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد اس کی سلطنت مستحکم ہوگئی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ حضرات پر وہ مظالم بند ہوگئے جو کہ معاویہ و یزید کے زمانہ میں تھے۔ واللہ اعلم بالصواب مترجم)

شیخ طوسی نے غیبت میں، کلینی نے کافی میں ابی حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ ۷۰ ہجری تک بلا ہے اور فرماتے تھے کہ بلا کے بعد رخاء ہے اور بتحقیق کہ ۷۰ ہجری گزر گیا اور ہم نے آسائش و کشائش نہ دیکھی۔ پس ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ثابت خداوند عالم نے اس امر کا وقت ۷۰ ہجری قرار دیا تھا، پس چونکہ امام حسین علیہ السلام شہید کر دیئے گئے تو غضب الٰہی اہل زمین پر سخت ہوگیا تو فرج و کشائش کو تاخیر میں ڈال دیا ۱۴۰ھ ہجری تک، پس ہم نے تمہیں خبر دی اور تم نے اس خبر کو منتشر کر دیا اور پردہ راز کو منکشف کیا تو پھر خداوند عالم نے اسے تاخیر میں ڈال دیا۔ پھر اس کا وقت ہمارے لیے مقرر نہیں ہوا ”**ولمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب**“۔

خدا جسے چاہتا ہے محو کرتا اور ثابت کرتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے۔ ابوحمزہ کہتا ہے کہ میں نے یہ خبر امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا بے شک ایسا ہی ہے۔ (یہ روایت بھی سابق کی طرح ہماری فکر و نظر سے بالا ہے۔ مترجم)

اور شیخ نعمانی نے کتاب غیبت میں علاء بن سیابہ سے، اس نے ابوعبداللہ جعفر بن محمد علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص تم میں سے مرجائے اور اس

امر کا منتظر ہو وہ اس شخص کی طرح ہے جو حضرت قائم علیہ السلام کے خیمہ میں ہو۔

ابو بصیر نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک دن فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں کہ جس کے بغیر خداوند عالم بندوں کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا، ہم نے فرمایا جی ہاں، پس فرمایا ''شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ رسولہ'' اور اس چیز کا اقرار کرنا کہ جس کا خدا نے حکم دیا ہے وہ ہے ہماری دوستی اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری، یعنی مخصوصاً ائمہ اور ان کا مطیع و منقاد ہونا اور ورع و اجتہاد و آرام و انتظار کرنا قائم علیہ السلام کے لیے۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ ہماری حکومت ہے کہ جسے خدا جب چاہے گا لے آئے گا، پھر فرمایا جو شخص پسند کرتا ہے کہ وہ اصحاب قائم علیہ السلام میں سے ہے تو اسے آپؑ کا انتظار کرنا چاہیے۔ اور ورع و محاسن اخلاق کے ساتھ عمل کرے درانحالیکہ انتظار رکھتا ہو، پس اگر وہ مر جائے اور آپؑ کا خروج اس کے بعد ہو تو اس کے لیے اتنا اجر و ثواب ہے کہ جتنا آپؑ کو حاصل کرنے والے کو ملے گا، پس کوشش کرو اور انتظار میں رہو ''ھیناھینا'' (خوشگوار ہو خوشگوار)

اور شیخ صدوق نے کمال الدین میں آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا دین آئمہ میں سے ہے ورع عفت و صلاح و فرج آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرنا۔ نیز حضرت رضاء علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے اعمال میں سے افضل عمل خداوند عالم کی طرف سے انتظار فرج کرنا ہے۔ نیز امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہمارے امر حکومت کا منتظر مثل اس شخص کے ہے جو راہ خدا میں اپنے خون میں غلطان ہو۔ اور شیخ طبرسی نے احتجاج میں روایت کی ہے کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی طرف سے ایک توقیع محمد بن عثمان کو ملی جس کے آخر میں تھا کہ تعجیل فرج کے لیے زیادہ دعا کرو، کیونکہ تمہاری فرج و کشائش اسی میں ہے، اور طوسیؒ نے کتاب غیبت میں مفضل سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے

کہ ہم نے حضرت قائم علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور وہ شخص کہ جو ہمارے اصحاب میں سے انتظار کرتے وقت فوت ہو جائے کا بھی تذکرہ کیا تو حضرت صادق علیہ السلام نے ہم سے فرمایا کہ جب قائم علیہ السلام خروج کریں گے تو کوئی شخص مومن کی قبر پر جائے گا اور اس سے کہے گا اے فلاں بے شک تیرے صاحب کا ظہور ہو گیا ہے، پس اگر ان سے ملحق ہونا چاہتے ہو تو ملحق ہو جاؤ، اگر نعمت پروردگار میں قیام کرنا چاہتے ہو تو پھر قیام کرو۔

شیخ برقی نے کتاب محاسن میں آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے اہل بیت کی دوستی کے ساتھ مر جائے اور فرج آل محمدؐ کا انتظار کرتے ہوئے تو مثل اس شخص کے ہے جو قائم علیہ السلام کے خیمہ میں ہو اور دوسری روایت میں ہے، بلکہ وہ اس شخص اس کی مانند ہے کہ جو رسول خداؐ کے ساتھ ہو اور تیسری روایت میں ہے کہ اس شخص کی طرح ہے جو رسول اکرمؐ کے سامنے شہید ہو جائے اور نیز محمد بن فضیل سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے فرج و کشائش کے متعلق امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کیا انتظار فرج فرج کی طرح نہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے ’’فانتظروا انی معکم من المنتظرین‘‘۔ تم انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ یعنی میری کشائش کی انتظار کرو اور میں انتظار کرتا ہوں اس وقت کا کہ جس میں میں اس کی مصلحت سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہونی چاہیے۔

نیز آنجنابؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کتنی اچھی چیز ہے صبر و انتظار فرج۔ کیا تم نے خداوند عالم کا ارشاد نہیں سنا ’’فارتقبوا انی معکم رقیب وانتظروا انی معکم من المنتظرین‘‘۔

یعنی تم پر صبر کرنا ضروری ہے، کیونکہ فرج و کشائش ناامیدی کے بعد آتی ہے، اور بتحقیق تم سے پہلے کچھ ایسے لوگ تھے جو تم سے

زیادہ صبر کرتے تھے۔

تیسری خبر

وظائف وتکالیف عباد میں سے شرور شیاطین انس وجن سے وجود مبارک امام عصر علیہ السلام کے حفظ کی دعا کرنا۔ اور جلدی نصرت وظفر وغلبہ پر کفار وملحدین ومنافقین آنجناب ؑ کے لیے طلب کرنا، کیونکہ یہ ایک اظہار بندگی اور اظہار شوق وزیادتی محبت ہے اور اس مقام میں بہت سی دعائیں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک وہ دعا ہے کہ جس کے ساتھ حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے لیے دعا کرنے کا حکم امام رضا علیہ السلام دیا کرتے تھے جو کہ یونس بن عبدالرحمن سے مروی ہے اور دعا یہ ہے۔ **اللهم ادفع عن وليك وخليفتك رحمتك۔ الخ**

اور میں نے اس دعا کو کتاب مفاتیح کے باب زیارت حضرت صاحب الامر ؑ میں نقل کیا ہے اور دوسری وہ صلوات ہے جو ابوالحسن ضرآب اصفہانی کی طرف منسوب ہے اور اسے بھی مفاتیح میں روز جمعہ کے اعمال کے آخر میں نقل کر چکے ہیں۔ اور ایک یہ دعا شریف ہے **اللهم كن لوليك** (فلاں بن فلاں) اور فلاں بن فلاں کی جگہ کہو **حجة بن الحسن صلواتك عليه وعلى ابآئه فى هذه الساعة وفى كل ساعة وليا و حافظا وقائداً وناصراً و دليلا وعينا حتى تسكنه ارضك طوعا وتمتعه فيها طويلاً**

اور بار بار اس دعا کو پڑھیں تیئسویں ماہ مبارک رمضان کی رات کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور جس حالت میں بھی ہو اس پورے مہنے میں اور جس طرح بھی ممکن ہو خدا کی تمجید و بزرگی اور نبی ؐ وآل نبیؐ پر صلوات بھیجنے کے بعد یہ دعا پڑھیں اور ان کے علاوہ دوسری دعائیں بھی وارد ہوئی ہیں کہ جن کے نقل کی یہاں گنجائش نہیں جو طالب ہو وہ نجم ثاقب کی طرف رجوع کرے۔

چوتھی خبر

حفظ وجود مبارک امام عصرؑ کے لیے صدقہ دینا جتنا ممکن ہو ہر وقت دیا جائے چونکہ کوئی نفس عزیز وگرامی تر نہیں ہے اور نہ ہونا چاہیے وجود مقدس امام عصر روا حنا لہ الفداء سے، بلکہ وہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں، اگر ایسا نہ مانا جائے تو ایمان میں ضعف ونقصان اور اعتقاد میں خلل وسستی ہے جیسا کہ اسایند معتبرہ کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص تم میں سے صاحب ایمان نہیں جب تک کہ میں اور میرے اہل بیتؑ اس کے نزدیک اس کی جان اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں، اور کیونکر ایسا نہ ہو حالانکہ وجود وحیات ودین وعقل وصحت وعافیت اور باقی تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں تمام موجودات کی اس وجود مقدس اور ان کے اوصیاء صلوات اللہ علیہم کا پرتو اور عکس ہیں اور چونکہ ناموس عصر ومدار دہر آفتاب وماہ اور صاحب قصر وبارگاہ سبب سکون زمین اور سیرا فلاک ورونق دنیا از سمک (مچھلی) تا سماک (فلک) حاضر در قلوب اخیار وغائب از مردمک اغیاران اعصار میں حضرت حجتہ ابن الحسن صلوات اللہ علیہما ہیں اور جامہ صحت وعافیت اس نفس مقدس کے باندازہ قامت موزون ہے اور شائستہ قد معتدل اس ذات اقدس کے ہے، پس تمام خود پرستوں پر (کہ جن کا سب اہتمام) اپنے نفس کی حفظ وحراست وسلامتی ہے چہ جائیکہ وہ لوگ کہ جو سوائے اس وجود مقدس کے کسی کو لائق ہستی اور سزاوار عافیت وتندرستی نہیں سمجھتے) لازم وحتمی ہے کہ ان کا مقصود اولیٰ اور غرض اصلی اور مطلوب اہم ہر وسیلہ وسبب کے دامن سے وابستہ ہونے سے جو کہ بقاء صحت وجلب عافیت وقضائے حاجت وبلیت کے لیے مقرر ہوا ہے مثل دعا وتضرع وتعدق وتوسل کے اس وجود مقدس کا حفظ وسلامتی ہو۔

پانچویں خبر

نیابت امام علیہ السلام میں حج کرنا اور حج کرانا، جیسا کہ قدیم شیعوں میں تھا۔ اور آنحضرتؑ نے اس کی تقریر فرمائی (تقریر کا معنی ہے کہ کوئی کام نبی یا امام کے سامنے ہو رہا ہو اور وہ اس سے منع نہ کریں تو وہ حجت ہے جس طرح کہ ان کا قول و فعل، جیسا کہ قطب راوندی نے کتاب خرائج میں روایت کی ہے کہ ابو محمد دعلجی کے دو بیٹے تھے، ان میں سے ایک نیک و صالح تھا کہ جسے ابوالحسن کہتے تھے اور وہ مردوں کو غسل دیا کرتا تھا اور اس کا دوسرا بیٹا محرمات کا ارتکاب کرتا تھا۔ شیعوں میں سے ایک شخص نے ابو محمد مذکور کو کچھ رقم دی کہ وہ آنحضرتؑ کی نیابت میں حج کرے جیسا کہ اس زمانہ کے شیعوں کی یہ عادت تھی اور ابو محمد نے اس رقم میں سے کچھ اپنے اس فاسق لڑکے کو دی اور اسے اپنے ساتھ لے گیا تا کہ وہ آنحضرتؑ کی طرف سے حج کرے۔ جب وہ حج سے واپس آیا تو اس نے نقل کیا کہ موقف عرفات میں میں نے ایک جوان گندم گوں اچھی ہیئت والے کو دیکھا جو تضرع و ابتہال و دعا میں مشغول تھا اور جب میں اس کے قریب پہنچا تو میری طرف ملتفت ہو کر فرمایا کہ اے شیخ تجھے شرم و حیا نہیں آتی، میں نے عرض کیا اے میرے سید و سردار کس چیز سے حیا کروں، فرمایا تجھے (نیابتی) حج دیتے ہیں اس شخص کے لیے کہ جسے تم جانتے ہو اور جسے تم ایک فاسق کو دے دیتے ہو جو کہ شراب پیتا ہے، قریب ہے کہ تیری آنکھ اندھی ہو جائے۔

اس کے واپس آنے کے چالیس دن نہیں گزرے تھے کہ اسی آنکھ سے کہ جس کی طرف اشارہ ہوا تھا، ایک زخم پھوٹا اور اس زخم سے وہ آنکھ ضائع ہو گئی۔

چھٹی خبر

آنحضرتؑ کا اسم مبارک سن کر تعظیم کے لیے کھڑا ہونا خصوصاً اگر اسم قائم علیہ السلام ہو، جیسا کہ تمام افراد امامیہ کثیرہم اللہ تعالیٰ کی سیرت تمام شہروں میں مثلاً عرب و عجم

ترک ہندو دیلم میں یہی ہے اور یہ خود کاشف ہے اس عمل کے لیے واخذ واصل کے وجود پر اگر چہ اب تک نظر سے نہیں گزرا، لیکن چند نفر علماء اور اہل اطلاع سے سنا گیا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں روایت دیکھی ہے، بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ عالم متبحر جلیل سید عبداللہ سبط محدث جزائری سے سوال کیا گیا تو وہ مرحوم حضرت کی تعظیم و احترام میں کھڑے ہوگئے۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ تو ہمارے شیخ کا نجم ثاقب میں کلام تھا، لیکن عالم محدث جلیل و فاضل ماہر متبحر نبیل سیدنا الاجل آقا سید حسن موسوی کاظمی ادام اللہ بقاءہ نے تکملہ امل الآمل میں فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء امامیہ میں سے ایک شخص عبدالرضاء بن محمد نے کہ جو متوکل کی اولاد میں سے ہے، ایک کتاب حضرت امام رضاء علیہ السلام کی وفات پر لکھی ہے جس کا نام ہے تاجیج نیران الاحزان فی وفات سلطان خراسان اور اس کتاب کے متفردات میں سے یہ ہے فرمایا ہے روایت ہے کہ دعبل خزاعی نے جب قصیدہ تائیہ اپنا امام رضاء علیہ السلام کے لیے پڑھا تو جب اس پر پہنچا کہ **خروج امام لا محالۃ قائمہ "یقوم علی اسم اللہ بالبرکات"** اور خروج کرنا امام کا جو لامحالہ خروج کرے گا جو اللہ کے نام پر برکتوں کے ساتھ کھڑا ہوگا تو حضرت رضاء علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوکر اپنا سر زمین کی طرف جھکا لیا، بعد اس کے کہ آپ نے اپنے ہاتھ کی دائیں ہتھیلی اپنے سر پر رکھی ہوئی تھی اور فرمایا **اللھم عجل فرجہ ومخرجہ وانصر نابہ نصرا عزیزا** خدایا اس کی فرج و خروج کو جلدی قرار دے اور اس کے ذریعہ ہماری باعزت طور پر مدد و نصرت فرما۔ انتھی

ساتویں خبر

منجملہ وظائف و تکالیف عباد کے ظلمات غیبت میں تضرع و زاری کرنا اور خدا سے سوال کرنا ہے۔ ایمان و دین کے محفوظ رہنے کے لیے شیاطین اور زنادقہ مسلمین کے شبہات کے تطرق سے

اوراس مقصد کے لیے دعاؤں کا پڑھنا کہ جن میں سے ایک وہ دعا ہے جسے شیخ نعمانی اور کلینی نے متعدد اسانید کے ساتھ زرارہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے سنا کہ ابا عبداللہ علیہ السلام فرمار ہے ہیں کہ بے شک قائم علیہ السلام کے لیے غیبت ہے، اس سے پہلے کہ وہ خروج کریں۔

میں نے عرض کیا کہ کس لیے، فرمایا اسے خوف ہوگا اور اپنے ہاتھ سے شکم مبارک کی طرف اشارہ کیا، اس وقت فرمایا اے زرارہ وہ ہے منتظر ہے اور وہ ہے وہ شخص کہ جس کی ولادت میں شک ہوگا، بعض کہیں گے کہ اس کا باپ فوت ہوگیا اور کوئی جانشین نہ چھوڑ گیا اور ان میں سے کچھ کہیں گے کہ وہ حمل تھا اور ان میں سے بعض کہیں گے کہ غائب ہے اور کچھ کہیں گے کہ باپ کی وفات کے دوسال بعد پیدا ہوا اور وہ ہے منتظر مگر یہ کہ خداوند علم چاہتا ہے کہ شیعوں کے دلوں کا امتحان کرے، پس اس زمانہ میں باطل پرست شک میں پڑ جائیں گے۔

زرارہ کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں، اگراس زمانہ کو پالوں تو کونسا عمل کروں، فرمایا اے زرارہ اگراس زمانہ کو پاؤ تو یہ دعا پڑھو۔

اللهم عرفني نفسك فانك ان لم تعرفني نفسك لم اعرف نبيك اللهم عرفني رسولك فانك ان لم تعرفني رسولك لم اعرف حجتك اللهم عرفني حجتك ميته فانك ان الم تعرفني حجتك ضللت عن ويني۔

اور ایک دوسری طول دعا ہے کہ جس ابتدائی حصہ تو ہی ہے، پھراس کے بعد ہے ''اللهم لا تمتني عية جاهلية ولا تزع قلبي بعداز هديتني'' اخیر دعا اور ہم نے اس ملحقات کتاب مفاتیح میں بیان کیا ہے اور سید ابن طاؤس نے جمال الاسبوع میں اور جمعہ کی نماز کے بعد ادعیہ ماثورہ کے بعد نقل کیا ہے، اس کے بعد فرمایا کہ اگر تجھے کوئی

عذر ہوان تمام سے جو کچھ ہم نے عصر روز جمعہ کے تعقیبات میں ذکر کیا ہے تو اس سے بچو کہ اسے مہمل چھوڑ دو، یعنی اس دعا کے پڑھنے کو کیونکہ ہم نے اسے خداوند عالم کے اس فضل میں سے پہچانا ہے کہ جس کے ساتھ اس نے ہمیں مخصوص فرمایا ہے، پس اس پر اعتماد کرو۔

فقیر کہتا ہے کہ اس کلام کے قریب سید ابن طاؤس اس صلوات کے ذیل میں کہتے ہیں جو کہ ابوالحسن ضراب اصفہانی کی طرف منسوب ہے اور اس کلام شریف سے اس طرح مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی طرف سے کوئی چیز ان کے ہاتھ اس سلسلہ میں آئی ہے اور ان کے مقام و مرتبہ سے بعید بھی نہیں اور ایک وہ دعا ہے کہ جسے شیخ صدوق نے عبداللہ بن سنان سے روایت کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا قریب ہے کہ تمہیں شبہ عارض ہو اور بغیر نشانہ راہنما و پیشوائے ہدائت کنندہ کے رہ جاؤ اور اس شبہ میں نجات نہیں پائے گا سوائے اس شخص کے کہ جو دعائے غریق کو پڑھے، میں نے عرض کیا دعائے غریق کس طرح ہے، فرمایا کہو گے ''یا اللہ یا رحمن یا رحیم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك'' تو میں نے کہا ''یامقلب القلوب والا ابصار ثبت قلبی علی دینك'' فرمایا یہ درست ہے، خدا مقلب القلوب و ابصار ہے لیکن تم اسی طرح کہو جیسے میں کہہ رہا ہوں ''یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك''۔

آٹھویں خبر

استمداد و استعانت و استغاثہ کرنا آنجنابؑ سے شدائد و اہوال بلا و امراض اور شبہات و فتن کے اطراف و جوانب سے رونما ہونے اور چارہ کار نہ ہونے کے وقت اور آپ سے حل شبہ و رفع کربہ و دفع بلیہ کی خواہش کرنا، کیونکہ آنجناب بحسب قدرت الہیہ و علوم لدنیہ ربانیہ ہر شخص کے ہر جگہ کے حالات سے دانا اور اس کے مسئول کی اجابت پر توانا ہیں اور آپ کا فیض عام ہے اپنی رعایا کے امور کی دیکھ بھال سے نہ غفلت کی ہے اور نہ

کریں گے اور خود آنجناب نے اس توقیع میں جو شیخ مفید کو بھیجی تھی تحریری فرمایا کہ ہمارا علم تمہارے اخبار و حالات پر محیط ہے، اور تمہاری خبروں میں سے کسی چیز کا علم اور تمہاری مصیبتوں اور مبتلا آت کی معرفت ہم سے غائب نہیں رہتی۔

شیخ طوسی نے کتاب غیبت میں سند معتبر کے ساتھ روایت کی ہے، جناب ابوالقاسم حسین بن روح تیسرے نائب رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے تفویض وغیرہ میں اختلاف کیا تو میں اس کے استقامت کے زمانہ میں ابوطاہرین بلال کے پاس گیا، یعنی اس سے پہلے کہ وہ بعض مذاہب باطلہ کو اختیار کرتا، پس میں نے وہ اختلاف اس کو بتایا تو وہ مجھ سے کہنے لگا کہ مجھے کچھ مہلت دو، پس میں نے اسے چند دن کی مہلت دی، پھر میں دوبارہ اس کے پاس گیا تو اس نے ایک حدیث اپنی اسناد کے ساتھ حضرت صادق علیہ السلام سے نکالی تو آپؑ نے فرمایا کہ جس وقت خداوند عالم کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس کے بعد امیرالمومنین علیہ السلام اور ایک ایک امام پر یہاں تک کہ یہ سلسلہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور پھر وہ دنیا کی طرف آتا ہے، اور جب ملائکہ ارادہ کرتے ہیں کہ کسی عمل کو اوپر لے جائیں خداوند عالم کی بارگاہ میں تو وہ امام صاحب الزمانؑ کے سامنے پیش ہوتا ہے یہاں تک کہ رسول خدا کی خدمت میں پیش ہوتا ہے اس کے بعد بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتا ہے پس جو کچھ خداوند عالم کی طرف سے اترتا ہے وہ ان کے ہاتھ پر آتا ہے اور جو کچھ خدا کی طرف جاتا ہے تو وہ اُن کی طرف سے ہے، اور یہ حضرات خداوند عالم سے چشم زون کی مقدار بے نیاز نہیں ہیں اور سید حسین مفتی کرکی سبط محقق ثانی کتاب دفع المنادات میں کتاب براہین سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے ابوحمزہ سے حضرت کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے سنا آنجناب فرما رہے تھے کہ کوئی ایسا فرشتہ نہیں کہ جسے خداوند عالم کسی کام کے لیے زمین پر بھیجے، مگر یہ کہ ابتدا امام سے کرتا

ہے، پس اس چیز کو امام کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور بے شک ملائکہ کے آنے جانے کا محل ومقام خداوند عالم کی طرف سے صاحب امر ہے۔ اور ابوالوفائے شیرازی کی روایت میں ہے کہ رسول خداؐ نے اس سے فرمایا جب تو درماندہ و بیچارہ و گرفتار مصیبت ہو جائے تو حضرت حجۃ علیہ السلام سے استغاثہ کر، کیونکہ وہ تیری مدد کو پہنچیں گے اور وہ جناب فریادرس ہیں اور پناہ میں ہر اس شخص کے لیے جو اُن سے استغاثہ کرے۔

اور شیخ کشی اور شیخ صفا نے بصائر میں رمیلہ سے روایت کی ہے، وہ کہتی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانہ میں مجھے سخت بخار ہوا، پس میں نے جمعہ کے دن اپنے نفس میں کچھ خفت پائی تو میں نے کہا کہ میں اس سے بہتر کچھ نہیں سمجھتی کہ اپنے اوپر پانی ڈال لوں یعنی غسل کروں اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی اقتدا میں نماز پڑھوں، پس میں نے ایسا ہی کیا، اس وقت مسجد میں آئی اور جب امیرالمومنین علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے تو میرا بخار عود کر آیا، پس جب امیرالمومنین علیہ السلام نے نماز سے مراجعت کی اور قصر میں داخل ہوئے تو میں آنجنابؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپؑ نے فرمایا اے رمیلہ میں نے دیکھا کہ تیرا بعض اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا اے رمیلہ تجھے کیا ہو گیا تھا کہ میں نے تجھے دیکھا کہ تیرے بعض اعضاء دوسرے اعضاء میں پیچ وتاب کھا رہے تھے۔

پس میں نے آپؑ سے اپنی حالت بیان کی کہ جس میں میں مبتلا تھی اور وہ چیز بتائی کہ جس نے مجھے آنحضرتؑ کے پیچھے نماز پڑھنے پر وارد کیا، پس آپؑ نے فرمایا اے رمیلہ جو مومن بھی بیمار ہوتا ہے اس کے ساتھ ہم بھی بیمار ہوتے ہیں، اس کی بیماری کی وجہ سے اور جو مومن محزون ہوتا ہے، اس کے حزن کی وجہ سے ہم محزون ہوتے ہیں اور جو مومن دعا کرتا ہے تو ہم آمین کہتے ہیں اور جو خاموش رہتا ہے اس کے لیے ہم دعا کرتے ہیں۔

پس میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا اے امیرالمومنین علیہ السلام آپ پر فدا

ہو جاؤں، یہ لطف مرحمت صرف ان کے لیے ہے جو آپ کے ساتھ اس قصر میں ہیں تو پھر مجھے ان کی حالت بتائیے کہ جو اطراف زمین میں ہیں، آپؑ نے فرمایا اے رمیلہ غائب نہیں ہے یا نہیں ہوتا ہم سے وہ مومن جو زمین کے مشرق میں ہے اور نہ وہ جو مغرب میں ہے۔

اور نیز شیخ صدوق و صفار و شیخ مفید و دوسرے اعلام بہت سے اسناد کے ساتھ جناب باقر و صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ دونوں بزرگواروں نے فرمایا بے شک خداوند عالم زمین کو کسی ایسے عالم کے بغیر نہیں چھوڑتا، مگر یہ کہ اس میں ایک عالم ہوتا ہے جو کہ زمین کی زیادتی و کمی کو جانتا ہے، پس اگر مومنین کسی چیز کو زیادہ کریں تو ان کو پلٹا دیتا ہے اور ایک روایت ہے کہ اسے پھینک دیتا ہے اور اگر کم کر دیں تو ان کے لیے مکمل کر دیتا ہے، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو مسلمانوں پر ان کے امور خلط ملط ہو جاتے اور ایک روایت ہے کہ حق و باطل سے پہچانا نہ جاتا، اور تحفۃ الزائر مجلسی اور مفاتیح النجاۃ سبزواری میں مروی ہے کہ جس کو کوئی حاجت ہو تو جو کچھ آگے ذکر ہوگا اسے ایک رقعہ پر لکھے اور آئمہ کی قبور میں سے کسی قبر میں ڈال دے یا اس کو بند کر کے اس کو سربمہر کر کے پاک مٹی کو گیلا کر کے اس کے اندر رکھ کر کسی نہر یا گہرے کنویں یا پانی کے گھڑے میں پھینک دے تو وہ امام زمان علیہ السلام تک پہنچ جائے گا اور وہ بنفس نفیس اس کی حاجت روائی کے متولی ہوں گے، رقعہ مذکور کا نسخہ یہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم يا مولاى صلوات الله عليك مستغيثا و شكوت ما نزل بى مستجيرا بالله عزوجل ثم بك من امر قد دهمنى واشغل قلبى واطال فكرى وسلبنى بعض لبى و غير خطير نعمة الله عندى اسلمنى عند تخيل درودة الخليل و تبر دمنى عند ترآئى اقباله الى الحميم وعجزت عن

دفاعه حيلتى وخاننى فى تحمله صبرى وقوتى فلجات فيه اليك وتو كلت فى المسئلة لله جل تنا ئه عليه وعليك فى دفاعه عنى علما بمكانك من الله رب العالمين ولتد بير دمال الامور واثقابك فى المسارعة فى الشفاعة اليه جل ثنائه فى امرى متيقنا لاجابته تبارك و تعالىٰ اياك باعطآئى سولى وانت يا مولاى جدير ،بتحقيق ظنى و تصديق املى فيك فى امر كذاو كذار اور كذاد كذا (کی جگہ اپنی حاجات کا نام لے)فيما لا طاقة لى بحمله ولا صبر لى عليه وان كنت مستحقاله ولا ضعافه بقبيح اعمالى و تفريطى فى الواجبات التى لله عزوجل فا غثنى يا مولاى صلوات الله عليك عند اللهف وقدم المسئلة لله عزوجل فى امرى قبل حلول التلف وشماتة الا عدآء فيك بسطت النعمة على واسئل الله جل جلاله لى نصرا عزيزا وفتحا قريبا فيه بلوغ الامال و خير المبادى و خواتيم الا عمال والا من من المخارف كلها فى كل حال انه جل ثنائه لما يشاء فقال وهو حسبى ونعم الو كيل فى المبدء والمال۔

پھراس نہریا تالاب کے پاس جائے اور آپؑ کے کسی وکیل عثمان بن سعید عمروی یا ان کے فرزند محمد بن عثمان یا حسین بن روح یا علی بن محمد سمری پر اعتماد کرے اور ان میں سے کسی ایک کو پکارے اور کہے کہ یافلاں بن فلاں سلام علیك اشهد ان وفاتك فی سبیل الله وانك حیی عند الله مرزوق و قد خاطبتك فی حیوتك التی لك عند الله عزوجل و هذه رقعتی وحاجتی الیٰ مولانا علیه السلام سلمها الیه وانت الثقة الآمین۔

پس اس تحریر کو نہر کنوئیں یا تالاب میں پھینک دے تو اس کی حاجت پوری ہوگی اور اس خبر شریف سے اس طرح مستفاد ہوتا ہے کہ یہ چاروں بزرگوار جس طرح غیبت صغریٰ میں رعایا اور آنحضرت کے درمیان حاجات وخطوط کے پیش کرنے اور ان کے غیبت کبریٰ میں بھی آنجنابؑ کے ہم رکاب ہیں اور اس منصب بزرگ سے مفتخر اور سرفراز ہیں، پس معلوم ہوا کہ خوان احسان و جودوکرم وفضل ونعم امام زمان علیہ السلام زمین کے ہر ٹکڑے پر ہر پریشان درماندہ اور گم گشتہ دوا ماندہ اور متحرو نادان وسرگشتہ وحیران کے لیے بچھا ہوا ہے اور اس کا دروازہ کھلا ہے اور اس کا راستہ شارع عام ہے، لیکن سچے اضطرار اور حاجت اور عزم کے ساتھ بشرط صفائے طویت وطبیعت و اخلاص سریرت اگر کوئی جاہل و نادان ہے تو شربت علم اسے بخشتے ہیں، اور اگر بھولا بھٹکا ہے تو اس کو راستہ پر لگاتے ہیں، اگر وہ بیمار ہے تو لباس عافیت اسے پہناتے ہیں جیسا کہ سیرو حکایات وقصص و واقعات گزشتہ سے اس مقام پر مقصود و مدام کا نتیجہ ظاہر و ہویدا ہوجاتا ہے اور یہ کہ حضرت الامر صلوات اللہ حاضر درمیان عباد اور ناظر بر حال رعایا اور قادر بر کشف بلایا اور عالم با اسرار وخفایا ہیں غیبت اور لوگوں سے پوشیدہ رہنے کی وجہ سے اپنے منصب خلافت سے معزول اور اپنی ریاست الہیہ کے لوازم وآداب سے دستبردار نہیں ہوئے اور اپنی قدرت ربانیہ سے ان میں عجز نہیں آیا اور اگر چاہیں کہ اس مشکل کو حل کریں جو سائل کے دل میں

ہے تو بغیر دیکھے ہوئے راستہ کے اور کسی کوشش کے وہاں اس کے حل کو پہنچا دیتے ہیں اور اگر چاہیں تو اس کے دل کو اس کتاب یا اس عالم کی طرف کہ جس کتاب میں یا جس عالم کے پاس اس کے درد کی دعا ہے مائل وشائق کر دیتے ہیں اور کبھی اسے دعا تعلیم کرتے اور کبھی عالم خواب میں اس بیماری کا علاج اسے سکھا دیتے ہیں اور یہ جو دیکھا اور سنا گیا ہے کہ باوجود صدق ولاء اور اقرار امامت کے اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ صاحبان حاجت و اضطرار مقام عجز و نیاز وشکایت میں آتے ہیں، لیکن اثر اجابت وکشف مصیبت نہیں دیکھتے تو علاوہ اس کے کہ اس مضطر میں دعا وقبولیت کے موانع پائے جاتے ہیں، غالبا یا تو اسے اضطرار میں اشتباہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مضطر سمجھتا ہے، حالانکہ وہ مضطر نہیں ہوتا یا خود کو بھولا بھٹکا اور متحیر سمجھتا ہے، حالانکہ اسے راستہ دکھا چکے ہوتے ہیں، مثلا جو شخص احکام فرعیہ علمیہ سے جاہل ہے، اس کو ان کے احکام کے عالم کی طرف رجوع کرنے کا حکم دے چکے ہیں، جیسا کہ توقیع مبارک میں ہے کہ اسحاق بن یعقوب کے مسائل کے جواب میں تحریر فرمایا اور باقی رہے وہ حوادث جو تمہارا رخ کرتے ہیں تو ان میں ہمارے راویان احادیث کی طرف رجوع کرو، بے شک وہ میری حجت ہیں تم پر اور میں ان پر حجت خدا ہوں، پس جاہل کا ہاتھ جب کہ عالم کے ہاتھ تک پہنچ سکتا ہے چاہے ہجرت ومسافرت کر کے اس کی کتاب فتوی تک تو وہ مضطر نہیں ہے، اسی طرح وہ عالم جو حل مشکل اور دفع شبہ ظواہر ونصوص کتاب وسنت اور اجماع سے کر سکتا ہے وہ عاجز اور مجبور نہیں ہے اور وہ اشخاص کہ جو اپنے اسباب زندگی ومعاش حدود الہیہ اور موازین شرعیہ سے باہر نکال لے گئے ہیں، اور جتنی مقدار شریعت میں ممدوح ہے اس پر اقتصار اور قناعت نہیں کرتے تو بعض ایسی چیزیں کہ جن پر قوام ودار ومدار معیشت معلق نہ ہونے کی وجہ سے وہ مضطر نہیں ہیں اور اسی طرح کے اور موارد کہ انسان جن میں اپنے آپ کو عاجز اور مضطر سمجھتا ہے تو صحیح غور و تائل کے بعد اس کے خلاف ظاہر ہو جاتا ہے اور اگر واقعی مضطر بھی ہو تو شاید اس کی مصلحت

یا نظام کل کے مصالح اس کے قبول کرنے کے متقاضی نہ ہوں، کیونکہ ہر مضطر کے لیے وعدہ قبولیت دعا نہیں کیا گیا، البتہ مضطر کی دعا قبول کرتے ہیں، اور ان کے حضور وظہور کے زمانہ میں مکہ و مدینہ وکوفہ وغیرہ میں تمام اصناف مضطرین و عاجزین آپ کے محبوں اور موالیوں میں سے غالب اشخاص تھے اور بہت دفعہ سوال کرتے لیکن قبول نہ ہوتا، ایسا نہیں تھا کہ ہر عاجز ہر وقت جو چاہتا اسے دے دیتے اور اس کا اضطرار دور کر دیتے تھے، کیونکہ یہ چیز اختلال نظام اور اصحاب بلا ومصائب کے اجروں اور عظیم و جزیل ثوابوں کے اٹھ جانے کا سبب ہے جو کہ ان اجور اور ثوابوں کو قیامت کے دن مشاہدہ کرنے کے بعد آرزو و تمنا کریں گے کہ کاش ان کے بدنوں کے گوشت دنیا میں مقراضوں کے ساتھ کاٹے جاتے اور خداوند عالم نے باوجود قدرت کاملہ اور غنائے مطلق اور ذرات و جزئیات پر علم محیط رکھنے کے اپنے بندوں کے ساتھ ایسا نہیں کیا۔

ساتویں فصل

حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے بعض علامات ظہور کا بیان

اور ہم ان میں سے مختصر پر اکتفا کرتے ہیں کہ جنہیں سید سند فقیہ محدث جلیل القدر مرحوم آقا سید اسماعیل عقیلی نوری نور اللہ مرقدہ نے کتاب کفایہ المعو حدین میں تحریر کیا ہے اور وہ علامات دو قسم کی ہیں، علامات حتمیہ و علامات غیر حتمیہ اور علامات حتمیہ (جو ہر حالت میں ظاہر ہو کے رہیں گی) بطور اجمال یہ ہیں اور مقصود ترتیب ذکری ہے۔

پہلی علامت

خروج دجال اور وہ ملعون الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور اس کے منحوس وجود سے عالم میں خونریزی اور فتنہ واقع ہوگا اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ایک آنکھ مالیدہ وممسوح یعنی بیکار ہو چکی ہوگی، اور اس کی دوسری آنکھ پیشانی کے درمیان ہوگی اور ستارہ کی طرح چمکے گی اور اس کی آنکھ کے درمیان خون کا ایک لوتھڑہ ہے، وہ بہت بڑا ہے اس کی شکل عجیب وہئیت غریب ہوگی اور وہ جادوگری میں ماہر ہوگا اور اس کے سامنے ایک سیاہ رنگ کا پہاڑ ہے، جو لوگوں کی نگاہوں میں روئی کا پہاڑ نظر آئے گا اور اس کے پیچھے ایک سفید رنگ کا پہاڑ ہوگا جسے لوگوں کی نگاہ میں سفید پانی دکھلائے گا اور وہ چیخے چلائے گا۔ اولیآئی انا ربکم الاعلیٰ

میرے اولیاء اور دوستوں میں تمہارا بلند ترین رب ہوں، شیاطین اور ان میں

سے سرکش ظالمین و منافقین جادوگر اور کافر و اولاد زنا اس پر اتفاق کر لیں گے۔اور شیاطین اسے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہوں گے، اور تمام نغموں کے آلات لہو ولعب اور گانا از قسم عود ومزمار ودف وقسم وقسم کے سازوں اور بربطوں سے مشغول ہوں گے کہ جن سے اس کی پیروی کرنے والوں کے دلوں کو نعمتوں اور الحان سے مشغول رکھیں گے اور کمزور عقل کے مرد وزن کی نظروں میں اس طرح آئے گا کہ گویا اس سے وہ رقص کر رہے ہیں اور تمام لوگ اس کے پیچھے جا رہے ہیں تاکہ ان نغموں اور دلربا آوازوں کو سنیں گویا تمام لوگ نشہ اور مستی میں ہوں گے۔اور ابوامام کی روایت میں ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ جو شخص دجال کو دیکھے وہ اس کے منہ پر تھوک دے اور اس ملعون کے جادو کو دور کرنے کے لیے سورہ فاتحہ پڑھے،تاکہ وہ اس میں اثر نہ کرے جب وہ ملعون ظاہر ہوگا تو وہ دنیا جہان کو فتنہ وفساد سے پر کر دے گا۔اس کے اور حضرت قائم علیہ السلام کے لشکر کے درمیان جنگ ہوگی اور بالآخر وہ ملعون حضرت حجت الٰہی یا عیسیٰ بن مریمؑ کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔

دوسری علامت

صیحہ (پکار) اور ندائے آسمانی ہے کہ بہت سے اخبار وروایات دلالت کرتے ہیں کہ وہ حتمیات میں سے ہے اور حدیث مفضل بن عمر میں حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؑ نے فرمایا کہ حضرت قائم مکہ میں داخل ہوں گے اور خانہ کعبہ کی ایک جانب سے ظہور کریں گے اور جب سورج بلند ہوگا تو سورج کے سامنے ایک منادی ندا کرے گا کہ جسے تمام اہل زمین وآسمان سنیں گے اور وہ کہے گا اے گروہ خلائق آگاہ رہو کہ یہ مہدی آل محمد علیہ السلام ہے اور ان کو ان کے جد رسول خداؐ کے نام اور کنیت سے یاد کرے گا اور ان کا نسب مبارک ان کے والد بزرگوار امام حسن عسکری علیہ السلام بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب سلام اللہ علیہم اجمعین

تک پہنچائے گا اور اس طرح وہ اس بزرگوار کا نسب ان کے آبا طاہرین کے اسماء کے ساتھ بیان کرے گا کہ مشرق سے لے کر مغرب تک کے تمام افراد اسے سنیں گے، پھر کہے گا کہ ان کی بیعت کرو تا کہ ہدایت حاصل کرو اور ان کے حکم کی مخالفت نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے، پس ملائکہ ونقبائے انس ونجبائے جن کہیں گے، لبیک اے خدا کی طرف بلانے والے ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

پس وہ مخلوق جب اس ندا کو سن لے گی تو شہروں، بستیوں، صحراؤں اور دریاؤں سے مشرق سے لے کر مغرب تک کے لوگ مکہ معظّمہ کا رخ کریں گے اور آنحضرتؑ کی خدمت میں پہنچیں گے اور جب غروب آفتاب کا وقت قریب ہوگا تو مغرب کی طرف سے شیطان ندا و فریاد کرے گا اے گروہ مردم تمہارا خدا وادی یابس میں اترا ہوا ہے پس تم عثمان بن عنبہ جو کہ یزید من معاویہ بن ابوسفیان کی اولاد میں سے ہے، اس کی بیعت کرو تو ہدایت پاؤ گے اور اس کی مخالفت نہ کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے، پس ملائکہ نقبائے انس اور نجبائے جن اس کی تکذیب کریں گے اور منافق اہل شک وضلال اور گمراہ لوگ اس ندا کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے۔ نیز ایک اور ندا بھی آسمان سے ظاہر ہوگی اور وہ ندا ظہور حجتہ اللہ سے پہلے ہے کہ جس کا شمار حتمی علامات میں سے ہے جو کہ ضرور واقع ہوگی، جو ندا تئیس ماہ مبارک رمضان کی رات کو آئے گی کہ جسے سب زمین کے رہنے والے مشرق عالم سے لے کر مغرب تک سنیں گے اور اس کا منادی جبرئیل ہوگا جو کہ بلند آواز سے ندا دے گا کہ **الحق مع العلی و شیعتہ** حق علیؑ اور اس کے شیعوں کے ساتھ ہے، اور شیطان بھی دن کے وسط میں زمین وآسمان کے درمیان ندا کرے گا کہ جسے سب لوگ سنیں گے کہ "**الحق مع عثمان و شیعتہ**" کہ حق عثمان اور اس کے شیعوں کے ساتھ ہے۔

تیسری علامت

وادی یابس سے سفیانی کا خروج یعنی بے آب وگیاہ بیابان جو کہ مکہ اور شام کے

درمیان ہے اور وہ شخص بدصورت جس کے منہ پر چیچک کے داغ اور چار شانے زرد آنکھوں والا ہے کہ جس کا نام عثمان بن عنبہ ہے اور وہ یزید بن معاویہ کی اولاد میں سے ہے، اوراس ملعون کا پانچ بڑے شہروں پر تصرف ہوگا جو کہ دمشق، حمص فلسطین، اُردن اور قنسرین ہیں۔ پھر وہ بہت سالشکر اطراف و جوانب کی طرف بھیجے گا اوراس کا بہت سالشکر بغداد کوفہ کی طرف آئے گا، اور وہ بہت قتل و غارت اور بے حیائی ان میں کرے گا اور کوفہ و نجف اشرف میں بہت سے آدمی قتل ہوں گے اوراس کے بعد اپنے لشکر کے ایک حصہ کو شام کی طرف روانہ کرے گا، اور ایک حصہ کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجے گا اور جب وہ لشکر مدینہ میں پہنچے گا تو تین دن تک قتل کرے گا اور بہت سی خرابیاں کرے گا اوراس کے بعد مکہ کی سمت روانہ ہوگا، لیکن وہ مکہ نہیں پہنچ سکے گا اور جو حصہ شام کی طرف جائے گا اور راستہ ہی میں حضرت حجتہ اللہ کا لشکراس پر ظفرو کامیابی حاصل کرے گا اوران تمام کو ہلاک کردے گا اوران کے اموال غنیمت میں مکمل تصرف کرے گا اوراس ملعون کا فتنہ اطراف بلاد میں بہت زیادہ ہوگا خصوصاً دوستان و شیعان علی بن ابی طالب علیہ السلام کی نسبت یہاں تک کہ اس کا منادی ندا کرے گا کہ جو شخص ایک محب علیؑ کا سر لائے وہ ہزار درہم لے جائے، پس لوگ مال دنیا کی طمع میں ایک دوسرے کے حالات بتائیں گے اور ایک ہمسایہ دوسرے کے متعلق بتائے گا کہ یہ علی بن ابی طالب کا دوست ہے۔

خلاصہ یہ کہ وہ لشکر کا حصہ جو مکہ کی طرف جائیگا جب زمین بیداء میں پہنچے گا جو مکہ و مدینہ کے درمیان ہے تو اس زمین میں خداوند عالم ایک فرشتے کو بھیجے گا اور وہ چیخ کر کہے گا کہ اے زمین ان ملاعین کو اپنے اندر جذب کرلے، پس وہ سارا لشکر جو تین لاکھ کے قریب ہوگا وہ اپنے گھوڑوں اور ہتھیاروں سمیت زمین میں دھنس جائے گا سوائے دو آدمیوں کے جو ایک دوسرے کے بھائی اور گروہ جہنیہ میں سے ہوں گے کہ ملائکہ جن کے منہ پشت کی طرف پھیر دیں گے اور ایک سے کہیں گے تم بشیر ہو مکہ کی طرف جاؤ اور حضرت صاحب

الامر علیہ السلام کولشکر سفیانی کے ہلاک ہونے کی خبر دواور دوسرا جونذیر ہے اسے کہیں گے کہ شام کی طرف جاؤاور سفیانی کوخبر دواور ڈراؤ۔

پس وہ دونوں آدمی مکہ اور شام کی طرف چلے جائیں گے، جب سفیانی یہ خبر سنے گا تو شام سے کوفہ کی طرف چل کھڑا ہوگا اور وہاں بہت خرابیاں کرے گا، اور حضرت قائم علیہ السلام جب کوفہ پہنچیں گے تو وہ ملعون شام کی طرف واپس بھاگ جائے گا، پس حضرتؑ اس کے پیچھے لشکر بھیجیں گے جو اسے صحرہ بیت المقدس میں قتل کر دے گا اور اس کا نحس سر کاٹ کر اس کے روح پلید کو جہنم رسید کر دے گا۔

چوتھی علامت

سفیانی کے لشکر کا بیداء میں زمین میں دھنس جانا جو کہ ذکر ہو چکا ہے۔

پانچویں علامت

نفس ذکیہ کا قتل ہونا اور وہ آل محمد علیہم السلام کا ایک فرزند ہوگا جو کہ رکن و مقام کے درمیان قتل ہوگا۔

چھٹی علامت

سید حسنی کا خروج اور وہ خوبصورت نوجوان ہے جو دیلم وقزوین کی طرف خروج کرے گا اور وہ بلند آواز سے پکارے گا کہ آل محمد علیہم السلام کی فریادرسی کرو جو تم سے مدد طلب کر رہے ہیں، اور یہ سید حسنی ظاہراً امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے اور باطل کا دعویٰ نہیں کریں گے اور اپنے نفس کی طرف دعوت نہیں دیں گے، بلکہ آئمہ اثناء عشر کے مخلص شیعوں اور دین حق کی متابعت کرنے والوں میں سے ہوں گے اور وہ دعویٰ نبوت ومہدویت نہیں کریں گے۔ البتہ وہ مطاع و بزرگ و رئیس ہوں گے اور گفتار و رفتار میں حضرت خاتم النبیینؐ کی شریعت مطہرہ کے موافق ہوں گے اور اس کے زمانہ خروج میں

کفر وظلم نے عالم کو گھیرا ہوا ہوگا اور لوگ ظالموں اور فاسقوں کے ہاتھ سے اذیت میں ہوں گے اور مومنین کی ایک جماعت بھی ظالموں کے ظلم کو دفع کرنے کے لیے تیار ہوگی، اس وقت سید حسنی دین آل محمدؑ کی نصرت کے لیے استغاثہ کریں گے، پس لوگ ان کی اعانت کریں گے، خصوصاً طالقان کے خزانے جو کہ سونا چاندی کے نہیں ہوں گے، بلکہ شجاع قوی دل مسلح ومکمل مرد ہوں گے جو عمدہ گھوڑوں پر سواران کے گرد جمع ہوجائیں گے اوراس کی جمعیت کافی ہوجائے گی اور سید سلطان عادل کی طرح ان کے درمیان حکم ورفتار کریں گے اور آہستہ آہستہ اہل ظلم وطغیان پر غلبہ حاصل کرلیں گے اور اپنے مقام سے لے کر کوفہ تک زمین کو ظالموں اور کافروں کے وجود کی پلیدگی سے پاک کردیں گے، اور جب وہ اپنے اصحاب کے ساتھ کوفہ میں پہنچیں گے تو خبر دیں گے کہ حضرت حجۃ اللہ مہدی آل محمد علیہم السلام نے ظہور کیا ہے اور مدینہ سے کوفہ تشریف لا چکے ہیں۔

پس سید حسنی اپنے اصحاب کے ساتھ آنحضرتؑ کی خدمت میں مشرف ہوں گے اور آنحضرتؑ سے دلائل امامت اور مواریث انبیاء کا مطالبہ کریں گے۔

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم وہ جوان آنحضرتؑ کو پہچانتا اور یہ جانتا ہوگا کہ آپؑ حق پر ہیں، لیکن اس کا مقصد یہ ہوگا کہ آپؑ کی حقانیت لوگوں اور اپنے اصحاب پر ظاہر کرے، پس آنحضرتؑ دلائل امامت اور مواریث انبیاء اس کے لیے ظاہر کریں گے، اس وقت سید حسنی اور اس کے اصحاب آپؑ کی بیعت کریں گے سوائے اس کے اصحاب میں سے تھوڑے لوگوں کے جو چار ہزار زیدی ہوں گے کہ جنہوں نے قرآن اپنے گلے میں حمائل کئے ہوں گے اور جو کچھ دلائل ومعجزات دیکھیں گے انہیں وہ جادو پر حمل کریں گے اور کہیں گے یہ بہت بڑی باتیں ہیں اور یہ سب جادو ہے جو انہوں نے ہم کو دکھایا ہے۔

پس حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام جتنا وعظ ونصیحت انہیں کریں گے اور جتنا اظہار

اعجاز فرمائیں گے، ان میں وہ اثر نہیں کرے گا تو آپ تین دن تک انہیں مہلت دیں گے، اور جب آپؑ کا وعظ ونصیحت اور جو کچھ حق ہے اسے قبول نہیں کریں گے تو حکم دیں گے کہ ان کی گردنیں اڑا دو، اور ان کی حالت بہت مشابہ ہے خوارج نہروان کے ساتھ جو کہ جنگ صفین میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ موجود تھے۔

ساتویں علامت

ہاتھ کی ہتھیلی کا ظاہر ہونا جو کہ آسمان میں طلوع کرے گا اور دوسری روایت میں ہے کہ چہرہ وسینہ اور ہاتھ کی ہتھیلی چشمہ خورشید کے نزدیک ظاہر ہوگی۔

آٹھویں علامت

پندرہ رمضان کو سورج گرہن اور اس ماہ کے آخر میں چاند گرہن کا لگنا۔

نویں علامت

وہ آیات وعلامات ہیں جو کہ ماہ رجب میں ظاہر ہوں گی، شیخ صدوق نے امام رضاء علیہ السلام سے روایت کی ہے، آنحضرتؑ نے فرمایا کہ شیعوں کے لیے فتنہ عظیم ہونا کا ہونا ناگزیر ہے اور وہ اس وقت ہوگا جب ان کا امام غائب ہوگا اور اہل آسمان وزمین اس پر گریہ کریں گے، اور جب اس کا ظہور قریب ہوگا تو آسمان کی طرف سے لوگوں کے کانوں میں تین ندائیں پہنچیں گی کہ جنہیں تمام مخلوق سنے گی۔

پہلی ندا: الا العنة اللہ علی الظالمین یادرکھو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

دوسری ندا: ازتت الآزفۃ یعنی نزدیک ہوا وہ امر جو روز بروز اور وقت بوقت پہنچتا ہے۔

اور تیسری آواز یہ ہوگی کہ ایک بدن سورج کی ٹکیہ میں سامنے سے ظاہر ہوگا اور اس کے ساتھ یہ ندا آئے گی کہ یہ امیر المومنین علیہ السلام دنیا کی طرف پلٹ کر آگئے ہیں ستم

گاروں کو ہلاک کرنے کے لیے پس اس وقت مومنین کو فرج وکشائش آ پہنچے گی۔

دسویں علامت

بنی عباس کا اختلاف اوران کی حکومت کا خاتمہ کہ جس کے متعلق اخبار میں اعلام کیا گیا۔

علامات غیر حتمی

(جن کا ہونا لازمی نہیں) تو وہ بہت سی ہیں جن میں سے کچھ تو ظاہر ہوچکی ہیں اور کچھ ابھی تک واقع نہیں ہوئیں، اور ہم ان میں سے بعض کی طرف اجمالی طور پر اشارہ کریں گے۔

پہلی علامت! مسجد کوفہ کی دیوار کا خراب ہونا۔

دوسری! شط فرات سے کوفہ کی گلیوں میں نہر کا جاری ہونا۔

تیسری! خراب ہونے کے بعد دوبار کوفہ کا آباد ہونا۔

چوتھی! دریائے نجف میں پانی کا آجانا۔

پانچویں! فرات سے غری جو کہ نجف اشرف ہے اس کی طرف نہر کا جاری ہونا۔

چھٹی! ستارہ جدی کے قریب دُمدار ستارہ کا نمودار ہونا۔

ساتویں! آنحضرتؑ کے ظہور سے پہلے قحط سالی کا مظاہر ہونا۔

آٹھویں! زلزلہ اور سخت طاعون کی بیماری کا اکثر شہروں میں واقع ہونا۔

نویں! قتل بیوج یعنی اتنا زیادہ قتل وخون کہ جورُ کے گا نہیں۔

دسویں! تحلیہ مصاحف اور زخرف مساجد یعنی قرآن کو زیور پہنانا، اور مسجدوں کو سونے سے مزین کرنا اوران کے میناروں کو طویل اور اونچا بنانا۔

گیارہویں! مسجد براثا کا خراب ہونا۔

بارہویں! زمین کی مشرق کی طرف آگ کا ظاہر ہونا جو تین یا سات دن زمین و آسمان کے درمیان بھڑکتی رہے گی جو کہ باعث تعجب و محل خوف ہوگی۔

تیرہویں! سخت قسم کی سرخی کا آسمان میں ظہور جو پھیل کر سارے آسمان کو گھیر لے گی۔

چودہویں! مختلف جھنڈوں کی وجہ سے کوفہ میں زیادہ قتل و خونریزی۔

پندرہویں! ایک گروہ کا بندر و خنزیر کی شکل میں مسخ ہو جانا۔

سولہویں! خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈوں اور علموں کا حرکت میں آنا۔

سترہویں! ماہ جمادی الثانی اور رجب میں ایسی سخت بارشیں ہونا کہ جیسی بارش کبھی دیکھنے میں نہیں آئی ہوگی۔

اٹھارہویں! عربوں کا مطلق العنان ہو جانا کہ جہاں چاہیں گے جائیں گے اور جو چاہیں گے کریں گے۔

انیسویں! سلاطین عجم کا شان و وقار سے خارج ہو جانا۔

بیسویں! مشرق کی طرف سے ایسے ستارے کا نمودار ہونا جو درخشندہ چاند کی طرح روشنی دے گا اور پہلی کے چاند کی طرح ہوگا اور اس کے دونوں طرفیں اس طرح ٹیڑھی ہوں گے کہ ٹیڑھے پن کی وجہ سے قریب ہے کہ وہ ایک دوسرے سے مل جائیں، اس قدر چمکدار ہوگا کہ آنکھوں کو خیرہ کر دے گا۔

اکیسویں! ظلمت کفر و فسق و معاصی کا تمام عالم کو گھیر لینا اور شاید اس علامت کا مقصد غلبہ کفر و فسق و فجور رہو اور دنیا میں ان امور کا منتشر ہونا ہے تمام شہروں میں اور لوگوں کا زیادہ میلان و رجحان اطوار و حالات کفار و مشرکین کی طرف گفتار کردار، عیش عشرت اور اوضاع دینویہ میں اور ان سے مشابہت اختیار کرنی، حرکات و سکنات و مساکن و لباس میں اور کمزوری اور سستی کرنا امر دین اور آثار شریعت میں اور آداب شرعیہ کا پابند نہ رہنا خصوصاً اس زمانہ میں کہ لوگوں کے حالات دن بدن بڑھتے اور سخت ہوتے جا رہے ہیں

اہل کفر کے ساتھ تمام جہات دینوی میں مشابہت کے لحاظ سے بلکہ قواعد وقوانین کفر کے اخذ کرنے اوران پر امور ظاہر یہ میں عمل کرنے میں اور زیادہ تر اعتقاد اور اعتماد کامل ان کے اقوال واعمال پر رکھتے ہیں اور تمام امور میں انہیں پر وثوق واطمینان رکھتے ہیں اور بسا اوقات تو بہت سے عقائد میں یہ چیز سرایت کر جاتی ہے اور سرے سے اصل عقائد دینی سے دستبردار ہو جاتے ہیں، بلکہ اپنے چھوٹے بچوں کو ان کے آداب وقواعد کی تعلیم دیتے ہیں جیسا کہ آج کل مرسوم ہے کہ ابتدائے امر میں آداب وقواعد دین اسلام ان کے اذہان میں راسخ نہیں ہونے دیتے اور ان میں سے بہت سوں کی حالت بلوغ کے بعد عقیدہ کے فاسد ہونے اور دین اسلام سے متدین نہ رہنے تک پہنچ جائے گی اور اس طریقہ پر وہ زندگی گزاریں گے اور یہی حالت ہے ان لوگوں کی جو ان کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اور ان کے اہل وعیال جو کہ ان کے تابع ہیں، بلکہ اگر پورے طور پر غور وتامل کرو تو دیکھو گے کہ کفر پوری دنیا پر چھایا ہوا ہے، مگر بہت ہی کم لوگ اور تھوڑی مقدار اللہ کے بندوں کی اور ان میں سے بھی زیادہ تر ضعیف الایمان اور ان کا اسلام ناقص ہے، کیونکہ اکثر آباد علاقے کفار ومشرکین ومنافقین کے تصرف میں ہیں اور ان میں زیادہ تر رہنے والے اہل کفر و شرک و نفاق ہیں، مگر شاذ و نادر اور اہل ایمان جو اثنا عشری ہیں، ان میں بھی بسبب اختلاف عقائد اصولیہ دینیہ و مذہبیہ کے جیسا کہ وہ متفرق و پراگندہ ہیں، ان میں سے اہل حق نادر اور تھوڑے سے ہیں اور اہل ایمان میں سے یہ تھوڑے سے بھی خواص وعوام میں سے زیادہ تر اعمال قبیحہ اور افعال شنیعہ محرکہ کے ارتکاب کی وجہ سے از قسم معاصی ومحرمات وحرام کھانے اور ہر ایک دوسرے پر ظلم وتعدی کرنا امور دینیہ ودینویہ میں اس قدر اپنے نفوس پر ظلم کرتے ہیں کہ ایمان واسلام میں سے کوئی چیز بھی ان کے پاس نہیں رہ جاتی سوائے اسم کے جو کہ مسمی سے مطابقت نہیں رکھتا اور سوائے رسم کے جو کہ آثار شریعت کے مخالف ہے، پس روئے زمین پر اس وقت اسلام کا کوئی اثر باقی نہیں رہا، مگر بہت کم اور

وہ بھی مغلوب اور منکوب ہے اور ان کے وجود سے ظاہر شریعت ترویج دین میں کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا اور لوگوں کی نگاہ میں کلیۃً معروف منکر اور منکر معروف ہو چکا ہے۔اور اسلام میں سے صرف نام اور ظاہری رسم باقی رہ گئی ہے اور گویا طریقہ امیر المومنینؑ وسیجہ و عادت آئمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین ہاتھ سے بالکل نکل گئے ہیں اور قریب ہے کہ العیاذ باللہ طومار شریعت بالکل لپیٹ دیا جائے اور سب لوگ دیکھ اور سن رہے ہیں کہ دن بدن یہ چیز شدت اختیار کر رہی ہے اور وہ جو رسول خداؐ نے خبر دی تھی کہ اسلام ابتدائے ظہور میں غریب و بیوطن تھا اور اس کے بعد غربت کی طرف پلٹ جائے گا اور غریب ہو جائے گا وہ اس زمانے میں ظاہر اور ہویدا ہے اور قریب ہے کہ تمام دنیا ظلم و جور سے پر ہو جائے بلکہ حقیقت میں عین ظلم و جور ہے، پس ضروری ہے کہ یہ تھوڑے مومنین عباد خدا ہمیشہ رات دن تضرع وزاری وابتہال کے ساتھ خداوند عالم سے سوال و دعا کریں کہ وہ فرج آل محمد علیہم السلام میں تعجیل کرے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بعض خطبوں میں نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔

اذا صاح الناقوس و كبس القابوس وتكلم الجاموس فعند ذلك عجائب واى عجائب انار النار بنصيبين و ظهرت رائة عثمانية بواد سود و اضطربت البصرة و غلب بعضهم بعضاً وحبا كل قوم الى قوم الىٰ ان قال عليه السلام واذغن هر قل بقسطنطنيه بطارقته سفيانى فعند ذلك توقعوا ظهور متكلم موسى من الشجرة على طور۔

جب ناقوس چلائے گا اور اچانک حملہ کرنے والا دبانے والا

آئے گا اور مبینہ بولے گا تو اس وقت بڑے عجائبات کا ظہور ہو گا اور کیسے ہی عجائبات ہوں گے نصیبین کے مقام پر آگ روشن ہوگی اور عثمانی جھنڈا سیاہ وادی میں ظاہر ہوگا اور بصرہ ہلنے لگے گا اور بعض کا بعض پر غلبہ ہوگا اور ہر قوم دوسری قوم کا رخ کرے گی، یہاں تلکہ فرمایا اور ہرقل (بادشاہ روم) قسطنطنیہ میں سفیانی کے جرنیلوں کی اطاعت کریگا تو اس وقت کوہ طور پر درخت سے موسیٰؑ کے ساتھ کلام کرنے والے ظہور کی توقع رکھو۔

نیز آپؑ اپنے بعض کمالات در بار میں علامات ظہور حضرت قائم علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں، جب لوگ نماز کو بالکل چھوڑ دیں گے اور امانت کو ضائع کر دیں گے اور جھوٹ کو حلال سمجھیں گے اور سود کھائیں گے اور رشوت لیں گے اور پختہ مکان وعمارتیں بنائیں گے اور دین کو دنیا کے ساتھ بیچیں گے اور بیوقوفوں کو عامل وحاکم بنائیں گے اور عورتوں سے مشورے کریں گے، قطع رحمی کریں گے، خواہشات کی پیروی کریں گے، خون بہانا آسان سمجھیں گے، حلم کمزوری ہوگا، ظلم فخر ہوگا، امیر فاجر وزیر ظالم لوگ اور بڑے لوگ خائن اور قاری قرآن فاسق ہوں گے اور جھوٹی شہادتیں ظاہر ہوں گی، فسق و فجور، بہتان تراشی اور گناہ وسرکشی علی الاعلان ہوں گے اور قرآن کو زیور پہنائے جائیں گے اور مسجدیں سونے سے تزئین کی جائیں گی اور منارے اونچے بنائے جائیں گے اور برے لوگوں کو مکرر ومعزز سمجھا جائے گا اور صفوف میں بھیڑ ہوگی اور خواہشات مختلف ہوں گی اور مقد و معاہدے توڑ دیئے جائیں گے اور وعدہ میں ہوئی چیز قریب ہوجائے گی اور عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ تجارت میں شریک ہوں گی، دنیا پر حریص ہونے کی وجہ سے اور فاسقوں کی آوازیں بلند ہوں گی اور ان کی بات کان دھر کے سنی جائے گی اور قوم کا رئیس ان میں پست ترین ہوگا اور فاجر سے اس کے شر کے خوف سے بچا جائے گا اور

جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی، اورگانے بجانے اورعیش وعشرت کی محفلیں ہوں گی اور اس امت کے آخری پہلے لوگوں پرلعنت کریں گے اورعورتیں گھوڑوں پرسوار ہوں گی اور عورتیں مردوں کی مشابہت اختیارکریں گی اورگواہی دینے والا گواہ بنائے جانے کے بغیر گواہی دے گا اورعلم دین وفقہ غیر دین کے لیے سیکھنے والا حاصل کرے گا اوردنیا کے عمل کو آخرت کے عمل پر ترجیح دیں گے اوربھیڑ کے چمڑے بھیڑیوں کو پہنائیں گے،ان کے دل مردار سے زیادہ بدبودار اورصبر سے زیادہ کڑوے ہوں گے تواس وقت جلدی کرنا جلدی اورتعجیل ہی تعجیل۔ان دنوں بہترین جگہ بیت المقدس ہوگی،البتہ لوگوں پرایک زمانہ آئے گا کہ ہرایک تمنا کرے گا کہ وہ اس کے رہنے والوں میں سے ہوتا۔

مولف کہتا ہے کہ مجھے مناسب معلوم ہوا ہے کہ یہاں اپنے شیخ واستادمرحوم ثقۃ الاسلام نوری طاب ثراہ کے کلمہ طیبہ کے کلام کا خلاصہ نقل کردوں بعداس کے کہ انہوں نے یہ ثابت کیا کہ تہتر فرقوں میں فرقہ اثنا عشریہ ہی اہل نجات ہیں۔فرماتے ہیں کہ اس جماعت کی نجات اس زمانہ میں انتہائی کمزور پست تھوڑی اورسست ہے چندامور کی وجہ سے کہ جن میں سے عمدہ ایران کے مقدس شہروں میں کفار کی زیادہ آمدورفت ہے اورزیادہ میل جول اوردوستی مسلمانوں کی ان کے ساتھ اورمال واسباب وسامان وآلات واثاث البیت اہل کفروشرک کا ہرشہرودیہات کوڈھانپ لینا ہے، یہاں تک کہ ضروریات زندگی واسباب راحت بدن وآسودگی میں سے کوئی ایسی چیزنہیں ہے کہ جس میں ان کا نام ونشان یادگار و رسم نہ ہو،اس کام کے نتائج اوراس رفتار کے آثار ایسے مفاسداورمضرات بے شمار ہیں جو کہ دین اسلام میں پیدا ہوگئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ولی بعض کفار وملحدین کا جو کہ ارکان دین اوراجزاء ایمان میں سے ہے وہ دل سے نکال دیا ہےاوران کی دوستی و محبت جو کہ دوستی خداواولیاء خدا کی ضد ہے جس طرح کہ آگ اور پانی ایک دوسرے کی ضد ہیں وہ لے آیا ہے، بلکہ ان سے میل جول اورآمیزش مایہ افتخاراورسبب فخر ومباہات ہوگیا

ہے، حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ نہیں پائے گا تو ان لوگوں کو جو کہ خدا اور روز جزاء پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ دوست رکھیں ان اشخاص کو جو دشمن اور مخالف ہے خدا اور اس کے رسولؐ کے چاہے وہ ان کے باپ اولاد بھائی اور اہل قبیلہ ہی کیوں نہ ہوں۔ چہ جائیکہ بے گانے ہوں، پس جو ان کا دوست ہے، اس کا ایمان میں کوئی حصہ نہیں ہے، نیز فرماتا ہے اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا ولی و دوست نہ بناؤ۔ الایۃ اور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ خداوند عالم نے اپنے ایک نبی کی طرف وحی کی کہ مومنین سے کہو کہ وہ میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنیں اور نہ میرے دشمن کا کھانا کھائیں ورنہ میرے دشمن ہوجاؤ گے جس طرح کہ وہ میرے دشمن ہیں اور کتاب جعفریات میں اسی مضمون کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کیا ہے، اور اس کے آخر میں فرمایا ہے میرے دشمنوں کی اشکال سے متشکل نہ ہوجاؤ۔

امالی صدوق میں مروی ہے کہ جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی کافر کو دوست رکھتا ہے تو وہ خدا کا دشمن ہے اور جو کسی کافر کو دشمن رکھتا ہے وہ خدا کا دوست ہے، پھر آپؑ نے فرمایا کہ دشمن خدا کا دوست خدا کا دشمن ہے اور کتاب صفات الشیعہ میں جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں سے کہ جو ہم اہلبیت کی دوستی کا دم بھرتے ہیں ایسے اشخاص بھی ہیں کہ جن کا فتنہ دجال کے فتنہ سے زیادہ ہے ہمارے شیعوں کے لیے۔ راوی نے عرض کیا کہ کس بناء پر، فرمایا ہمارے دشمنوں کو دوست رکھنے اور ہمارے دوستوں کو دشمن رکھنے کی وجہ سے، کیونکہ جب یہ صورت ہوجائے تو حق باطل سے خلط ملط ہوجاتا ہے اور مشتبہ ہوجاتا ہے، پس مومن منافق سے پہچانا اور الگ نہیں ہوسکتا، نیز آنجنابؑ نے اہل جبر وتشبیہ اور غلات کے بارے میں فرمایا جیسا کہ خصال میں مروی ہے کہ جو شخص ان کو دوست رکھے تو وہ ہمیں دشمن رکھتا ہے اور جو انہیں دشمن رکھے وہ ہمیں دوست رکھتا ہے اور جو ان سے مواخات رکھے، اس نے ہم سے رشتہ

توڑ لیا اور جو ان سے اپنا رشتہ توڑ لے اس نے ہم سے مواصلت کی اور رشتہ جوڑا اور جو انہیں آزردہ کرے اس نے ہم سے نیکی کی ہے اور جو ان سے نیکی کرے اس نے ہمیں آزردہ کیا اور جو ان کی عزت کرے اس نے ہماری توہین کی ہے اور جو شخص ان کی بات کی تردید کردے اس نے ہماری بات کو مانا اور ہماری پذیرائی کی ہے، اور جو ان کی بات مان لے اس نے ہمارے قول کی تردید کی ہے اور جو ان سے احسان کرے اس نے ہم سے بدی کی، اور جو ان سے بدی کرے اس نے ہم سے نیکی کی اور جو ان کی تصدیق کرے اس نے ہماری تکذیب کی ہے اور جو ان کی تکذیب کرے اس نے ہماری تصدیق کی ہے ، اور جو ان کو عطیہ دے اس نے ہمیں محروم کیا ہے اور جس نے انہیں محروم کیا اس نے ہمیں عطیہ دیا ہے۔

اے خالد کے بیٹے جو ہمارا شیعہ ہے وہ ان میں سے کسی کو دوست و مددگار نہ بنائے اور جب ایسے کافروں کا حال یہ ہے تو باقی کفار کا حال اگر ان سے بدتر نہیں تو کمتر بھی نہیں ہوسکتا۔ دوسرا امر یہ ہے کہ دل میں بغض دین وطریقہ مسلمین و عداوت متدینین و صالحین (جو کہ متادب ہیں آداب شریعت کے ساتھ اور دل و زبان سے منکر ہیں اس جماعت کی معاشرت و مشابہت سے) آہستہ آہستہ ثابت و برقرار ہوجاتا ہے، کیونکہ فطری طور پر ہر شخص اپنے طریقہ کے مخالف اور اس کی رسوم کے منکر سے نفرت کرتا ہے کہ جن کو اس نے ازروئے محبت وخیال ولذت ومنفعت کے اختیار کر رکھا ہے، خصوصاً اگر وہ مخالف بقدر امکان اس کو اس طریقہ کی پیروی سے منع کرے اور روکے اور اس مفسدہ کا شیوع و بروز وظہور اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ قریب ہے کہ لوگ ارباب علم و دیانت کے ساتھ وہ معاملہ کریں جو بے چارے یہودی کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ جن کے دیکھنے سے دل گھٹتا ہے اور ترش روائی پیدا ہوجاتی ہے اور جو شخص اس کو تکلیف واذیت دینے کی قدرت رکھتا ہے تو وہ اس کے درپے ہوجاتا ہے، بلکہ صاحب عمامہ کو دیکھنے سے جو کہ عیش کو ناخوشگوار بنادیتا ہے

اور مانع لہو وطرب ہے۔زیادہ نفرت گھٹن واستہزاء وتمسخر اور آنکھوں اور ہاتھ سے بطور استخفاف اشارہ کرنا دوسروں کی نسبت زیادہ ہے، بلکہ اہل علم کی حرکات وسکنات کی نقالی کرنا اوقات تحصیل وتدریس وعبادت میں مجالس لہو ولعب میں ہنسانے اور اپنے محافل طرب کی زینت کا سبب قرار دیتے ہیں، اور کبھی ان چیزوں کو شعر ونظم کے لباس میں پیش کرتے ہیں اور وہی کام جو کفار مومنین کو دیکھنے کے وقت کرتے تھے کہ زبان سے ستہزاء کرنا اور چشم وابرو سے اشارہ کرنا اور جتنا ہو سکے استحقار واستخفاف کرنا اور خداوند عالم نے متعدد مقامات پر حکایت فرمائی ہے۔اور انہیں عذاب دینا وآخرت کی اطلاع دی ہے اور اسی روش وطریقہ فساق وفجار کے مطابق جو ان لوگوں کے ساتھ کرتے تھے، اس زمانہ میں بھی اس طرح کرتے ہیں اور یہ بغض ومنافرت باوجود ان کے احترام وتعظیم کے انتہائی تناقض اور کمال مباینت رکھتا ہے اور بالکل ایک دوسرے سے جمع نہیں ہو سکتے اور بہت سے روایات میں ایمان صف حب الٰہی میں ہے اور وہ چیزیں کہ جنہیں وہ پسند کرتا اور انہیں دوست رکھتا ہے انہیں دوست رکھنے میں ہے، اور خدا کے دشمنوں سے بغض رکھنا اور ان چیزوں سے کہ جنہیں وہ دوست رکھتے ہیں۔

اور نہج البلاغہ میں مذکور ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اگر ہم میں اور کچھ نہ ہو سوائے اس کے کہ ہم دوست رکھتے ہیں ان چیزوں کو کہ جن سے خدا دشمنی رکھتے ہیں اور ہم تعظیم کرتے ہیں ان چیزوں کی کہ جنہیں خدا حقیر سمجھتا ہے تو یہی ہمارے لیے خدا کی مخالفت ہے اور اس کے حکم سے روگردانی کرنے کے لیے کافی ہے۔خلاصہ یہ کہ امت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشتہ کار اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ اکثر عوام ضروری مسائل سے بے خبر ہیں، بلکہ نصاریٰ زنادقہ اور دہریوں سے میل جول رکھنے ان کے پاس بیٹھنے اور اس کی وجہ سے اتنے کلمات کفر اور منکر اور بری باتیں جو کہ سبب ارتداد ہیں لوگوں کے درمیان عام ہو چکی ہیں کہ دستہ دین سے خارج ہو جائیں گے اور انہیں خبر بھی

نہیں ہوگی اور اگر معلوم ہو بھی جائے تو بھی اسے اپنے مقصد میں شمار نہ کریں گے۔ اور اکابر
عیان بڑے گناہوں کو مثلا لوگوں کے سامنے ماہ رمضان میں دن کے وقت کھانے اور روزہ
چھوڑ دینے کو فخر سمجھتے ہیں اور دین کی پیروی کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور ان کا
تمسخر و استہزاء کرتے ہیں اور انہیں بیشعور و بے باک سمجھتے ہیں اور بیخبر اور بے ذوق لوگوں
میں انہیں شمار کرتے ہیں اور کبھی انہیں خشک مقدس کا نام دیتے ہیں اور ہمیشہ افعال خداوند
ی پر اعتراض کرتے ہیں اور کیڑے نکالتے ہیں اور مدح و توصیف حکماء اہل صنعت فرنگ
اور ان کی زیادہ عقلمندی و ہوشیاری کو ورد زبان اور زینت مجالس قرار دیتے ہیں اور ان کے
صنعتی کاموں کو جو کہ فی الجملہ علم طبعی اور ریاضی کی تکمیل کا نتیجہ ہیں، قوت بشری سے خارج
اور معجزات و حوارق عادات انبیاء و اوصیاء کے ہم پلہ سمجھتے ہیں، مجالس علماء سے گریز اور
صحبت علم دین و ذکر معاد و قیامت سے ملول و منزجر ہو جاتے ہیں اور اگر کسی محفل میں پھنس
جائیں تو یا سو جاتے ہیں اور یا دل کسی دوسری طرف بھیج دیتے ہیں، فقراء و اہل دیانت کی
رور عائت کو بیفائدہ سمجھتے ہیں اور نجی اموال کی بناء پر کہ جو حرام کی راہ سے یتیم اور بیوہ
عورتوں کے خون سے جمع کیے ہیں کہ جنہیں مصارف حرام و معاصی عظام میں صرف کرتے
ہیں، خود کو غنی و تونگر اور معظم و مکرم اور لازما الاحترام شمار کرتے ہیں اور علماء و اتقیاء کو لوگوں کا
مال کھانے والے حلوا خوار گداگر اور ذلیل سمجھتے ہیں، سونے اور چاندی کے برتن استعمال
کرتے، مردوں کے لباس زری و دیاج کے ہیں، داڑھیاں منڈا کر بنی مروان و بنی امیہ کی
ہیئت بنائے ہوئے سخن محبوب اور زبان مرغوب فرانسیسی و انگریزی بولتے اور کتاب
خداوند عالم اور آثار آئمہ علیہم السلام کے بدلے کتب ضلالی تالیفات کفار و یہود کے انیس و
جلیس بنے ہوئے ہیں، وہ یہودی جو کہ سالہا سال سے انگریزوں کے شہروں میں رہتے
ہیں، انہوں نے اپنے مذہب کی رسوم نہیں چھوڑیں اور مسلمانوں نے وہاں کے چند سفر
کرنے کے بعد مسلمانی سے دل کھینچ لیے ہیں، بہت کم ایسے گناہ ہیں کہ جو شائع و عام نہ

ہوئے ہوں اور بہت کم ایسی اطاعتیں اور عبادتیں باقی ہیں کہ جن کی صورت و نام موجود ہو اوران میں کئی راستوں سے خلل وفساد نے راستہ نہ پایا ہو، اہل حق معروف کے قائم رکھتے اور منکر سے روکنے سے عاجز ہیں اوراس کی تاثیر کی قدرت کے باوجود اس سے مایوس اور تنہائیوں میں صعف ایمان وغربت اسلام ومنکر کے عام ہونے پر گریان ومغموم ہیں۔

الحمد للہ کہ اخبار حضرت ختمی مرتبتؐ کی سچائی ظاہر ہوگئی ان مفاسد اور ان کے علاوہ دیگر فسادات کے ان کی امت میں واقع ہونے کے متعلق جیسا کہ شیخ جلیل علی ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول خداؐ کے ساتھ حج ادا کیا، پس آپ نے کعبہ کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر اپنا رخ انور ہماری طرف کر کے فرمایا، کیا تمہیں قیامت کی علامات نہ بتاؤں۔

اور اس دن سب سے زیادہ آپؐ کے نزدیک سلمان رضی اللہ عنہ تھے، تو انہوں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسولؐ تو آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے علامات میں سے ہے نماز کا ضائع کرنا اور شہوت کی پیروی کرنا اور آراء باطلہ کی طرف مائل ہونا اور صاحبان مال کی تعظیم کرنا اور دین کو دنیا کے عوض بیچ دینا، پس اس وقت مومن کا دل اس کے شکم میں پانی پانی ہوجائے گا جس طرح نمک پانی میں گر کر نمک ہو جاتا ہے، یہ ان منکرات کی وجہ سے ہوگا جو وہ دیکھیں گے، لیکن ان کے بدلے اور متغیر کرنے کی ان میں قدرت نہیں ہوگی۔

سلمان نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا واقعاً یہ چیزیں ہوں گی، فرمایا ہاں اس کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اے سلمان، پس اس وقت منکر معروف ہوجائے گا اور معروف منکر اور خائن امین ہوجائے گا اور خیانت کرے گا امین، اور جھوٹے کی تصدیق اور سچے کی تکذیب کی جائے گی۔

سلمانؓ نے عرض کیا یہ ہوگا اے اللہ کے رسولؐ، فرمایا ہاں قسم ہے جس کے قبضہ

قدرت میں میری جان ہے، اے سلمان اس زمانہ میں عورتوں کی سرداری ہوگی اور کنیزیں شریک کار ہوں گی اور بچے منبروں پر بیٹھیں گے اور جھوٹ خوش طبعی ہوگا اور زکوۃ غرامت (چٹی) ہوگی، یعنی زکوۃ دینے کو مالی ضرر سمجھیں گے، اور مال کفار جو غلبہ سے لیں گے انہیں اپنے لیے غنیمت قرار دیں گے، یعنی اسے مسلمانوں کے مصارف میں صرف نہیں کریں گے اور آدمی اپنے ماں باپ پر جفا کرے گا، اور اپنے دوست صدیق و دوست سے بیزاری چاہے گا اور دمدار ستارہ طلوع کرے گا۔

سلمان نے عرض کیا یہ چیزیں کب ہوں گی اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا ہاں قسم ہے اس کی کہ جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اے سلمان ان پر ایسے لوگ اس زمانہ میں حاکم و والی ہوں گے کہ اگر یہ بات کریں گے تو وہ انہیں قتل کر دیں گے اور اگر خاموش رہے تو انہیں جڑ سے نکال دیں گے، بیشک ان کے مال غنیمت کو وہ اپنے لیے انتخاب کریں گے اور ان کی حرمت کو پامال کر دیں گے اور ان کے خون بہائیں گے، بیشک ان کے دل فساد اور خوف سے پر ہوں گے، پس انہیں نہیں دیکھو گے، مگر ترسان و ہراساں سلمان نے عرض کیا یہ ہوگا اے اللہ کے رسولؐ فرمایا ہاں اس کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک اس زمانے میں کچھ چیزیں مشرق سے اور کچھ مغرب سے لائی جائیں گی اور لوگ مختلف رنگوں اور زینتوں میں باہر نکلیں گے، پس وائے اور ہلاکت ہے میری امت کے کمزور لوگوں پر ایسے اشخاص سے اور ان پر خداوند عالم کی طرف سے وائے و ہلاکت ہے وہ چھوٹے پر رحم اور بڑے کی عزت و توقیر نہیں کریں گے اور وہ بدکاروں سے آگے نہیں بڑھیں گے، ان کے جسم آدمیوں جیسے اور ان کے دل شیاطین کے دلوں کی طرح ہوں گے۔

سلمانؓ نے عرض کیا یہ ہوگا اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا ہاں اس کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اے سلمان اس وقت مرد مردوں پر اور عورتیں عورتوں پر

اکتفاء کریں گے اور مردوں پر اس طرح رشک کریں گے کہ جس طرح لڑکیوں پر رشک کرتے ہیں مرد عورتوں کے مشابہ اور عورتیں مردوں کے مشابہ ہوں گی اور عورتیں زین پر سوار ہوں گی پس میری امت کی ان عورتوں پر خدا کی لعنت ہو۔

سلمانؓ نے عرض کیا یہ باتیں ہوں گی اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا ہاں خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بیشک اس وقت مسجدوں کی نقش نگاری اور طلاکاری کریں گے جس طرح کہ یہود و نصاریٰ گے گرجے و عبادت خانوں کی نقش نگاری و طلاکاری کرتے تھے اور قرآنوں کو مزین کیا جائے گا، اور مینارے اونچے اونچے ہوں گے اور صفیں لمبی لمبی ہوں گی، لیکن ان کے دل ایک دوسرے سے کینہ اور عداوت رکھتے ہوں گے اور ان کی زبانیں مختلف ہوں گی۔

سلمانؓ نے عرض کیا یہ کچھ ہوگا اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا ہاں قسم ہے اس کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اور اس وقت میری امت کے مرد سونے سے اپنی آرائش کریں گے اور غریر و دیباج کے لباس پہنیں گے اور چیتے کا چمڑا زرہ کے نیچے پہننے کے لیے حاصل کریں گے۔

سلمانؓ نے عرض کیا یہ ہوگا اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا ہاں اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اے سلمان اس وقت سود ظاہر ہوگا اور معاملہ عینہ کریں گے، یعنی ایک مال کو قیمت معین پر وعدہ کے ساتھ بیچے گا، اس کے بعد بیچنے والا اس مال کو خریدنے والے سے کمتر پر خرید لے، اور یہ ایک قسم ہے سود کے حیلہ سے حلال کرنے کی اور رشوت حق و انصاف ہو جائے گی اور دین پست اور دنیا بلند ہوگی۔

سلمانؓ نے عرض کیا ایسے ہوگا اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا ہاں اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اور اس وقت گانے والی کنیزیں ظاہر ہوں گی اور آلات لہو جو آواز کے مقامات کو بتائیں گے مثلاً عود و طنبورہ اور ان کے والی و حاکم میری امت

کے بدترین لوگ ہوں گے۔

سلمانؓ نے عرض کیا ایسے ہوگا اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا ہاں اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اے سلمان اس وقت اغنیاء و تونگر سیر و تفریح کے لیے حج کریں گے اور درمیانہ طبقہ تجارت کے لیے اور فقراء ریاکاری اور شہرت کے لیے، پس اس وقت ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو غیر خدا کے لیے قرآن یاد کریں گے اور اسے اپنے لیے گانے کی چیز سمجھیں گے اور ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو علم دین غیر خدا کے لیے سیکھیں گے اور پڑھیں گے اور زنا کی اولاد زیادہ ہوگی اور قرآن کو گائیں گے اور ایک دوسرے پر دنیا کے لیے حملہ کریں گے۔

سلمانؓ نے عرض کیا ایسے ہوگا اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا ہاں اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اے سلمان یہ اس وقت ہوگا جب حرمتیں چاک کر دی جائیں گی اور گناہوں کو کسب کیا جائے گا اور برے لوگ اچھے لوگوں پر مسلط ہو جائیں گے اور جھوٹ منتشر ہوگا اور لجاجت اور لیچڑ پن ظاہر ہوگا اور فقراء احتیاج عام ہوں گے اور لباس کی وجہ سے فخر کریں گے اور بارش اوقات بارش کے علاوہ برسے گی، اور نزد و شطرنج و طبل و آلات لہو ولعب کو پورے طور پر جانتے، اسے اچھا سمجھتے اور انہیں اپناتے ہوں گے اور امر بالمعروت اور نہی از منکر کو برا سمجھیں گے یہاں تک کہ اس وقت مومن ایک کنیز سے بھی زیادہ ہوگا قاریوں اور عبادت گذاروں میں ملامت عام ہو گی، پس انہیں ملکوت آسمان میں ارجاس وانجاس (پلید و نجس) کے نام سے پکارا جائے گا۔

سلمانؓ نے عرض کیا ایسے ہوگا اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا ہاں اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اے سلمان اس وقت غنی فقیر پر رحم نہیں کرے گا، یہاں تک کہ سائل ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک سوال کرے گا تو اسے کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو اس کی ہتھیلی پر کوئی چیز رکھ دے۔

سلمانؓ نے عرض کیا ایسے ہوگا اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا ہاں اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ انتھی الخبر۔

خلاصہ یہ کہ دینی غیرت اور مذہبی عصبیت اس طرح مخلوق سے اٹھ گئی ہے کہ اگر کافر یا مخالف سے ضرر کلی اس کے دین کو پہنچے تو وہ اتنی مقدار بھی اندوہناک اور غمگین نہ ہو جتنا اس کو تھوڑے سے مالی ضرر پر غم واندوہ ہوتا ہے جو اسے کسی مسلمان بھائی کی طرف سے پہنچے اور اگر دستہ دستہ لوگ دین سے برگشتہ ہو جائیں تو وہ بالکل غمگین واندوہناک نہ ہوں۔

آٹھویں فصل

حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے چار نُواب کا ذکر

اور ہم یہاں اس پر اکتفاء کرتے ہیں جو کتاب کفایۃ الموحدین میں لکھا گیا ہے، فرماتے ہیں۔

پہلے بزرگواران میں سے جناب عثمان بن سعید عمروی ہیں کہ آنجنابؑ کو مکمل و ثوق واطمینان تھا ان کی امانت داری پر اور وہ امام علی نقی و امام حسن عسکری علیہما السلام کے نزدیک معتمد علیہ تھے اور ان کی زندگی میں ان کے امور کے وکیل تھے، اور طائفہ اسدی میں سے جعفر عمروی ان کے جد کی طرف منسوب تھا اور انہیں سمان یعنی گھی بیچنے والا بھی کہتے تھے اور مشغلہ بعض مصالح کی بناء پر تھا، کیونکہ تقیہ اور دشمنان خدا سے امر سفارت و نیابت کو مخفی رکھنے کے لیے وہ گھی بیچا کرتے تھے اور شیعہ حضرات جو مال حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے لیے لے آتے تھے ان کے سپرد کرتے تھے اور وہ ان اموال کو اپنے مال تجارت میں رکھ دیتے اور پھر آنحضرتؑ کی خدمت میں بھیج دیتے۔

اور احمد بن اسحاق قمی جو کہ اجلاء علماء شیعہ میں سے ہیں کی روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ میں ایک دن جناب امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہوا اور عرض کیا اے میرے سید و مولا میرے لیے ہمیشہ ممکن نہیں کہ میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوں تو پھر میں کس کی بات قبول کروں اور کس کے حکم کی اطاعت کروں۔

فرمایا یہ شخص ابو عمرو مرد ثقہ اور میرا امین ہے جو کچھ یہ تم سے کہے میری طرف سے کہتا ہے اور جو کچھ تمہیں پہنچائے وہ میری طرف سے پہنچاتا ہے اور جب امام علی نقی علیہ

السلام دار بقاء کی طرف رحلت فرما گئے تو ایک دن میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرتؑ کی خدمت میں بھی اسی طرح عرض کیا کہ جس طرح ان کے والد بزرگوار سے عرض کیا تھا تو فرمایا کہ ابو عمرو مرد ثقہ وامین ہے، گزشتہ امامؑ کے نزدیک بھی ثقہ تھا اور میرے نزدیک بھی ثقہ ہے۔ میری زندگی میں بھی اور میری وفات کے بعد بھی، جو کچھ تم سے کہے میری طرف سے کہتا ہے اور جو کچھ تم تک پہنچائے میری طرف سے پہنچاتا ہے۔

اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار میں نقل کیا ہے کہ اہل حدیث میں سے ثقات کی ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ اہل یمن کا ایک گروہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت سے مشرف ہوا اور وہ امام العالمینؑ کے لیے کچھ مال لے کر آئے تھے تو آپؑ نے فرمایا اے عثمان بیشک تم مال خدا کے وکیل وامین ہو، جاؤ اور اہل یمن جو مال لے کر آئے ہیں اسے اپنے قبضہ میں لے لو۔

اہل یمن نے عرض کیا اے ہمارے مولاؑ خدا کی قسم اس میں شک نہیں کہ عثمان آپؑ کی منتخب شیعوں میں سے تھا اور ہمارے نزدیک اور ہمارے تصور میں جو آپؑ کے ہاں اس کی قدر ومنزلت تھی آپؑ نے اسے اور زیادہ کر دیا کیونکہ وہ آپؑ کے نزدیک خصوصی طور پر مال خدا میں قابل اعتماد ہے۔

فرمایا ہاں تم گواہ ہو کہ عثمان بن سعید عمروی میرا وکیل ہے اور اس کا بیٹا محمد بن عثمان میرے بیٹے مہدی کا وکیل ہے نیز بحار میں اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد بحسب ظاہر تو عثمان بن سعد آنجناب کے تجہیز میں مشغول ہوئے تھے اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے بعد انہیں منصب جلالت و وکالت و نیابت پر برقرار رکھا اور شیعوں کے مسائل کے جوابات ان کی وساطت سے ان تک پہنچے تھے اور جو اموال سہم امام علیہ السلام ہوتے تھے وہ ان کے

سپرد ہوتے اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے وجود مبارک کی برکت سے لوگ ان سے امور غریبہ اور اخبار مغیبات کا مشاہدہ کرتے، جو مال مومنین ان کے سپرد کرتے تو وہ لینے سے پہلے ان کی حلیت وحرمت ومقدار کی خبر دیتے اور یہ کہ کن لوگوں کے مال ہیں اور یہ سب چیزیں حضرت حجتہ اللہؑ کی طرف سے انہیں بتائی جاتیں اور اس طرح باقی وکلاء و سفراء آنحضرتؑ کا حال تھا جو کہ دلائل وکرامات کی بناء پر آنحضرتؑ کی طرف سے سفارت و نیابت کے عہدہ پر فائز تھے۔

دوسرے بزرگوار آنحضرتؑ کے وکلاء وسفراء میں سے عثمان کے بیٹے عثمان بن دسعید عمروی تھے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے ان کی اور ان کے والد کی توثیق فرمائی تھی اور آپؑ نے اپنے شیعوں کو یہ بتایا تھا کہ یہ میرے مہدیؑ کے وکلاء میں سے ہے اور جب ان کے والد عثمان بن عمروی کی وفات کا وقت پہنچا تو حضرت حجتہ اللہؑ کی طرف سے توقیع خارج ہوئی کہ جو خصوصی طور پر ان کے والد کی وفات کی تعزیت پر مشتمل تھی، اور یہ کہ محمد امر سفارت میں نائب ومنصوب ہیں ولی خدا کی طرف سے اور وہ اپنے باپ کے مقام پر برقرار ہیں، اور توقیع کی عبارت صدوق اور دوسرے اعلام کی روایت کی بناء پر جو انہوں نے نقل کی ہے اس طرح ہے۔

انا لله وانا اليه راجعون تسليماً لامره ورضاً بقضآته وبفعله عاش ابوك سعيدا ومات حميدا فرحمه الله والحقه وبااوليائه مواليه عليهم السلام فلم يزل فى امرهم ساعيا فيما يقربه الى الله عزوجل واليهم نضرا لله وجهه واقاله عشرته واجزل الله لك الثواب واحسن لك الغزا ورزيا واوحشك فرافة

واوحشنا فسره الله جی منقلبه وکان من کمال
سعادته ان رزقه الله ولدا منك يخلفه وكان من
كمال سعادته ان رزقه الله والدا مثلك يخلفه من
بعده ويقوم مقامه بامره ويترهم عليه واقوال
الحمد لله فان الا نفس طيبة بمكانك وما جعله الله
عزوجل فيك وعندك اعاذك وقواك و عضدك
ووفقك وكان لك وليا وحافظا وراعياً

ترجمہ: بیشک ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہماری اسی کی طرف بازگشت ہے، اس کے حکم و امر کو تسلیم کرتے ہوئے، اس کی قضاء اور فعل پر راضی ہوتے ہوئے تیرے باپ نے سعادت مندانہ زندگی بسر کی ہے اور قابل تعریف مرا ہے، پس خدا اس پر رحم کرے اور اسے اس کے اولیاء اور موالی علیہم السلام سے ملحق کرے، پس وہ ہمیشہ ان کے معاملہ میں کوشاں رہا اس چیز میں جو کہ اسے اللہ تعالیٰ اور ان کے قریب کرتی تھی، خداوند عالم اس کے چہرہ کو رونق بخشے اور اس کی لغزش کو معاف فرمائے اور خدا تجھے ثواب جزیل دے اور تجھے اچھا صبر عزا دے اور تجھے مصیبت پہنچی ہے اور ہمیں بھی مصیبت پہنچی ہے، اور اس کے فراق نے تجھے اور ہمیں وحشت زدہ کیا ہے۔ پس خدا اسے خوشی و سرور بخشے اس کی بازگشت کی جگہ میں۔

اس کی انتہائے سعادت یہ تھی کہ خداوند عالم نے اسے تجھ جیسا بیٹا عطا فرمایا ہے جو اس کے بعد اس کا جانشین ہوگا، اور اس کے کام میں اس کا قائم مقام ہوگا اور اس کے لیے رحمت کی دعا کرے گا۔ اور میں کہتا ہوں الحمد للہ پس بیشک نفوس تیرے مقام سے پاکیزہ وخوش ہیں اور اس پر کہ جس کو خداوند عالم نے تجھ میں اور تیرے پاس قرار دیا ہے خدا تیری اعانت کرے، تجھے قوت دے اور تیرا کندھا مضبوط کرے اور تجھے توفیق دے اور وہ تیرا ولی و حافظ ونگہبان رہے، اور اس توقیع شریف کی دلالت ان دو بزرگوارں کی جلالت قدر و بزرگی مرتبہ پر انتہائی طور پر دلالت کرتی ہے۔

نیز علامہ مجلسی نے بحار میں شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غیبت سے اصحاب کی ایک جماعت سے روایت کی ہے کہ جب عثمان بن سعید کی وفات ہوئی تو حضرت حجتہ اللہ علیہ السلام کی جانب سے ان کے فرزند محمد بن عثمان بن سعید عمروی کی طرف ان الفاظ میں توقیع خارج ہوئی، **والابن وقاه الله لم يزل ثقتنا فی حیوة الاب رضی الله عنه وارضاه ونضر وجهه یجری عندنا مجراه ولیسد حسده عن امرنا یا مر الابن وبه یعمل تو الیه الله۔**

یعنی عثمان بن سعید کی وفات کے بعد خداوند عالم اس کے فرزند کی نگاہداری کرے جو ہمیشہ ہمارا ثقہ اور معتمد تھا اپنے باپ کی زندگی میں ''**رضی الله عنه وارحناه ونضر وجهه**'' خدا اس سے راضی ہو اور اسے راضی رکھے، اور اس کے چہرہ کو نور و رونق بخشے۔ بیٹا ہمارے نزدیک باپ کی طرح ہے اور اس کا قائم مقام ہے اور جو کچھ کہتا ہے ہمارے حکم سے کہتا ہے اور ہمارے حکم و فرمان پر عمل کرتا ہے، خداوند عالم اس کا یار و مددگا ہو۔

نیز دوسری روایت میں کلینی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک توقیع حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے خط سے خارج ہوئی، آپؑ نے تحریر فرمایا تھا کہ محمد بن سعید (خدا اس

سے اور اس کے باپ سے خوشنود ہو) میرا معتمد ہے اور اس کا لکھا ہوا خط میرا مکتوب ہے اور بہت سے دلائل ومعجزات امام علیہ السلام کے شیعوں کے لیے اس کے ہاتھ پر جاری ہوئے تھے جو کہ نیابت وسفارت کے زمانہ میں تمام شیعوں کے لیے حجتہ اللہ علیہ السلام کی طرف سے مرجع تھے۔

اور ان کی بیٹی ام کلثوم سے روایت ہے کہ محمد بن عثمان بن سعید نے چند جلدیں کتب تصنیف کی تھیں جو کہ تمام کی تمام امام حسن عسکری وصاحب الامر علیہما السلام اور اپنے باپ سے اخذ کی تھیں اور وہ کتابیں اپنی وفات کے قریب حسین بن روح کے سپرد کی تھیں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عثمان بن سعید سے وہ مشہور روایت کی ہے کہ خدا کی قسم ضرور حضرت حجتہ اللہ علیہ السلام ہر سال موسم حج میں تشریف لاتے ہیں، اور مخلوقات کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں اور وہ بھی آنجنابؑ کو دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ آیا آپ نے حضرت صاحب الامر علیہ السلام کو دیکھا ہے تو کہنے لگے کہ ہاں اور میرا آخری دیدار بیت اللہ میں تھا جب کہ آپؑ کہہ رہے تھے کہ اللھم انجزلی ما دعدتنی خدایا جو وعدہ تو نے مجھ سے کیا ہے اسے پورا کرو۔

اور میں نے متجار میں آنحضرتؑ کو دیکھا کہ کہہ رہے تھے اللھم انتقم بی اعدائی خدایا میرے ذریعہ سے میرے دشمنوں سے انتقام لے۔

تیسرے بزرگوار آنحضرتؑ کے وکلا وسفراء میں سے جناب حسین بن روح تھے جو کہ محمد بن عثمان کے زمانہ سفارت میں ان کی طرف سے اور ان کے حکم سے ان کے بعض امور کو انجام دیتے تھے اور محمد بن عثمان کے ہاں چند افراد ثقات ومومنین معتمدین میں سے تھے کہ جن میں سے ایک حسین بن روح تھے، بلکہ لوگوں کی نگاہ میں باقیوں کی خصوصیت محمد

بن عثمان کے ساتھ حسین بن روح کی نسبت زیادہ تھی، اور ایک گروہ کا گمان تھا کہ امر وکالت وسفارت محمد بن عثمان کے بعد جعفر بن احمد کی طرف منتقل ہوگا محمد بن عثمان سے اس کے زیادہ اختصاص کی وجہ سے، بلکہ محمد بن عثمان کی عمر کے آخری دنوں میں ان کا مکمل کھانے کا انتظام جعفر بن احمد کے گھر تھا۔

علامہ مجلسی نے بحار میں کتاب غیبت شیخ طوسی سے روایت کی ہے کہ محمد بن عثمان بن سعید کے احتضار کے وقت جعفر بن احمد اس کے سرہانے اور حسین بن روح پائنتی کی طرف بیٹھا تھا، اس وقت محمد نے جعفر بن احمد کی طرف رخ کیا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ابوالقاسم حسین بن روح کو وصی قرار دوں، اور معاملات اس کے سپرد کروں۔

جب جعفر بن احمد نے سنا کہ امر وصیت کو حسین بن روح کی طرف ہی منتقل ہونا ہے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور حسین بن روح کا ہاتھ پکڑ کر اسے محمد کے سرہانے بٹھا دیا اور خود جا کر پائنتی کی طرف بیٹھ گیا اور نیز روایت معتبر میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ محمد بن عثمان نے بزرگان شیعہ اور مشائخ کو جمع کیا اور کہا کہ جب موت کا حادثہ میری طرف رخ کرے تو امر وکالت ابوالقاسم بن روح کے متعلق ہوگا، کیونکہ میں مامور ہوا ہوں کہ میں اسے اپنی وفات کے بعد اپنی جگہ پر مقرر کروں، پس اس کی طرف رجوع کرنا اور اپنے معاملات میں اس پر اعتماد کرنا۔

اور ایک دوسری معتبر روایت میں ہے جیسا کہ بحار میں نقل کیا ہے کہ شیعوں کی ایک جماعت محمد بن عثمان کے پاس جمع ہوئی اور ان سے کہنے لگے کہ اگر حادثہ موت کا رخ کرے تو آپؑ کی جگہ پر کون ہوگا تو فرمایا کہ ابوالقاسم حسین بن روح میرا قائم مقائم اور تمہارے اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے درمیان واسطہ اور آپؑ کا وکیل وامین و ثقہ ہے، پس اپنے کاموں میں اس سے رجوع کرنا اور اپنے مہمات میں اس پر اعتماد رکھنا میں مامور تھا کہ یہ بات تم لوگوں تک پہنچا دوں اور بعض نسخوں میں جو توقیع (خط) حضرت

حجتہ اللہؑ کی طرف سے شیخ ابوالقاسم بن روح کی طرف خارج ہوئی جیسا کہ بحار میں حاملین اخبار وثقات کی ایک جماعت سے نقل ہوئی ہے وہ ان الفاظ میں تھی۔

نعرفه عرفه الله الخير كله ورضوانه واسعده بالتوفيق وقفنا على كتابه ووثقنا بما هو عليه وانه عندنا! با المنزلة والمحل الذين يسر انه زاد الله فى احسانه اليه انه ولى قدير والحمد لله الذى لاشريك له وصلى الله على رسوله محمد وآله وسلم تسليما كثيراً۔

خلاصہ مضمون فقرات بلاغت آیات کا یہ ہے کہ ہم اسے پہچانتے ہیں یعنی حسین بن روح کو خداوند عالم اسے تمام خیر اور اپنی رضا کا رستہ پہنچوائے اور اپنی توفیق سے اس کی مدد کرے، ہم اس کے خط پر مطلع ہوئے ہیں اور ہم اس کی امانت ودیانت داری سے باخبر ہوئے ہیں اور ہمیں اس پر وثوق واعتماد ہے، اور بیشک وہ ہمارے نزدیک اس مقام ومنزلت بلند پر ہے کہ جو مقام و منزلت اسے صدور کرتا ہے، خداوند عالم اپنے احسان کو اس پر زیادہ کرے، بیشک وہ سب نعمتوں کا مالک ہے اور تمام چیزوں پر قادر ہے اور حمد وثنا مخصوص ہے اس خدا کے لیے کہ جس کا کوئی شریک نہیں اور خدا کی صلوات وسلام ہو اس کے رسول محمدؐ اور ان کی آل پر اور اس بزرگوار کے حالت میں اس طرح ذکر

کرتے ہیں کہ یہ بغداد میں اتنا تقیہ کرتے تھے، اور مخالفین کے
ساتھ ایسا ان کا حسن سلوک تھا کہ چار مذاہب میں سے ہر ایک
مدعی تھا کہ یہ ہم میں سے ہیں اور ان میں سے ہر گروہ فخر کرتا تھا
کہ آنحضرتؑ ہم میں سے ہیں۔

چوتھے بزرگوار حضرت حجتہ عجل اللہ فرجہ کے وکلا وسفراء میں سے شیخ ابوالحسن علی بن محمد سمری تھے اور جب شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کی وفات آ پہنچی تو حضرت حجتہ امام عصر علیہ السلام کے حکم سے شیخ ابوالحسن علی بن محمد سمری کو اپنا قائم مقام قرار دیا اور کرامات ومعجزات اور شیعوں کے مسائل کے جواب حضرت حجتہ عجل اللہ فرجہ نے ان کے ہاتھ پر جاری فرمائے اور شیعہ حضرات آنحضرتؑ کے حکم سے اموال ان کے سپرد کرتے تھے اور وہ ان بزرگوار کی خدمت میں پہنچاتے تھے اور جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیعہ حضرات ان کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے یہ خواہش کی کہ کسی کو اپنی جگہ پر بٹھا تے جائیں اور امر نیابت اس کے سپرد کریں تو انہوں نے جواب دیا کہ خدا کا ایک امر ہے کہ جسے اس کو پورا کرنا ہے یعنی غیبت کبریٰ کو واقعہ ہونا ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے ہے کہ جب شیخ ابوالحسن سمری کی وفات کا وقت آیا تو شیعہ ان کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے پوچھا کہ آپؒ کے بعد وکیل کون ہوگا اور آپؒ کی جگہ پر کون بیٹھے گا تو انہوں نے ان لوگوں کے جواب میں فرمایا کہ میں مامور نہیں ہوا کہ اس سلسلہ میں کسی سے وصیت کروں۔

اور شیخ طوسی نے کتاب غیبت میں اور شیخ صدوق سے کمال الدین میں روایت ہوئی ہے کہ جب شیخ ابوالحسن علی بن محمد سمری کی وفات کا وقت ہوا تو توقیع خارج ہوئی اور انہوں نے وہ لوگوں کو دکھائی کہ جس کے نسخہ کا یہ مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا علی بن محمد الشمری

اعظم الله اجر اخوانك فيك! فانك ميت ما بينك وبين ستة ايام فاجمع امرك ولا توص الى احد فيقوم مقامك بعد وفاتك فقد وقعت الغيبة التامة فلا ظهور الا بعد اذن الله تعالىٰ ذكره وذلك بعد طول الامد وقسوة القلوب وامتلآء الارض جورا وسيأتى من شيعتى من يدعى المشاهدة الا فمن ادعى المشاهدة قبل خروج السفيانى والصيحه فهو كذاب مفتر ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم۔

آنجنابؑ کے فرمان کا خلاصہ اس توقیع شریف میں یہ ہے کہ اے علی بن محمد سمری خداوند عالم تیرے دینی بھائیوں کو تیری مصیبت میں اجر عظیم کرامت فرمائے ، بیشک تم چھ دن کے اندر وفات پاجاؤ گے، پس اپنے امر کو جمع کرواور اپنے معاملہ میں آمادہ رہو اور کسی کی نیابت کی وصیت نہ کرو جو تمہاری وفات کے بعد تمہارا نائب ہو، کیونکہ غیبت کبریٰ واقع ہو چکی ہے اور میرا ظہور نہیں ہوگا، مگر اذن خدا سے اور یہ ظہور اس کے بعد ہوگا کہ زمان غیبت طویل ہو جائے اور دل سخت ہو جائیں اور زمین ظلم و جور سے پر ہو جائے اور قریب ہے کہ میرے کچھ شیعہ میرے مشاہدہ کا دعویٰ کریں گے، آگاہ رہو کہ جو شخص سفیانی کے خروج اور آسمانی

صیحہ (پکار) کے آنے سے پہلے دعویٰ مشاہد کرے وہ بہت جھوٹا
اور مفتری ہے، طاقت وقوت صرف خدائے علی و عظیم کی طرف
سے ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے شیخ ابوالحسن علی بن محمد سمری کے نسخہ کو لکھ لیا اور اس کے ہاں سے باہر چلا آیا، جب چھٹا دن ہوا اور ہم ان کے پاس گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ حالت احتضار میں ہیں اس وقت ان سے کہا گیا کہ آپؑ کے بعد آپؑ کا وصی کون ہے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا ایک امر ہے کہ جسے پورا ہونا ہے، یہ کہہ کر وفات پائی رحمتہ اللہ و رضوانہ علیہ۔

نیز شیخ صدوق سے کتاب کمال الدین میں نقل ہوا ہے کہ علی بن محمد سمری کی وفات ۳۲۹ ہجری میں ہوئی تو اس پر غیبت صغری کی مدت (کہ جس میں سفراء و وکلاء و نواب مخصوص حضرت حجتہ اللہ علیہ السلام کے جو کہ آپؑ کے طرف سے سفارت و نیابت پر مامور تھے) تقریباً چھہتر ۷۶ سال ہوگی کہ جن میں سے تقریبا اڑتالیس سال جناب عثمان بن سعید اور ان کے فرزند محمد بن عثمان کی سفارت کے ہیں اور تقریبا چھبیس سال شیخ ابوالقاسم حسین بن روح اور شیخ ابوالحسن علی بن محمد سمری کی سفارت و نیابت کے تھے اور اس مدت کے گزرنے کے بعد سفارت منقطع اور غیبت کبریٰ واقع ہوگی، پس جو شخص سفارت و نیابت خاصہ کا دعویٰ کرے یا اس کے مطابق مشاہدہ کا دعویٰ کرے اور کذاب و مفتری ہوگا۔

حضرت حجتہ عجل اللہ فرجہ پر، بلکہ مرجع دین واحکام شریعت آنجنابؑ کے حکم سے علماء وفقہا و مجتہدین ہیں کہ جن کے لیے بطور عموم نیابت ثابت ہے، جیسا کہ وہ توقیع شریف جو اسحاق بن یعقوب کے مسائل کے جواب میں ہے، جو کہ اجلاء واخیار علماء شیعہ اور حاملین اخبار میں سے ہے کہ جس نے محمد بن عثمان بن سعیدہ عمروی کے توسط سے

ایک عریضہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تھا کہ جس میں چند مسائل کے متعلق سوال کیا تھا، تو آنحضرتؑ نے اس توقیع میں اس کے مسائل کا جواب دیا تھا اس میں فرمایا۔

واما الحوادث الواقعه فار جعو ا فیها الی رواة حدیثنا! فانهم حجتی علیکم وانا حجة الله علیهم۔

اور باقی رہے ہونے والے حوادث وواقعات تو ان میں رجوع کرو ہماری حدیث کے راویوں کی طرف، پس بیشک وہ میری حجت ہیں تم پر اور میں اللہ کی حجت ہوں اُن پر۔

اور ایک دوسری روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف سے اس طرح امر ہوا۔

انظر وا الیٰ من کان منکم قدروٰی حدیثنا ونظر فی حلالنا وحرامنا وعرف احکامنا فارضوابه حکماً فانی قد جعلته علیکم حاکما فاذا حکم بحکمنا فلم یقبل منه فانما بحکم الله استخف وعلینا رادوالراد علینا راد علی الله وهو فی حدالشرك باالله۔

ترجمہ: دیکھو اس شخص کی طرف جو تم میں سے ہماری حدیث کو روایت کرے اور ہمارے حلال وحرام میں فکر ونظر کرے اور ہمارے احکام کو پہچانے تو اس کو اپنا فیصلہ کرنے والا حکم مان لو۔ کیونکہ بے شبہ میں نے اسے تم پر حاکم قرار دیا ہے، پس جب

وہ ہمارے حکم کے مطابق فیصلہ کرے اور اس سے وہ قبول نہ کیا
جائے تو سوائے اس کے نہیں کہ حکم خدا کو خفیف سمجھا اور ہمارے
حکم کو رد کیا اور جو ہمارے حکم کو رد کرے وہ اللہ کے حکم کی تردید
کرنے والا ہوا۔

❁❁❁❁

ISLAMICMOBILITY.COM
IN THE AGE OF INFORMATION
IGNORANCE IS A CHOICE

"Wisdom is the lost property of the Believer,

let him claim it wherever he finds it"

Imam Ali (as)